تاریخ سندھ

جلد دوم

جس مین فتوحات محمد بن قاسم کے بعد سے آخر عہد حکومت عرب تک کے
حالات سندھ کمال تفصیل و توضیح کے ساتھ بڑی جستجو و تلاش کے بعد
معتبر و مستند ماخذون سے لے کے مدوّن کیے گئے ہین

مصنفہ
مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز

۱۹۰۹ء مین
اختر دکن پریس مین چھپ کے دفتر دلگداز سے شایع ہوئی

طبع اول ۱۰۰۰ جلد
قیمت [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

محمد بن قاسم کے خاتمہ کے ساتھ ہی عام فارسی مورخین سندھ مین عربون کے زمانے کے حال کو بھی ختم کر دیتے ہین - بلکہ ہر مورخ کا یہ خیال ہے کہ ابن قاسم کے بعد سے محمود غزنوی تک سندھ کی تاریخ پردۂ خفا مین ہے - اور بے شک ہے - اس لیے کہ اگرچہ تھی تو بھی فارسی مورخین نے جنکی واقفیت نہایت ہی محدود تھی اُسے اُلجھا کے اور قیاسی خلاف بیانیان کر کے اصلی واقعات پر بالکل پردہ ڈالدیا -

فارسی تصانیف قابل اعتبار نہین

اصل یہ ہے کہ وہ فارسی مصنفین کا زمانہ تھا - صرف چچ نامہ کا مترجم سندھ کا سب سے پہلا مورخ ہے - جس نے ایک عربی کتاب کا ترجمہ کر کے ملک مین پھیلا دیا لیکن اُس نے محمد بن قاسم کی زندگی کے ساتھ اپنی تاریخ بھی تمام کر دی ہے اگر اُس مین کچھ اور حالات بھی مندرج ہوتے تو غالباً فارسی مورخون اور اُن کے بعد انگریزی مصنفون مین ایسا اختلاف نہ پیدا ہوتا - اور سندھ کی تاریخ یون کشمکش مین نہ پڑجاتی لیکن نہایت ہی حیرت کی بات یہ ہے کہ تمام فارسی مورخون نے سندھ کے واقعات صرف

فارسی تاریخون مین ڈھونڈھے - کسی کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ عربی خزانۂ علم تک ہاتھ بڑھاتا
ادھر ذرا بھی توجہ کی ہوتی تو سارا عقدہ حل ہو جاتا - اور بعد والے یون دشوارون
مین نہ مبتلا ہوتے - خاندان غزنویہ کے اختتام پر ہندوستان کی فارسی تاریخون کے
لکھے جانے کا سلسلہ پڑا - اُن مصنفون کا مرکز خاص دہلی تھا - اور اُن کے سامنے جو
واقعات موجود تھے وہ اِس قدر دلچسپ تھے کہ اُنھون نے سندھ کی گزشتہ تاریخ کا پتہ
لگانے کی طرف بالکل توجہ نہ کی - بعد کے لوگون کو جب معلوم ہوا کہ سندھ مین محمدؐ بن قاسم
ایک نامور سپہ سالار عرب بڑے بڑے کارہاے نمایان دکھا چکا ہے تو اُن کو سندھ کے
حالات معلوم کرنے کا شوق ہوا عربی کتابین اُن کی نظر سے دور تھین اور کوئی فارسی
ذریعۂ معلومات موجود نہ تھا مجبوراً سُنے سنائے افسانے جو اُن کو خود سندھیون کی زبان
سے معلوم ہوئے اپنی تصانیف مین نقل کر دیے -

ہمارے فارسی کے مورخین ہند نے محض قیاساً یہ بات تسلیم کر لی کہ محمد بن قاسم
کے بعد عربون کی حکومت کمزور ہو گئی اُس کے ساتھ ایک یہ بات اُنھین محقق طور
پر معلوم ہو گئی کہ خاندان غزنوی کے زمانہ مین ملک سندھ پر سومرہ نام ایک قوم
کا بہت زیادہ اثر تھا - دولت غزنویہ کے زوال کے ساتھ ہی اُس قوم نے
سند آزادی حاصل کر لی اور سندھ کو بلا مزاحمت اپنے قبضہ مین کر لیا - صرف
یہی دو باتیں ہین جو فارسی مورخون کی معلومات کا سرچشمہ ہین - لیکن ان دو
باتون پر تمام مورخون نے اپنی رائون سے جو حاشیہ چڑھائے ہین اُن کی وجہ سے
تاریخ سندھ اسقدر پریشان اور غارت ہو گئی کہ جب تک یہ آزادی فارسی مورخون
کی تکذیب نہ کر دی جائے اصلی حالات کا پتہ نہین مل سکتا - اُن مذکورہ مصنفون
نے انصاف یہ ہے کہ ۹۵ہجری سے (جب کہ محمد بن قاسم نے ملتان کو فتح کیا تھا)
۳۹۶ ہجری تک (جبکہ سلطان محمود غزنوی نے ملتان پر قبضہ کیا) پوری دو صدیون
کے حالات ایسے غارت کیے کہ اگر اُن کی کتابون کا اعتبار کیا جائے تو کچھ
بھی پتہ نہین چلتا کہ مذکورہ دو سو برس تک سندھ کی کیا حالت تھی سومرہ لوگون
کے متعلق یہ بھی نہین ثابت کیا جا سکا کہ وہ کون لوگ تھے - اور کیا مذہب رکھتے تھے
اور نہ اِس بات کا اطمینان ہوتا ہے کہ وہ کس وقت اور کیونکر سرزمین سندھ

فارسی مصنفون نے
اپنے قیاسات سے
واقعات کو اُلجھا
دیا

مین نمودار ہوئے۔

اُن کی اختلاف بیانیان۔ تاریخ معصومی

مسٹر ایلیٹ نے اپنی بے مثل تاریخ مین فارسی موخون کے اختلاف کو خوب وضاحت سے دکھا دیا ہے۔ میر معصوم کہتے ہین سنہ ۴۴۵ ہجری (سنہ ۴۴۵ھ ۱۰۵۳ء) یعنی عبدالرشید[عہ۵] بن سلطان مسعود کے عہد مین سومرہ لوگون نے بغاوت کردی اور سومرہ نام ایک شخص کو حکمران سندھ مقرر کیا۔ سومرہ لوگون مین چھبیس حکمران گذرے اور اُن مین پانچسو برس حکومت رہی۔ لیکن میر معصوم کو اِس کا اعتبار نہین جس کا اعتراف خود اُن کے الفاظ سے ہوتا ہے۔

تاریخ طاہری

تاریخ طاہری کا مصنف لکھتا ہے کہ سومرہ لوگ سنہ ہجری سے سنہ ۸۴۳ھ تک یعنی کل ۳۴۴ سال حکمران رہے۔ ہنود مذہب رکھتے تھے اور مقام محمد تور اُن کا دار السلطنت تھا۔

بیگلر نامہ

بیگلر نامہ والا لکھتا ہے کہ مسلمانون کی فتح کے بعد قبیلۂ تمیم کے لوگ حکومت کرنے لگے۔ اُن کے چند روز بعد سومرہ لوگ حکمران ہوئے۔ اور پانچسو پانچ سال تک عنان حکومت اُن کے ہاتھ مین رہی۔ مقام مہاتم پور اُن کے بادشاہون کا مستقر تھا۔

منتخب التواریخ

صاحب منتخب التواریخ تصریح کرتے ہین کہ سلطان عبدالرشید کی کمزوری کے زمانہ مین سنہ ۴۴۵ ہجری مین سومرہ لوگون نے شہر تھری کے نواح مین جمع ہوکے سومرہ نام ایک شخص کو اپنا فرمان روا بنایا۔ اِس سومرہ پہلے فرمان روا نے مسمی سعد ایک زمیندار کی بیٹی سے شادی کی۔ جس کے بطن سے اُس کا جانشین بھونگر پیدا ہوا۔ اِس کے بعد حکمرانان سومرہ کا پورا بیان کیا ہے۔

تحفۃ الکرام

تحفۃ الکرام کا مصنف لکھتا ہے کہ سومرہ قوم سامرہ کے عربون سے نکلی ہے۔ دوسری صدی ہجری مین قبیلۂ تمیم انصاری کے لوگ دولت عباسیہ کی طرف سے جب والی سندھ مقرر ہوکے آئے تو اُنہین کے ساتھ یہ لوگ بھی آئے تھے اُن کا پورا زمانہ تقریباً ساڑھے پانچسو سال بتایا جاتا ہے۔ بیشتر تو باجگذار امرا اور جاگیرداروں کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن غزنویون کے بعد اُنھون نے پوری

عہ۵ عبدالرشید کو میر معصوم نے سلطان مسعود کا بیٹا لکھ دیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے جیسا کہ فرشتہ مین لکھا ہوا ہے کہ عبدالرّشید خود سلطان محمود غزنوی کا بیٹا تھا۔ نسل محمود کے کئی حکمرانون کے بعد اُس نے خروج کیا اور آبائی تخت وتاج پر قابض ہوا۔ لیکن عشرت پسندی کی وجہ سے بہت جلد تباہ ہوگیا۔

آزادی حاصل کرلی - یہی مصنف دوسری جگہ لکھتا ہے سومرہ سامرہ کے عرب تھے یہان آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہان کے ایک دیسی والی ڈوراسے نے اپنے بھائی چھوٹا امرائی پر زیادتی کی - چھوٹا امرائی نے دربار خلافت مین شکایت کی تو سامرہ سے سو عرب اُس کی مدد کے لیے روانہ کیے گئے - اُن مین سید علی موسوی بھی تھے جنھون نے ڈوراسے کی بیٹی سے شادی کی اور اُن کی اولاد آج تک باقی ہے - جب غازی ملک نے سندھ سے فوج فراہم کرکے دہلی پر حملہ کیا اور خسرو خان کے بعد غیاث الدین تغلق شاہ کے لقب سے دہلی کے تخت پر جلوہ افروز ہوا تو سومرہ لوگون نے موقع پاکے سندھ پر قبضہ کرلیا - اور شہر تھری کے گرد جمع ہوکے سومرہ نام ایک شخص کو اپنا حکمران بنایا - جس نے باامن دامان سلطنت قائم کی - اور سعد نام ایک زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح مین لی - اِس عورت کے بطن سے بھونگر نام ایک لڑکا پیدا ہوا جو اُس کے مرنے کے بعد وارث تاج و تخت ہوا - تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ "محمد بن قاسم کے بعد وہ لوگ جو اپنے آپ کو تمیم انصاری کی اولاد مین جانتے تھے مملکت سندھ کی بادشاہی کرنے لگے - اُن کے بعد وہین کے زمیندارون مین سے سومرہ لوگون نے حکومت شروع کی - جن کو اپنے مال و دولت اور اپنی جماعت کی کثرت پر ناز تھا - ایک صدی تک اُن کا زمانہ رہا - اُن کے بعد سمہ لوگون نے یہان کی حکومت اپنے ہاتھ مین لی - یہ بھی اُس ملک کے زمیندار تھے - اور اُن کے فرمان روا شاہان جام کے لقب سے مشہور تھے - اُن کے عہد مین غزنوی غوری اور دہلی کے دیگر سلاطین کبھی کبھی فوج کشی کردیا کرتے تھے - اور سندھ کے بعض شہرون پر متصرف ہوجاتے تھے - آخرکار سلطان ناصر الدین قباچہ بادشاہ سندھ ہوا جس نے وہان بالاستقلال اپنی سلطنت قائم کی اور اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا -

تاریخ فرشتہ

اب ہم انگریزی مصنفون کے تصریحات نقل کرتے ہین جنھون نے سندھ کی اِس زمانہ کی تاریخ پر بحث کی ہے - مسٹر لوٹنجر کا بیان ہے کہ سندھ مین سلاطین غزنویہ کی طرف سے مقرر کرکے والی روانہ کیے جاتے تھے - سلطان مسعود کے زمانہ مین سومرہ نام ایک قوم نمودار ہوئی جس نے ہتھیار ہاتھ مین لیے

انگریزی مورخ مسٹر لوٹنجر

اور سلطان کے عاملون اور طرفدارون کو نکال باہر کیا - لیکن اِس قوم کے سردار سگھر نے فوراً دربار غزنی مین معذرت خواہی کی اور جو رقم پیشتر خزانہ غزنی مین یہان سے آمدنی سے داخل ہوتی تھی اُسی قدر رقم داخل کرتے رہنے کا وعدہ کر کے باجگزاری تخت غزنوی خود والی سندھ ہوگیا - اِن کے بعد ڈیڑھ سو برس تک خراج وقت پر ادا ہوتا رہا یہان تک کہ غوریون کے ہاتھ سے دولت غزنویہ کا خاتمہ ہوگیا۔ ڈاکٹر برڈ متعدد فارسی مورخون کے اعتماد پر لکھتے ہین "سومرہ لوگ جو پہلے پہل سلطان محمود غزنوی کے عہد مین نمودار ہوئے دراصل مسلمان تھے - اور پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا ابوجہل کی اولاد مین تھے - گیارھوین صدی عیسوی کی ابتدا مین اِن لوگون مین سے ایک شخص نے قوت پیدا کی - سمہ قوم کی ایک لڑکی اپنے عقد مین لی جس سے بھونگر نام ایک لڑکا پیدا ہوا - خود اِس شخص کا نام بڑا تھا - یہ شخص چھوٹا بیٹا تھا اور چھوٹا عمر سومرہ کی نسل سے تھا - عمر سومرہ ہی پہلا شخص ہے جو اس قوم کی تاریخ مین نظر آتا ہے - ڈاکٹر برڈ کے نزدیک اِس مین کوئی شک نہین کہ سومرہ لوگ عربی الاصل تھے اور ابوجہل کی اولاد مین تھے - وہ آگے بڑھ کے لکھتے ہین اُن لوگون کا قومی لقب شہر سامرہ سے نکلا ہے جو عراق عرب مین لب دریاے دجلہ آباد ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمیم انصاری کے ہمراہیون سے نکلے ہین اور تمیم و قریش کے دیگر قبائل بھی ان مین شامل ہین : مسعودی کے عہد مین بہت سے عربی سردار جو (عم رسول اللہ سید الشہدا) حمزہ اور ابن عم نبی علی (مرتضی) کی نسل مین تھے والی منصورہ کی رعایا مین موجود تھے - لہذا اُنھین اجداد سے ہمین سندھ کے سیدون اور خاندان سومرہ کا پتہ لگانا چاہیے - مگر مسٹر الفنسٹن تاریخ فرشتہ پر اعتماد کر کے اور زیادہ تر ایجاد دیندہ سے کام لے کے اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ "مسلمانون کی ترقی ہندوستان مین محمد بن قاسم کے ساتھ تھی - چنانچہ جب وہ مر گیا تو وہ ترقی بھی کوچ کر گئی - جو ملک اُس نے فتح کیے تھے سنہ ۷۱۴ عیسوی مطابق سنہ ۹۶ ہجری مین تمیم نام اُس کے قائم مقام کے حوالے کیے گئے - اور خاندان بنی اُمیہ کی تباہی تک یعنی چھتیس برس اُس کے قبضہ مین رہے - خاندان تمیم کے بعد سمیرا قوم کے راجپوتون نے بغاوت کر دی جس کا مفصل حال معلوم نہین اور مسلمانون کو سندھ سے نکالا اور جو ملک مسلمانو

ڈاکٹر برڈ

مسٹر الفنسٹن

سے فتح کیے تھے پھر ہندؤن کے قبضہ و تصرف مین آگئے اور تقریباً پانچسو برس اُن کے قبضہ مین رہے "

ان اختلافات سے کوئی نتیجہ نکالنا دشوار ہے

دراصل یہ ایسے اختلافات ہین کہ اگر اُن سے کوئی صحیح نتیجہ نکالنے کی کوشش کیجائے تو ہرگز کامیابی کی اُمید نہین ہے ۔ مگر کتنی بڑی حیرت کی بات ہے کہ سب سے زیادہ الزام مسٹر الفنسٹن کے ذمہ ہے جنھون نے اس کا بالکل لحاظ نہ کیا کہ سندھ مین عربون کی حکومت محمد بن قاسم کے بعد بھی مدتون تک رہی ہے اگر قوم سومرہ کی حکومت اسی زمانہ سے تسلیم کر لی جائے گی تو وہ تمام حالات جو معتبر ذرائع سے اور بہت ہی قدیم مورخون کی کتابون مین صاف صاف لکھے ہوئے ہین اُن کی کیونکر تردید کی جاسکے گی ۔ اسی وجہ سے مسٹر ایلیٹ کو بھی الفنسٹن کے اس بیان پر حیرت ہو گئی ۔ کیونکہ وہ لکھتے ہین "اس (مسٹر الفنسٹن کے) بیان کے مطابق خلفاء عباسیہ کے تمام والیون کا ملتان و منصورہ کے آزاد و خود سر حکمرانون کا اور قرامطہ کا سارا زمانہ غفلت کی نذر ہو گیا ۔ اتنی بڑی عظیم الشان غفلت اور اتنے بڑے مورخ سے دیکھ کے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جن واقعات سے ہمکو سابقہ پڑا ہے وہ کس قدر تاریکی مین ہین " لیکن سچ تو یہ ہے کہ صرف واقعات کے پیچیدہ ہونے پر مسٹر الفنسٹن معذور نہین رکھے جا سکتے ۔ اگر سومرہ لوگون کی اصلیت یا اُن کے ابتدائی مذہب کے بارہ مین اُن سے کوئی بڑی بھاری غلطی ہو جاتی تو کہا جا سکتا تھا کہ واقعات ہی ایسے پیچیدہ تھے مگر اس کا کیا جواب ہے کہ انھون نے عربون کی حکومت کے زمانہ اور دو صدیون کی پوری تاریخ کو غائب کر دیا جس کی نسبت کبھی نہین کہا جا سکتا کہ تاریکی مین تھی ۔ مسٹر الفنسٹن جس عربی تاریخ کو دیکھتے صاف نظر آجاتا کہ اس زمانہ کے بہت کچھ حالات معلوم ہو سکتے ہین ۔

مسٹر الفنسٹن کے بیان پر مسٹر ایلیٹ کا تعجب

محمد بن قاسم کے بعد کے حالات تو ہم آگے چل کے بیان کرین گے سردست ہمین مسٹر الفنسٹن کی مروت سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سومرہ لوگون کے متعلق کافی بحث کرین ۔ اس معاملہ مین دو باتین بالکل مشکوک اور غیر متحقق حالت مین ہین ۔ ایک یہ کہ وہ لوگ دراصل کہان کے رہنے والے تھے اور کیا مذہب رکھتے تھے اور دوسرے یہ کہ اُن کی حکومت کس وقت سے شروع ہوئی ۔ یہ دونون اُمور اس قدر مشکوک اور مختلف فیہ ہین کہ فی الحقیقت کوئی صحیح اور قابل اطمینان

سومرہ قوم کی تحقیق

فیصلہ نہین کیا جا سکتا۔ پہلے معاملہ کے متعلق اگرچہ اکثر مورخین کے خلاف ہے مگر بادی النظر مین قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مین یہ لوگ ہندو تھے۔ اور قدیم سے سندھ مین رہتے تھے۔ ان کے ناموں پر غور کیجیے تو بعض ہندوؤن کے ایسے ہیں اور بعض مسلمانون کے ایسے۔ گو یہ دلیل اُن کے ہندو ہونے کے لیے کافی تھی۔ مگر سرزمین سندھ مین عرب اور ہندی اس قدر گھل مل گئے تھے کہ نومسلم قومین باوجود مسلمان ہو جانے کے اپنے خاندانون مین وہی قدیم ہندو نام مروج رکھتی تھین اور عرب مسلمان کبھی مزاحمت نہین کرتے تھے بلکہ قرینہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امتداد زمانہ کے بعد خود عربی النسل مسلمانون مین بھی دیسی نامون کا رواج ہو گیا تھا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو سومرہ لوگون کے اصلیت مین پھر شبہ ڈال دیتا ہے۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ سندھ کی دیگر نومسلم قومین اور عربی الاصل مسلمانون مین ہندی نامون کا رواج اسطرح ہوا کہ ابتدائی سب تام مسلمانون کے ایسے تھے اور رفتار زمانہ کے ساتھ تدریجاً ہندو نام پیدا ہوتے گئے اور آخر مین ویسی ہی نامون کا زیادہ رواج تھا۔ لیکن یہ خلاف اس کے سومرہ لوگون مین ہمین یہ نظر آتا ہے کہ اُن مین ابتدا ہندو نام مروج تھے اور آخر مین رفتہ رفتہ اسلامی نام پیدا ہو گئے اس سے قیاس کر لیا سکتا ہے کہ یہ لوگ اصل مین ہندو تھے۔ قطع نظر نامون کے اُن کے اخلاق و عادات سے بھی ہندو مذہب کی بو آتی ہے۔ مغرب کا مشہور سیاح ابن بطوطہ جب ۷۳۴ھ ہجری مین کابل کے پہاڑون سے اُترکے سندھ کے شہر جنانی مین پہونچا تو وہان کے حالات مین لکھتا ہے کہ یہان ایک قوم رہتی ہے جو سامرہ کے لقب سے مشہور ہے۔ ان لوگون کے اجداد اُس قدیم زمانہ میں یہان سکونت پذیر ہوئے تھے جبکہ حجاج کے عہد ولایت مین یہ ملک فتح کیا گیا تھا۔ یہ سامرہ لوگ کسی کے ساتھ کھانا نہین کھاتے۔ اور جب خود کھانے لگتے ہین اُسوقت اُس کے بھی روادار نہین ہوتے کہ کوئی اُنھین کھاتے دیکھے۔ سوا اپنی قوم کے اور کسی قوم مین شادی بیاہ نہین کرتے میرے زمانہ مین ونار نام ایک شخص اِن پر حکمران تھا۔ اُن کے اِن عادات و اطوار سے بھی یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ دراصل ہندو تھے۔

سومرہ کے متعلق ابن بطوطہ کا بیان

سومرہ نے پہلے مذہب قرامطہ اختیار کیا تھا -

مسٹر ایلیٹ نے بڑی جستجو سے ایک اور قوی دلیل بہم پہونچائی ہے جو سومرہ لوگون کے ہندو الاصل ہونے کے دعوے کو اور قوی کر دیتی ہے - وہ لکھتے ہین کہ فاتحان اسلام کا اصلی مذہب اختیار کرنے سے پہلے سومرہ لوگون نے قرامطہ کا مذہب اختیار کر لیا تھا (اس مذہب کے حالات ہم آیندہ بیان کرین گے) اس جدید مذہب کے داعی اور منادی سرزمین سندھ مین پھیلے ہوئے تھے - جن سے صرف خراسان و عرب ہی کے قرامطہ سے نہین شام و مصر کے قرامطہ سے بھی خط کتابت رہتی تھی اور برابر نامہ و پیام جاری تھے - اور قرامطہ مین سے بھی فرقۂ دروز کے مقتداؤن عـ٥ کو یہان سے پورا تعلق تھا - چنانچہ مقطنہ بہاء الدین جو حمزہ کا مرید خاص تھا اور تحریرات دروز کا مولف ہے اُس کا ایک خط اُن لوگون کی مقدس کتاب الدروز مین موجود ہے - یہ خط ۴۲۳ھ ہجری (۱۰۳۲ عیسوی) مین لکھا گیا ہے اور اِس کا عنوان یہ ہے "بجانب عام موحدین ملتان و ہندوستان و خاصۃً بنام شیخ ابن سومر راجہ بل" اِس خط مین ابن سومر کا اصلی ہندو نام بتا دیا ہے اور اُسے "راجہ بل اصلی وارث بو تھرو اور ہو دِل ہلا" لکھا ہے - راجہ بل کے بعد اُس کے خاندان کے اور بھی اکثر لوگون کے نام لکھے ہین جنمین سے چند عربی اور باقی دیسی نام ہین - اور اُن کے آئین و مذہب کی تعریف کی ہے -

سومرہ لوگون کے نام مقطنہ بہاء الدین کا خط

اِس خط سے کیا مستفاد ہوتا ہے

کتاب الدروز کے اِس خط مین راجہ بل کے باپ کا نام سومر لکھا ہے - مسٹر ایلیٹ کی راے مین یہی وہ سومرہ ہے جس کو تمام مورخین بانی خاندان سومرہ بتاتے ہین - اور نامون مین جو ہندی اور عربی کی آمیزش ہے اِس سے خیال کر لیا جا سکتا ہے کہ اِس خط مین قوم سومرہ مخاطب کی گئی ہے - اِس لیے کہ اُس عہد

عـ٥ دروز لوگ آج بھی ملک شام مین موجود ہین - اور ایک عجیب و غریب مخفی الاعمال و العقائد مذہب رکھتے ہین - گو بظاہر مسلمانون کا ایک فرقہ ہے - مگر وہ قرآن سے زیادہ قدر کتاب الدروز کی کرتے ہین - جو اِسی مقطنہ بہاء الدین کے خطوط اور اُس کی تحریرون کا مجموعہ ہے - کتاب الدروز کو دروز لوگ تو چھپاتے ہین مگر وہ لنڈن مین چھپ گئی ہے - جس کا ایک نسخہ حیدرآباد مین نواب عماد الملک بہادر کے کتب خانے مین موجود ہے - اور وہین میری نظر سے گزرا -

مین ناموں کا ایسا نمایان امتزاج صرف سومرہ لوگون ہی مین نظر آتا ہے۔ اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اِس قوم کے بعض لوگ مذہب قرامطہ اختیار کر چکے تھے اِس لئے کہ اُن لوگون کے کیش و آئین کی بھی تعریف کی گئی ہے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حکمران خود بھی مذہب قرامطہ کا پابند تھا اور اِس کا باپ جس کا یہ وارث ہوا یعنی خود سومرہ وہ بھی قرمطی تھا۔ شیخ ابن سومر جو خاص طور پر مخاطب بنایا گیا ہے اُس کا زمانہ بھی اِس خط سے معلوم ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ اُس مین سلطان مسعود غزنوی کا ذکر ہے۔ قطع نظر اس کے یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ خط سنہ ۴۲۳ھ کو لکھا گیا ہے۔ اور سلطان مسعود کا زمانہ سنہ ۴۲۱ ہجری سے شروع ہو چکا تھا۔ لہذا ہم کو خیال کر لینا چاہیے کہ ابن سومر کا باپ سلطان محمود غزنوی کے زمانہ مین ملتان پر حکومت کر رہا تھا۔ اتنا پتہ لگنے کے بعد صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہی سومرہ وہ شخص ہے جس کا دوسرا اسلامی نام ابوالفتح داود تھا۔ جس پر سلطان محمود غزنوی نے سنہ ۳۹۶ ہجری مین حملہ کیا تھا۔ اور یہ الزام اُس پر عائد کیا تھا کہ مذہب ملاحدہ یعنی قرامطہ کا پابند ہے۔

اِن واقعات کے ترتیب دینے سے قریب قریب اکثر مشکلین بظاہر حل ہو جاتی ہین یہ باتین معلوم ہو جاتی ہین کہ سومرہ لوگون کی حکومت محمود کے حملہ سے پہلے شروع ہو چکی تھی۔ اُنھون نے مسلمانون کا عام مذہب نہین بلکہ قرامطہ کا مذہب اختیار کیا تھا۔ لیکن ابھی تک نہ تو یہ دقت رفع ہوتی ہے کہ اُنھون نے کس وقت اُلحاد کے خاندان مین سب کے پہلے کس نے مذہب قرامطہ اختیار کیا تھا اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اِس خاندان مین سے سب سے پہلے کون شخص تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ تاریخ فرشتہ مین صاف لکھا ہوا ہے امیر ناصرالدین سبکتگین محمود کے باپ کے عہد مین والی ملتان شیخ حمید لودھی تھا۔ جس نے امیر سبکتگین کی ہر طرح اطاعت کی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا شیخ نصیر ہوا جس کا بیٹا شیخ ابوالفتح داود محمود کے زمانہ مین تھا۔ اور جس کی نسبت مسٹر ایلیٹ نے کتاب ایلدروز کی تحریر سے یقین کر لیا کہ یہی وہ سومرہ ہے جس کو اِس خاندان کا بانی کہنا چاہیے۔ فرشتہ کے اِس

اِس قوم مین پہلے کس نے اور کب مذہب قرامطہ اختیار کیا اور پہلا حکمران کون ہے۔

۵ تاریخ فرشتہ مین تو یہی سنہ لکھا ہے مگر تعجب ہے کہ مسٹر الفنسٹن سنہ ۴۱۲ھ بتاتے ہین

بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب قرامطہ چاہے داؤد نے اپنی ذات سے
اختیار کیا ہو لیکن مذہب اسلام اُس کے باپ اور دادا دونوں کا مذہب تھا - اور
کتاب الدروز کے خط میں داؤد کا بیٹا جو ابن سومر راجہ بل کے لقب سے یاد کیا گیا
ہے یہ بھی کچھ زیادہ خلاف یقین تصور نہیں کیا جا سکتا - اس لیے کہ جس طرح قوم سومرہ
کے دیگر لوگوں میں باوجود مسلمان ہونے کے آخر تک ہندی نام مروج رہے اسی
طرح ممکن ہے کہ داؤد کا عربی کے علاوہ ایک ہندی نام بھی ہو اور اُس کے بیٹے
کا نام راجہ بل بھی رکھدیا گیا ہو -

بہر تقدیر یہ امر تحقیق طور پر ثابت ہو گیا کہ سومرہ خاندان سبکتگین کے عہد میں
مسلمان تھا - اور اُسوقت ملتان کی حکومت بھی اُسی کے ہاتھ میں تھی - سبکتگین ۳۶۷ھ
میں تخت نشین ہوا تھا - لہذا ہم کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ اس بیان سے پیشتر سومرہ
لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور اُن کی حکومت بھی تھی - ۳۶۶ھ سے پہلے سومرہ مسلمان ہو چکے تھے

اب ہم عربی جغرافیہ نویسوں اور سیاحوں کے بیان کی طرف توجہ کرتے
ہیں جن کی تحریرات سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ سندھ میں جو عربی خاندان حکمران
تھے وہ آخر سے آخر کس وقت تک وہاں حکمران نظر آئے - اور نیز یہ حال بھی معلوم
ہو سکتا ہے کہ مذہب قرامطہ کا زیادہ شیوع سندھ میں کسوقت ہوا - اور بے شک
وہ بیانات کل مورخوں کے تحریروں سے زیادہ تر قابل اعتبار رہیں - اس لیے کہ
اُن لوگوں نے خود سفر کرکے اپنے چشم دید واقعات بیان کیے ہیں اور
زمانہ کی تصویر خود اپنی آنکھ سے دیکھ کے ہم کو دکھائی ہے - عربی سیاحوں کی شہادت

سب کے پہلے علامہ مسعودی سفر کرتے ہوئے سندھ میں آئے جو سنہ ۳۰۳ھ
میں سفر کر رہے تھے وہ لکھتے ہیں کہ "امیر ملتان اُسامہ بن لوی بن غالب کی
نسل سے ہے - اور یہاں کا تخت (۱) ایک مدت سے وراثۃً اسی خاندان میں
چلا آتا ہے" اس بعد امام ابو اسحق اصطخری وارد سندھ ہوئے جن کا سفر ۳۴۰ھ
میں تمام ہو گیا تھا - وہ لکھتے ہیں - "(ملتان) میں قریشی النسل فرمانروا ہے -
اور خلیفہ بغداد کا خطبہ پڑھتا ہے" اس کے چند روز بعد مشہور عربی جغرافیہ
نویس ابن حوقل اس سرزمین میں پہونچا جس کا سفر ۳۶۶ھ میں تمام ہوا -

۱ علامہ مسعودی
ابو اسحق اصطخری
ابن حوقل

علامہ بشاری

وہ بیان کرتا ہے کہ "امیر قریشی النسل ہے اور سامہ بن لوی کی اولاد سے ہے اور یہان (ملتان مین) خلیفۂ بغداد کا خطبہ پڑھا جاتا ہے" اِس زمانہ تک صاف معلوم ہوتا ہے کہ فرمانروایان ملتان عربی النسل تھے اور اُن کے مذہب مین بھی کسی قسم کا تغیر نہین ہوا تھا۔ قرامطہ کا ابھی تک کوئی اثر نہین پڑا تھا۔ اِن تینون سیاحون کے بعد علامہ بشاری مقدسی وارد سندھ ہوئے جنھون نے ۳۷۵ ہجری مین اپنا سفر تمام کیا وہ کہتے ہین "ملتان مین خلفاے بنی فاطمہ کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ کل معاملات کا تصفیہ بھی مصر کے خلفا ہی کی اجازت سے ہوتا ہے۔ یہان سے برابر تحفے و ہدایا خلافت مصر کے دربار مین جاتے رہتے ہین۔ لوگ شیعہ ہین۔ اذان مین حی علیٰ خیر العمل کہتے ہین۔ تکبیر دو دو دفعہ کہتے ہین" اور اس کے بعد یہان کے فرمان روا کی نسبت صرف اتنا لکھا ہے کہ "وہ ایک زبردست بادشاہ ہے" جنوبی ہند کے فرمارواے منصورہ کی طرح اِس نسبت یہ نہین لکھا کہ "قریشی النسل ہے" علامہ بشاری کے بیان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے ورود سندھ کے زمانہ مین قرامطہ کا جادو ملتان پر پوری طرح چل چکا تھا۔ اِس لیے کہ قرامطہ ہی ستھے جو مسئلۂ امامت مین اُصولاً شیعون کے موافق تھے۔ اور مصر کے خلفاے بنی فاطمہ کو روحانی امام وقت تسلیم کرتے تھے۔ علے الخصوص مذہب دروز کے پابند تو اُن مین ایک جلوۂ ایزدی موجود ہونے کے مدعی ہین۔ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خود فرمان رواے ملتان اِس مذہب کا پابند تھا۔ کیونکہ بغیر اُس کے ایمان لائے ممکن نہ تھا کہ خطبہ مین بھی خلفاے بنی فاطمہ مصر کا نام داخل کیا جاتا۔ اور نہ یہ

للعہ قرامطہ جو تکبیر دو دو دفعہ کہتے تھے اِس پر ہمارے زمانے کے اہل سنت اور خصوص مقلدین امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ چونک پڑین گے۔ بات یہ ہے کہ محدثین اور امام شافعی اور احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کے نزدیک تکبیر مین اللہ اکبر چار کی جگہ دو ہی بار اور باقی کلمات صرف ایک بار کہنا چاہیے۔ ہان قد قامت الصلوۃ البتہ دو دفعہ کہا جائے۔ علامہ بشاری بظاہر محدثین کے طریقہ پر عمل کرتے تھے۔ اور ان کے خیال مین تھا کہ کلمات تکبیر کا دو دو بار کہنا امامیہ لوگون کے ساتھ مخصوص ہے۔ اُنھین خبر نہ تھی کہ اِس مسئلہ مین شیعون اور حنفیون مین اتحاد ہے۔

ممکن تھا کہ مہمات سلطنت کا تصفیہ خلفاے مصر کرتے۔ علامہ بشاری یہ بھی تصریح نہیں کرتا کہ یہان کا بادشاہ قریشی الاصل یا سامہ بن لوی کی نسل سے ہے۔ جس سے قیاس کر لیا جا سکتا ہے کہ سلطنت ملتان کا مذہب ہی نہیں بدلا تھا بلکہ خاندان شاہی بھی بدل گیا تھا۔ اِس لیے کہ اگر بادشاہ قریشی ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ ایک مسلمان اور عربی سیاح اُس کے نام کے ظاہر کرنے سے قطع نظر کرتا۔ اِن تمام واقعات کے مرتب کرنے سے پوری طرح یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ ۳۶۸ھ ہجری (جب کہ ابن حوقل اپنے وطن مین واپس گیا ہے) اور ۳۷۵ھ ہجری (جب کہ علامہ بشاری نے اپنا سفر تمام کیا ہے) اِن دونون سنون کے درمیان مین جو ۷ سال کا زمانہ گزرا اِسی مدت مین ملتان مین مذہب قرامطہ کا بھی رواج ہوا اور حکومت بھی بدل گئی۔

اتنا دریافت ہو جانے کے بعد اب ہم کہہ سکتے ہین کہ فارسی مورخین جو کہہ رہے ہین کہ سومرہ لوگون نے جمع ہو کے اپنے ایک سردار کو جس کا نام سومرہ تھا فرمانروا بنایا وہ اِسی زمانہ کا واقعہ ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ سومرہ مذہب اختیار کر لینے کے بعد فقہاے دروز و قرامطہ نے اُن مین ایسا جوش پیدا کر دیا کہ فوراً ہتھیار لے کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ملتان کے شاہی خاندان کو جو قریشی النسل تھا تباہ کر کے فرمانروا بن گئے۔ اور اُن کی حکومت کے ساتھ ہی قرامطہ کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ ہم کو یقین کر لینا چاہیے کہ سبکتگین کے معاصر شیخ حمید اور اُس کا بیٹا شیخ نصیر اور اُس کا بیٹا شیخ ابوالفتح داؤد سب اُسی سومرہ نام شخص کے وارث ہین جو ملتان کا پہلا قرمطی حاکم اور قوم سومرہ کا پہلا فرمانروا تھا۔ کتاب الدروز کے خط مین داؤد کے بیٹے کو جو ابن سومر لکھ دیا ہے اِس سے ہمین یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ سومرہ کا بیٹا تھا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ سومرہ کی نسل سے تھا۔ جیسا کہ تمام اسلامی ممالک مین مروج تھا کہ اکثر لوگ اپنے آپ کو "ابن" کے لفظ سے اپنے کسی نامور مورث کی طرف منسوب کر دیا کرتے تھے۔

اِس مین کوئی شک نہین کیا جا سکتا کہ سومرہ لوگون کی ابتدائی حکومت کا یہی زمانہ ہے جو ہم نے پوری تاریخی شہادتون سے ثابت کر دیا۔ مگر افسوس کہ اِس طرف کسی کا خیال نہین گیا تھا۔ اِس مشکل کے حل کرنے مین مسٹر الیٹ نے ایسی کوشش

۳۶۸ھ و ۳۷۵ھ کے بیچ ملتان مین مذہب قرامطہ کا رواج ہوا اور نیز حکومت بدلی

داؤد سومرہ کا بیٹا نہین بلکہ سومرہ کی نسل میں تھا۔

حکومت سومرہ کی ابتدا اس وقت تک کسی کو نہین معلوم ہوئی۔

کی ہے کہ اس نتیجہ تک یقیناً پہنچ جاتے لیکن افسوس اُن کو علامہ بشاری کی کتاب احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم "نہین دستیاب ہوئی تھی اگر اُن کو یہ کتاب مل گئی ہوتی تو بیشک وہ بھی یہی نتیجہ حاصل کرتے جو اس وقت ہم کو حاصل ہوا ہے بہرحال بڑی دشواریون کے بعد سومرہ لوگون کی حکومت شروع ہونے کا زمانہ تو معلوم ہوگیا ۔ لیکن ابھی اس امر کا تصفیہ باقی ہے کہ اِن مین سے سبکے پہلے کس شخص نے مذہب قرامطہ اختیار کیا۔ ہمین یقین کر لینا چاہیے کہ پہلا تخت نشین خاندان سومرہ جس کا نام بھی سومرہ تھا سبکے پہلے وہی شخص اِس مذہب پر ایمان لایا تھا - کیونکہ علامہ بشاری سے چندہی روز پیشتر ابن حوقل ملتان مین آکے دیکھ گیا تھا کہ یہان مذہب قرامطہ کی حکومت نہین -

باقی رہی یہ بات کہ یہ لوگ اصل مین کون تھے تمام مورخین حیرت ہی مین پڑے رہے اور مسٹر الفنسٹن نے جھٹ پٹ فیصلہ کر لیا کہ یہ لوگ اصل مین ہندو اور سمیرا قوم کے راجپوت تھے - سومرہ کو بغیر کسی دلیل اور کسی زبردست شہادت کے سمیرا بنا دینا بالکل نیا اجتہاد ہے اور بخصوص جب کہ راجپوتون مین سمیرا نام کی کوئی قوم ہمین نظر بھی نہین آتی - لیکن ہمین اس مین عذر نہین کہ سومرہ لوگ دراصل مسلمان نہ تھے - اِس لیے کہ اُن کے عادات و اطوار اور تمام باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی دوسری قوم سے علاقہ رکھتے ہین - جتنے قرائن و قیاسات ہین اُن سے اگرچہ کسی بات کا اطمینان نہین ہوتا لیکن اُن کے ہندو ہونے کا گمان غالب ضرور ہوجاتا ہے - اِس بارۂ خاص مین ہمین اپنی ذاتی جستجو سے ایک بالکل نئی بات معلوم ہوئی ہے جس کو معلوم کرکے تمام لوگون کو حیرت ہو جائے گی اِس لیے کہ جس امر پر اسوقت تک تمام گزشتہ مورخون نے بڑی بڑی تحقیقین کین اور ہمیشہ ہاتھ پاؤن مارتے رہے اُس کی اصلیت نہ گزشتہ فارسی مصنفون کے خیال مین گزری تھی اور نہ اُسے موجودہ یورپین دوربینین دریافت کرسکین - سومرہ لوگ اصل مین نہ ہندو تھے اور نہ مسلمان - بلکہ وہ یہودی تھے - علامہ بشاری جو ۳۷۵؁ ہجری سے پہلے سندھ کی سیر کر رہے تھے اپنی کتاب کے دیباچہ مین لکھتے ہین

سومرہ کی اصلیت کا پتہ لگانے مین مسٹر الفنسٹن الزام سے نہین بری ہوسکتے -

(صفحۂ آیندہ)

؎ یہودیون کو سامرے (شمرون یا سمیریا) کی سکونت کی وجہ سے سامرہ خیال کرنا عرب مورخین کی غلطی ہے - بیت المقدس کے شمال جانب علاقہ سامرہ موجود تھے - (صفحۂ آیندہ)

"اور سامرہ لوگ یہودی ہین - تم نہین دیکھتے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو اپنا پیغمبر بتاتے ہین؟" اس امر کی تصدیق کے لیے کہ یہان سامرہ لوگون سے سندھ کے سومرہ ہی مراد ہین - یہ کافی ہے کہ اس کے بعد علامہ بشّاری نے سندھ کی ہندو رعایا کی نسبت بھی یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ لوگ ذمی نہین ہین[ع٥] - اور اسی وجہ سے اُن سے جزیہ نہین لیا جاتا ہے - علامہ بشاری کا یہ بیان اس امر کی بھی تصدیق کردیتا ہے جو صاحب تحفۃ الکرام نے لکھا ہے کہ "سومرہ قوم سامرہ کے عربون سے نکلی - اور یہ لوگ تمیم انصاری کے ساتھ عراق سے آئے" دیگر مورخین تصریح کر رہے ہین کہ اِن لوگون کا نام سومرہ اس لیے ہوا کہ عراق عرب کے شہر سامرہ سے سندھ مین آئے تھے - کیونکہ بغداد سامرہ اور تمام بلاد عراق مین یہودی ان دنون کثرت سے تھے اور آج تک موجود ہین - معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ سامرہ سے یہان آئے وہ اصل مین یہودی تھے - قدیم مصنفون نے اپنے قیاس سے اُنھین مسلمان خیال کرلیا - اور سومرہ کو سامرہ کہنا کوئی تعجب کی بات نہین اس لیے کہ یہ لوگ بہت زمانہ تک سامرہ ہی کہے جاتے تھے - چنانچہ ابن بطوطہ نے بھی سندھ مین پہونچ کے اِن لوگون کو سامرہ ہی کے لقب سے مشہور پایا جیسا کہ اس کے بیان سے ظاہر ہے -

اِس مین کوئی شک نہین کہ عراق کے یہ سامرہ یہودی سندھ مین پہونچنے کے تھوڑے زمانہ کے بعد مسلمان ہوگئے - دین اسلام قبول کرنے بعد چونکہ عربی النسل سومرہ کیونکر مسلمان ہوکے دیسی نومسلمون مین مل گئے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جہان یہود کے بہت سے اسباط رہتے تھے اور اُن مین اور یروشلیم کے یہودیون مین لڑائی رہا کرتی تھی - اُس سامرہ کے لفظ کو آج کل عربی توراۃ مین شومرون لکھدیا ہے - مگر عرف عام مین اور نیز دیگر السنہ مین وہ سامرہ ہی کہلاتا تھا - اور وہان کے یہودی سامری - یا سامرہ - اصل مین یہ انھین یہودی مین سے ہونگے ع٥ اصطلاح شرع مین ذمی اُس غیر مذہب رعایا کو کہتے ہین جسکی جان ومال کی حفاظت خلافت اسلامی پر واجب ہو - اصل یہ ہے کہ دین اسلام مین مشرکین ذمّی نہین قرار دیے جاسکتے تھے - یہ مسئلہ صرف اہل کتاب کے لیے تھا - مگر سندھ کی فتح کے وقت مجبوراً محمد بن قاسم نے یہان کے مشرکون کو ذمی قرار دے دیا لیکن معلوم ہوتا ہے اُسکے بعد یہ عہد توڑ دیا گیا - اور ہندو رعایا سے ذمی کا لقب واپس لے لیا گیا - لیکن اُس سے ہندو رعایا کو بڑا فائدہ ہوا کیونکہ جزیہ موقوف کردیا گیا - اور صرف ادائے خراج کے وہ مکلف رہے -

فاتحون مین اپنی زیادہ عزت نہین دیکھی سندھ کے دیسی نومسلمون سے مل جل گئے اور اس قدر جلد کہ تھوڑے ہی عرصہ مین اُن کی اصلیت پردۂ خفا مین آگئی - اور چونکہ اُسی جگہ سے آئے تھے جہان سے فاتحان عرب آیا کرتے تھے لہذا تھوڑے زمانے کے بعد اُنھین یہ دعوے کرنے کا موقع مل گیا کہ "ہم اصلی عرب ہین اور شام سے آئے ہین"

علامہ بشاری کی شہادت قابل اطمینان ہے

اُن کی اصلیت کے بابت علامہ بشاری کے قول سے زیادہ کوئی دلیل نہین ہوسکتی - اس لیے کہ وہ اُسوقت سندھ مین موجود تھے جب قرامطہ کے نقیب اپنے نئے مذہب کی تبلیغ کر رہے تھے اور جسوقت کہ یہ قوم سومرہ نئی نئی اسلام قبول کر رہی تھی - اُس زمانہ مین نومسلم سومرہ بھی موجود تھے اور وہ سومرہ بھی موجود تھے جنھون نے ہنوز اپنے مذہب کو نہین چھوڑا تھا - اور جنمین اپنے قدیم مذہب کی نشانیان ہنوز باقی تھین - لہذا ہم پورے اعتماد کے ساتھ کہتے ہین کہ اسوقت تک تمام مورخون نے اس قوم کی نسبت جو کچھ بیان کیا سب غلط اور بے اصل ہے حقیقۃً سومرہ لوگ یہودی الاصل ہین - اور سندھ مین بنی اسرائیل کی بگڑی ہوئی تصویرین ہین -

انگریزی محقق بھی تسلیم کرتے ہین -

چنانچہ بعض انگریزی سیاحون کو بھی ان لوگون کی صورت دیکھ کے تسلیم کر لینا پڑا ہے کہ سندھ کی بعض بلوچی اقوام کے عام وضع اگرچہ عربون سے ملتی ہوئی ہے مگر ان کی صورت اور ان کے خط وخال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اصلی یہودی ہین - صرف صورت ہی نہین اُن کی بعض رسوم بھی اس امر کا ثبوت دیتی ہین عـہ

سومرہ لوگون کی حکومت کا زمانہ قائم کرنے مین سب مورخون نے غلطی کی -

سومرہ لوگون کی حکومت کا زمانہ قائم کرنے مین تمام مورخین سے غلطی ہوگئی - جن لوگون کو اُن کا زمانہ محمود غزنوی عـہ سے پیشتر معلوم ہوا انھون نے محمد بن قاسم کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد سومرہ لوگون کو حکمران مان لیا - اور جن کو اُن کی حکومت کا ثبوت محمود غزنوی کے بعد ملا اُنھون نے اُن کی سلطنت کی عمر بہت گھٹا کے بیان کر دی -

اس کا زیادہ الزام مسٹر الفنسٹن پر ہے

اس غلطی کے سبب سے زیادہ جواب دہ مسٹر الفنسٹن ہین جنھون نے ایسے زمانہ مین تاریخ لکھی جب کہ ہر قسم کا تاریخی سامان موجود

عـہ حالات سندھ مصنفہ مسٹر پوسٹن جو ایک عرصہ تک سندھ کے اسسٹنٹ رزیڈنٹ رہے تھے -

تھا۔ قدیم مصنفون کی سی مجبوریان اُن کو نہ تھین۔ ہماری مندرجۂ بالا تحقیق کے مطابق سومرہ لوگون کی حکومت ۴۵۰ھ سے ۴۷۰ھ تک کسی زمانہ مین شروع ہوئی۔ اور ۷۵۲ھ کے قریب زمانہ مین تمام ہوگئی۔ اِس حساب سے اُنھین زیادہ سے زیادہ کل ۲۸۲ سال سلطنت کا موقع ملا۔

سندھ کی سلطنت محمد بن قاسم کے بعد سے پھر ہمیشہ مسلمانون کے ہاتھ مین رہی

"مسٹر الفنسٹن نے جو یہ لکھدیا ہے کہ عربون کی حکومت بنی اُمیہ کے خاندان کے ساتھ ہی تمام ہوگئی اُس نے ہندوستان کے تمام پچھلے مورخون کو اتنی بڑی فاش غلطی مین مبتلا کر دیا ہے جس سے زیادہ شرمناک غلطی ہو ہی نہین سکتی۔ محض اس غلطی کے اُٹھانے کے لیے ہم نے بڑی تفتیش و جستجو سے اُن تمام والیون کے نامون کا مع اُن کے حالات کے پتہ لگالیا ہے جو محمد بن قاسم کے بعد بنی اُمیہ کے عہد مین اور پھر دولت عباسیہ کے زمانہ مین مقرر ہو کے آئے۔ اِن والیون کی ترتیب اور اُن کے زمانون کے حالات سب باتین جہان تک مل سکی ہین معتبر و مستند تاریخون سے نقل کر کے ہم ثابت کیے دیتے ہیں کہ عربون کا اُسی زمانہ کے چند روز بعد نکال دیا جانا بالکل غلط ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ اُس زمانہ سے آج تک کوئی ایسا زمانہ نہین آیا جب سندھ مین کسی ہندو شاہی خاندان کو حکومت کرنے کا موقع ملا ہو۔ خود محمود غزنوی نے سندھ کو مسلمانون کے ہاتھ سے لیا۔ جسوقت غزنوی فوج کے نبرد آزماؤن نے ہندوستان کے دور و دراز مقامات کو پامال کیا ہے اُس وقت بھی ملتان سے لے کے سمندر تک سارے ملک سندھ مین مسلمان فرمان روا تھے اور ہر جگہ مسلمان رعایا پھیلی ہوئی تھی۔

سندھ پر خلافت عباسیہ الواثق باللہ کے عہد ۲۳۲ھ تک قابض رہی

سندھ پر خلافت عباسیہ کا قبضہ الواثق باللہ کے عہد ۲۳۲ھ ہجری تک پوری طرح ثابت ہوتا ہے جسوقت تک کہ برابر عراق سے والی مقرر ہو ہو کے آتے تھے اور یہان حکومت کرتے تھے۔ اُس کے بعد سندھ کے عربی نژاد صاحب اثر مسلمانون نے سند آزادی حاصل کی۔ اور مختلف بلاد پر جداگانہ امیرون کی حکومت قائم ہوگئی۔ چنانچہ تھوڑی فصل سے مذکورۂ بالا سیاح اور محقق جغرافیہ کے شائق سندھ مین آئے اور سبنے یہان خود مختار اسلامی ریاستین دیکھین۔ جیسا کہ اُن کے جغرافیون مین صاف لکھا ہوا ہے۔ اور اس زمانہ کے اختتام کے وقت جب

ہم عساکر محمود کے ورود کے زمانہ پر غور کرتے ہین تو اُسوقت بھی یہان کی حکومت مسلمانون کے ہاتھ مین پاتے ہین - اور یہ کہ جب سومرہ لوگون کے ہاتھ مین حکومت آئی تو وہ بھی دین اسلام قبول کر چکے تھے -

چوتھی صدی کے آخر تک سندھ پر عرب حکمران تھے

غرض معتبر اور تاریخی ثبوتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عرب مسلمان سندھ مین چوتھی صدی کے آخر تک حکومت کر رہے تھے - اور مسٹر الفنسٹن خواہ مخواہ پہلی صدی کے چند ہی سال بعد اُن کو نکالے دیتے ہین - ہم اُن کو اطمینان دلاتے ہین کہ ہمارے ہندو دوست عیسائی نہ تھے کہ فرڈ نند اور ایزابلا کی طرح ہم سے اپنے ملک کو خالی کرانا چاہتے

محمد بن قاسم کے بعد کے حالات

اب ہم محمد ابن قاسم کے زمانے سے آگے بڑھتے ہین اور چاہتے ہین کہ جس زمانے مین سندھ نے خلافت کی فرمان برداری کا جوا اپنی گردن پر سے اُتار کے پھینک دیا اُس وقت تک جتنے والی اور عامل دارالخلافت سے مقرر ہو کے یہان آئے اُن سب کا تفصیلی حال سلسلہ وار بیان کرین تاکہ زمانہ دیکھے کہ فارسی مورخین کس قدر ناواقف تھے - اور ہندوستان کے موجودہ یوروپین اور دیسی مورخ کتنی بڑی غلطی مین پڑے ہوئے ہین - واقعی حیرت کی بات ہے کہ ایک ملک کی کئی صدیون کی تاریخ باوجود موجود ہونے کے اس قدر مٹ جائے کہ خود اُس سرزمین کے لوگون کے خیال مین بھی کبھی نہ گذری ہو ! - بہرحال ہم پھر اب سلسلۂ تاریخ شروع کرتے ہین -

سندھ پر یزید بن ابی کبشہ کی حکومت

محمد بن قاسم کو شام کی طرف روانہ کر کے یزید ابن ابی کبشہ نے حکومت سندھ کی باگ اپنے ہاتھ مین لی - مگر صرف برائے نام - اِس لیے کہ محمد بن قاسم کے گرفتار کرنے کے بعد اُسے بھی اطمینان کی گھڑی نہ نصیب ہوئی - سرزمین ہند مین قدم رکھتے ہی وہ ناموافقت آب و ہوا یا اور کسی وجہ سے بیمار رہا - اور وہ مظلوم قیدی جسے اُس نے بیگناہ پابزنجیر کیا تھا - ہنوز داخل عراق بھی نہ ہوا ہوگا کہ یزید بن ابی کبشہ اپنے ورود سندھ کے اٹھارھوین دن رہ گرائے عالم آخرت ہوا[ع۵]

سندھ پر پہونچنے سے اٹھارھوین دن وہ مر گیا -

ملک سندھ مین بدنظمی پیدا ہونے اور اسلامی قوت کے گھٹنے کے سبب محمد

ع۵ یعقوبی -

ابن ابی کبشہ کے بعد سندھ کی بدنظمی

بن قاسم کی گرفتاری اور سندھ والی یزید بن ابی کبشہ کی بے محل موت ہی کیا کمی تھی کہ اُس پر یہ مستزاد ہوا کہ محمد بن قاسم کے ایسے جوان مرد فیاض سردار کی علیحدگی و بیقدری سے لوگون مین طرح طرح کی بد دلیان پیدا ہو گئین - صرف وہ لوگ تو سرزمین سندھ مین رہ گئے جو یہان متوطن ہو گئے تھے اور جن کو جاگیرین دی گئی تھین - مگر مجاہدین کا وہ زبردست گروہ جو صرف محمد بن قاسم کے بڑھاؤن پر گھر بار سے جدا غریب الوطنی مین جان بازیان کر رہا تھا کلیتہً منتشر ہو گیا - سب لوگ خاک ہند کو چھوڑ چھوڑ کے اپنے اپنے شہرون اور گاؤن مین واپس گئے - اور ہندوستان کا میدان اسلامی مجاہدین سے بالکل خالی ہو گیا ؎

حبیب بن مہلب کا تقرر

انہی دنون سلیمان بن عبدالملک نے یزید بن مہلّب کو بصرے کی حکومت دی تھی - اور جب اُسے معلوم ہوا کہ سندھ کی حالت خراب ہو رہی ہے تو اُس کے بھائی حبیب بن مہلب کو سندھ کے جہاد اور وہان کی فرمان فرمائی پر روانہ کیا - حبیب کے قدم جب تک خاک ہند مین پہونچین پہونچین راجہ داہر کا بیٹا جے سنگھ جو غالباً علاقہ کشمیر سے واپس آ گیا تھا - برہمن آباد مین داخل ہو گیا - حبیب سندھ مین داخل ہو کے دریاے سندھ کے کنارے خیمہ زن ہوا - اہل رور نے سر اطاعت جھکا دیا - مگر بعض لوگ برسر پرخاش ہوئے جن کو حبیب نے سرتابی کے جرم پر کامل سزا دی ؎ - اِس عہد مین کہا جاتا ہے کہ چند روز تک عامر بن عبداللہ بھی والی سندھ رہا - مگر بلاذری اور یعقوبی جن کا اعتبار زیادہ کیا جا سکتا ہے اور دیگر مورخین بھی اِس سے ساکت ہین لہذا ہمارے نزدیک یہ امر چندان قابل وثوق نہین -

؎ یعقوبی - ؎ بلاذری

دوسرا باب

بنی امیہ کا باقیماندہ عہدہ خلافت

عمر بن عبدالعزیز کی خلافت ۹۹ھ سے ۱۰۱ھ تک

جبیب دریاے سندھ کے کنارے ہی خیمہ زن تھا کہ سلیمان بن عبدالملک آغوش لحد مین جا سویا - اور عمر بن عبدالعزیز کی عالمانہ و دیندارانہ خلافت شروع ہوئی - عمر بن عبدالعزیز نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی یزید بن مہلب کو اس الزام پر کہ اُس مین غرور ہے اور اُس کے اعزا و اقارب ظالم و ناخدا ترس ہین بصرہ اور خراسان کی ولایت سے معزول کیا اور والی عراق عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ یزید بن مہلب کو فوراً گرفتار کر دے - عدی نے اس حکم کی تعمیل کے لیے موسیٰ بن وجیہ حمیری کو روانہ کیا جس نے پہونچتے ہی یزید کو گرفتار کر کے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے دربار مین روانہ کیا - عمر بن عبدالعزیز نے یزید سے وہ رقم طلب کی جسکی نسبت اُس نے گزشتہ خلیفہ سلیمان کو لکھا تھا کہ خمس جرجان سے وصول ہوئی ہے اور عنقریب روانہ کرنے والا ہون - یزید نے انکار کیا اور کہا مین نے صرف ظاہری طور پر خلیفہ مرحوم کو لکھدیا تھا ورنہ مین جانتا تھا کہ نہ مجھے بھیجنا پڑے گا اور نہ خلیفہ مجھ سے طلب کرینگے - عمر بن عبدالعزیز نے کہا یہ مسلمانون کا مال ہے اس مین سلیمان کو یا مجھے معاف کرنے کا کوئی حق نہین حاصل - پھر یزید بن مہلب کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز نے قریب قریب وہی برتاؤ کیا جو محمد بن قاسم کے ساتھ کیا گیا تھا - قید خانہ مین بھیجدیا گیا - پھر ایک روز ذلیل کپڑے پہنائے گئے - اور اونٹ پر سوار کر کے سارے شہر مین ہنڈایا گیا - لوگون نے آ کے عمر بن عبدالعزیز سے کہا یزید بن مہلب کی ذلت سے اُس کے قوم والے نہایت برہم ہین - ایسا نہو کہ یورش کر کے چھڑا لین - بہتر ہو کہ اُسے قید خانہ ہی مین پڑا رہنے دیجیے عمر نے اِس راے کے مطابق پھر اُسے قید خانہ مین ڈالدیا - اور اُسے قید ہی مین پڑے پڑے اتنی مدت گزر گئی کہ یزید بن عبدالملک کی خلافت شروع ہو گئی - اُس وقت موقع پاکے وہ قید خانہ سے نکل بھاگا - اور آخر بڑی دشواریون سے

یزید بن مہلب کی گرفتاری

متعدد خون ریزیون کے بعد ۹۶ھ ہجری مین مارا گیا عہ۵

خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے زمانہ مین یہ نئی اور نہایت عمدہ کارروائی کی جس سے دراصل اتمام حجت مقصود خاطر تھا کہ ۱۰۰ھ ہجری مین تمام راجگان ہند کے نام خطوط بھیجے جن مین اوّل تو دین اسلام کی طرف مدعو کیا تھا اور بصورت انکار سب کو ہدایت کی تھی کہ علم اسلام کے آگے سر جھکا دین۔ اُس کے ساتھ بتایا تھا کہ اس صورت مین اُن کے بھی وہی حقوق ہو جائین گے جو عموماً مسلمانون کے ہین۔ اور سلطنت کے مقابلہ مین اُن کے اور مسلمانون کے فرائض بھی یکسان ہون گے۔ اہل ہند کو عمر بن عبد العزیز کے خصائل حمیدہ اور اُس کی دینداری اور سچی نیک نفسی کا حال بھی معلوم ہو چکا تھا۔ راجہ داہر کا بیٹا جے سنگھ پولیٹیکل عہ۵ مصلحت سے مسلمان ہو گیا۔ مگر اس کی پولیٹیکل کارروائی سے خود اُسی کو نقصان پہونچا اس لیے کہ قرب وجوار کے بعض دیگر راجاؤن نے دل سے ایمان قبول کر لیا۔ یہی وقت ہے جب سے اہل سندھ مین عربی اخلاق و عادات پیدا ہوئے اور انھون نے عربون کے ایسے نام اپنے بھی رکھنا شروع کر دیے۔ عہ۵ — راجاؤن مین تبلیغ اسلام

عمر بن عبد العزیز نے جبان یزید بن مہلب کو ولایت مصر سے ہٹایا وہان حبیب بن مہلب کو بھی ولایت سندھ سے معزول کر دیا اور اُس کی جگہ عمر بن مسلم باہلی کو ارض سندھ کی حکومت پر نامور کر گیا۔ یہ عمر بن مسلم قتیبہ بن مسلم کا بھائی تھا جس نے ترکستان مین کاشغر تک فتح کر کے اور بہت بڑی ناموری حاصل کر کے سلیمان بن عبد الملک کی برہم مزاجی پر اپنے آپ کو قربان کیا تھا اور جس کی تقدیر جیسا — عمر بن مسلم باہلی

عہ۵ ابن اثیر و ابن خلدون و بلاذری۔ عہ۵ چچ نامہ کا بیان ہے جے سنگھ کے متعلق نہایت اختلافات ہین۔ البتہ یہی تمام دیگر مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سندھ مین موجود تھا اور مسلمانون نے بعض اضلاع پر اُسے اپنا مطیع بنا کے حکمران بنایا تھا۔ اور چونکہ اُس پر تمام قدیم مورخین کا اتفاق ہے لہذا اسکو ہم جھوٹ نہین کہہ سکتے۔ شاید ایسا ہو کہ کشمیر مین داہر کا دوسرا بیٹا گوپی جا کے رہا ہو اور یہ جے سنگھ جے پورسے پلٹ کے پھر سندھ مین آ گیا ہو۔ یہ قرین قیاس بھی ہے۔ اس لیے کہ گوپی کا قصہ مین جالندھر سے قریب تک جانا ثابت ہو گیا جہان سے وہ کشمیر چلا گیا۔ اور جے سنگھ تو جے پور گیا تھا۔ اُدھر سے کشمیر کا راستہ بھی نہین ہے۔ عہ۵ بلاذری

کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین محمد بن قاسم کی تقدیر سے عروج و زوال مین غلطی ہوئی تھی ۔
عمرو بن مسلم باہلی سندھ مین داخل ہوتے ہی بعض بلاد ہند پر حملہ آور ہوا اور
فتحیابی حاصل کی عہ وہ حسب فرمان خلافت حدود ہند کے علاقہ قصبہ پر حملہ آور
ہوا جو جالندھر کے متصل تھا اور اُسے فتح کر کے بلاد اسلام مین شامل کر لیا ۔
یعین کا راجہ ملہر کہلاتا تھا عہ

عمر بن عبدالعزیز کی بیماری

اب عمر بن عبدالعزیز بیمار رہا ۔ اور مرض نے طول کھینچا ۔ یزید بن مہلب
قید خانہ مین ڈرا کہ کہین ایسا نہو خلیفہ اسی مرض مین مرجائے اور یزید بن عبدالملک کا
زمانہ شروع ہو جائے ۔ اس لیے کہ یزید بن عبدالملک سے زیادہ کوئی دشمن یزید بن مہلب
کا اُس زمانہ مین نہ تھا ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سلیمان بن عبدالملک کے عہد مین جب یزید
بن مہلب نے خاندان حجاج کے لوگون کو ماخوذ کیا تو اُن مین یزید بن عبدالملک
کی بی بی بھی تھی جو حجاج کی بھتیجی تھی ۔ یزید بن عبدالملک نے باوجودیکہ عمر بن عبدالعزیز
کے بعد اس کے خلیفہ ہونیکے لیے مسلمانون سے بیعت لی جا چکی تھی اپنی بی بی کے لیے
خود دوڑا ہوا یزید بن مہلب کے گھر گیا اور اُس کی رہائی کی درخواست کی ۔ یزید
بن عبدالملک نے ہزار اصرار کیا مگر سنگدل ابن مہلب نے ذرا بھی پاس و لحاظ نہ کیا ۔ آخر
یزید بن عبدالملک نے ایک لاکھ دینار دے کے اپنی بی بی کو تو چھڑا لیا مگر یزید
بن مہلب کی طرف دیکھ کے اتنا کہا کہ "اچھا سمجھون گا" ۔ اس پر یزید ابن مہلب
نے برہم ہو کے کہا ۔ "تم سمجھوگے کیا؟ اگر تم خلیفہ ہوئے تو خدا کی قسم تم پر ایک لاکھ
تلوارون سے وار کرا دون گا" ۔ یزید ابن عبدالملک دل ہی دل مین طیش کھا کے
چلا آیا ۔ اور کچھ نہ بولا ۔

ابن مہلب کا فرار

اس امر کا پورا کھٹکا یزید ابن مہلب کے دل مین موجود تھا ۔ جب اُس نے دیکھا
کہ عمر بن عبدالعزیز قریب المرگ ہے تو نہایت ہی ڈرا ۔ اور بہت کچھ روپیہ صرف کر کے
قید خانہ سے نکل بھاگا ۔ اور آزادی حاصل کرنے کے بعد عمر بن عبدالعزیز کو ایک
خط لکھ بھیجا ۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر آپ کی صحت کی اُمید ہوتی تو مین قید خانہ سے
نہ نکلتا ۔ لیکن اب مجھے ڈر ہے کہ اگر یزید بن عبدالملک کے ہاتھ مین خلافت آئی تو

عہ بلاذری ابن امرد ۔ عہ چچ نامہ

وہ مجھے بہت بُری طرح مارے گا۔[ع۵]

آخر زمانہ نے عمر بن عبدالعزیز کی مقدس خلافت کا ورق بھی اُلٹ دیا اور یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا۔ اِس خلافت مین آل مہلب پر ادبار آیا۔ اور جس طرح سلیمان کے عہد مین حجاج کے خاندان کا قتل و قمع ہوا تھا اُسی طرح اب خاندان مہلب کے قلع و قمع کا سامان کیا جانے لگا۔ یزید بن مہلب نے تخت پر بیٹھتے ہی عدی بن ارطاۃ کو تاکیدی حکم بھیجا کہ یزید بن مہلب مع اپنے تمام قرابت دارون کے گرفتار کیا جائے۔ لیکن یزید بن مہلب بھی اِس سے غافل نہ تھا۔ اُس نے کوشش کی کہ نتیجہ چاہے جو ہو مگر یزید بن عبدالملک کو وہی کر دکھائے جو وعدہ کیا تھا۔ اِس نے اپنی قوت اور اپنے اثر سے تمام بلاد و ولایات مشرقیہ پر قبضہ کر لیا ایک طرف تو یہ کارروائی کر دی کہ اپنی طرف سے والی اور حکام مقرر کر کے اہواز۔ فارس۔ کرمان۔ مکران۔ اور سندھ تمام اُن ممالک مین جو دریاے اٹک کے کنارون تک پھیلے ہوئے تھے بھیجدیے۔ سندھ کو چونکہ دارالخلافت سے بہت دور واقع تھا اپنا آخری ملجا و ماوی قرار دیا۔ اور وداع بن حمید ازدی کو اپنی طرف سے روانہ کیا کہ حدود سندھ کے شہر قندابیل کو مضبوط کرے۔ اور بڑی بڑی فوجون کے مقابلے کے لیے تیار رکھے۔

اور دوسری طرف فوجین مرتب کر کے عساکر خلافت کے سامنے صف آرا ہوا۔ اور اپنی فوج اور مختلف اقوام مین یہ صدا بلند کرا دی کہ سب سے مقدم فرض اسلام یہ ہے کہ اہل شام پر جہاد کیا جائے۔ اِس جہاد مین کفّار پر جہاد کرنے سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ اُس کی کوششین ایسی تھین کہ شاید وہ بنی اُمیّہ کی قسمت وقت معہودہ سے پہلے ہی پلٹ دیتا۔ مگر غنیمت یہ ہوا کہ تمام بڑے بڑے علما اُس کے خلاف تھے۔ اور سب خلافت ہی کی تائید کر رہے تھے۔ یزید بن مہلب اِس بہادری سے لڑا کہ ابتدائی حملون مین اُس نے عدی بن ارطاۃ کو گرفتار کر لیا۔ پھر شہر واسط کو اپنا مستقر قرار دیا اپنے بیٹے معاویہ کو اپنا جانشین بنا کے واسط مین چھوڑا۔ اور عدی بن ارطاۃ

خلافت یزید بن عبدالملک سنہ ۱۰۱ھ تا سنہ ۱۰۵ھ تک

ابن مہلب کی بغاوت

خلافت [illegible] علما سے

ع۵ ابن خلدون

اور اُس کے تمام اعزا و اقارب جن کو گرفتار کیا تھا یہاں معویہ کی حراست
مین چھوڑ کے خود آگے بڑھا کہ بصرے کی فوجون سے مقابلہ کرے - لڑائی نے
بہت سے پہلو بدلے - لیکن آخر نتیجہ یہی ہوا کہ یزید بن مہلب عین معرکہ کارزار
مین مارا گیا - اور اُس کے تمام ہمراہی اور عزیز منتشر ہوگئے - معاویہ بن یزید
بن مہلب جو شہر واسط مین تھا اُسے اپنی اور باپ کی بدقسمتی کی خبر پہونچی تو جھنجھلا
اُٹھا - عدی بن ارطاۃ وغیرہ کو جو اُسکی قید مین تھے محبس سے نکلوا کے اسپنے
سامنے سب کی گردنین مارین - اور باپ کے اِن دشمنون کو قتل کر کے اپنا کلیجہ خوب ٹھنڈا کیا
پھر تمام اہل عیال اور متعلقین کو ہمراہ لے کے مخفی طور پر بصرہ مین آیا - اُس کے
چچا مفضل نے کشتیون کا ایک بیڑا مرتب کیا جسکے ساتھ ہی معویہ نے اپنے تمام اعزا
و اقارب اور کل متعلقین کو لے کے مشرق کی راہ لی - اور سواحل مکران پر پہونچ
کے لنگر انداز ہوا - یہان بھی اگرچہ بہت سی مزاحمتین پیش آئین - مگر وہ لڑتا بھڑتا
اسپنے خاندان اور احباب کے عورتون مردون اور بال بچّون کے قافلہ کو لیے ہوئے
قندابیل تک پہونچ گیا - وداع نے جسے اُس کے باپ نے اپنی طرف سے قندابیل مین
بھیجا تھا اُس کا ساتھ دینے مین کوئی فائدہ نہ دیکھا - اور خلافت کی طرفداری اختیار
کر لی - اتفاقاً یہان اسی زمانہ مین ہلال بن احوز تمیمی آ پہونچا جو خلافت کی طرف
سے اِن لوگون کے تعاقب مین روانہ کیا گیا تھا - الغرض یہ لوگ شاہی فوج
مین گھر گئے - مجبوراً سب نے لڑائی پر آمادگی ظاہر کی - ہلال نے اپنی طرف سے امان
کا جھنڈا بلند کیا - خاندان مہلب والون کو یہ غنیمت معلوم ہوا فوراً ہتھیار ڈال دیے
اور دست بستہ حاضر ہوگئے - ہلال نے اُن سب لوگون کو جن مین پچاس عورتین اور
بہت سے بچے تھے گرفتار کر لیا - شہر قندابیل کے اندر لیجا کے سامنے بلوایا -
اور مہلب کے تمام قریب عزیزون کی گردنین مارین - مہلب کے بیٹون مفضل عبدالملک
زیاد - اور مروان کے اور معاویہ[۵] بن یزید بن مہلب وغیرہ نامور لوگون کے

مہلب کا قتل

اس کا مفرور بیٹا سندھ مین

خاندان مہلب کا خاتمہ

---

[۵] اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُندنون بھی اس قسم کے فوجی اشارات عربون مین مروج تھے - یہ زمانہ حال کی ایجاد نہین ہے - ہان اسمین ترقی بیشک کی گئی [۵] یہی وہ شخص ہے جس نے محمد بن قاسم کو ذیقعدون مین جکڑ کے اپنی قید مین رکھا تھا - اور طرح طرح کی تکلیفین دی تھین -

سرکاٹ لیے - اور یہ تمام سر مع بچوں اور عورتوں کے دمشق روانہ کیے - یزید بن عبدالملک نے اُن سب سروں اور قیدیوں کو حلب میں عباس بن ولید کے پاس روانہ کر دیا - اُس نے سروں کو گذرگاہوں اور بلند مقاموں پر لٹکوا دیا اور ارادہ کیا کہ عورتوں اور بچوں کو بیچ ڈالے - حلب کے ایک رئیس جراح بن عبدالملک کو اُن لوگوں کی بیکسی پر ترس آ گیا - چنانچہ اُسنے ایک لاکھ دینار دینے کا وعدہ کر کے سب کو آزاد کرا دیا - مگر پھر اتنی رعایت کی گئی کہ جراح سے روپیہ نہیں لیا گیا عہ یہ واقعہ سنہ ۱۰۲ یا سنہ ۱۰۱ ہجری کا ہے عہ مہلب کا خاندان اگرچہ اس زمانہ میں گویا کہ بالکل تمام ہو گیا مگر جو بچے زندہ رہ گئے تھے اُن میں سے ہم بعض کو آگے چل کے معزز عہدوں پر ممتاز پاتے ہیں - اس زمانہ سے پچاس برس بعد ہم یزید مہلبی کو دیکھتے ہیں کہ وہ افریقہ کی حکومت کر رہا ہے - اور اُس کا پوتا داؤد بھی سندھ کا حکمران نظر آتا ہے عہ

بنی ہاشم کی ریشہ دوانیاں
ابو مسلم خراسانی کا آغاز

غالباً ماہان بن احوز تیمی ہی کے ساتھ ایک پیشکار اور دیوان کی حیثیت سے بکیر بن ماہان بھی سندھ میں گیا تھا - کیونکہ سنہ ۱۰۵ ہجری میں وہ سرزمین ہند سے واپس آ کے نقبائے بنی ہاشم میں شریک ہو گیا - یہ ایک بڑا تاریخی شخص ہے - اور سچ پوچھیے تو دولت عباسیہ کا پہلا بانی یہی ہے - چونکہ بنی ہاشم کا طرفدار ہونا ایک بڑا بھاری جرم تھا - لہذا جیسے ہی اس امر کی خبر حکام بنی اُمیہ کو ہوئی تو اُنھوں نے چند دیگر طرفداران بنی ہاشم کے ساتھ اُسے ماخوذ کر لیا - اور سب تو بعد تحقیقات چھوڑ دیے گئے مگر بکیر پر جرم ثابت ہو گیا جسکی پاداش میں وہ قید خانہ میں بھیجدیا گیا - جس قید خانہ میں بکیر رکھا گیا اُسی میں اتفاقاً ابو عاصم یونس اور عیسیٰ بن معقل عجلی بھی مقید تھے - عیسیٰ کے ساتھ قید خانہ میں ابراہیم نام ایک کم عمر غلام تھا - بکیر نے محبس میں بھی اپنے فرائض و اغراض سے غفلت نہ کی اور اُن مذکورہ اشخاص کو طرفداری آل ہاشم کی طرف مدعو کیا - ان لوگوں نے فوراً قبول کر لیا - بکیر نے چند روز میں اُن سے رابطۂ اتحاد بڑھا لیا اور آخر کو عیسیٰ سے درخواست کی کہ اپنے غلام ابراہیم کو میرے ہاتھ بیچ ڈالو عیسیٰ

عہ ابن خلدون - یعقوبی عہ ایلیٹ - عہ ابوالفداء -

نے کہا آپ یونہین لے لیجیے قیمت کی کیا ضرورت ہے مگر بکیر نے نہ مانا اور چار
سو درم دے کے ابراہیم کو لے لیا - ابراہیم اپنی نوعمری کے زمانہ مین نہایت
ہی ہوشیار اور ہر دل عزیز شخص تھا - اور قسمت کا تارہ ابھی سے اُس کی پیشانی پر چمک
رہا تھا - چند روز بعد اُن قیدیون کو رہائی نصیب ہوئی اور بکیر نے حسن عقیدت
سے اُس نوعمر غلام کو لیجا کے ابراہیم امام کے نذر کر دیا جو تمام بنی ہاشم مین پیشوائی کی حیثیت
رکھتے تھے - اور جناب عباس عم رسول اللہ کی نسل مین سے تھے - اِس طور پر ابراہیم
کو خاندان عباسیہ سے تعلق ہوا - چند روز بعد یہی نوعمر غلام ابراہیم نامی جو چھوٹے
ابو مسلم خراسانی بنا - اور وہ عجیب وغریب اور مہیب شخص ہو گیا جس نے خراسان مین
عباسی جھنڈا بلند کیا - زبردست دولت بنی اُمیہ کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ کے پھینک
دیا - اور یکایک آناً فاناً ایسی ہوا پلٹ دی کہ خلافت بنی اُمیہ کا خاتمہ ہوا اور
دولت عباسیہ شروع ہوئی عہ

ہشام بن عبدالملک کی خلافت سنہ [illegible] سے سنہ ۱۲۵ تک

یزید کا دور بھی ختم ہوا - اور ہشام بن عبدالملک کے سر پر تاج خلافت رکھا
گیا - اِس کی خلافت کے دوسرے ہی سال خالد قسری نے جو والی بصرہ و عراق
مقرر ہو چکا تھا - عمر بن مسلم باہلی کو موقوف کر کے جنید بن عبدالرحمن مری کو سنہ [illegible] ہجری
مین سواحل ہند کا حاکم مقرر کر کے روانہ کیا - جنید نے ہندوستان کی زمین پر
پہونچ کے ایسی کارگزاریان دکھائین کہ خاص شاہی فرمان ہشام بن عبدالملک
کی طرف سے اُس کے نام صادر ہوا - اور اب وہ حسب الحکم خلیفہ فرمان رواے
سندھ مانا گیا - چونکہ خلیفہ نے لکھا تھا کہ سندھ کے حالات و معاملات کے متعلق
خالد مذکور سے خط کتابت جاری رکھو اِس کے مطابق جنید نے خالد سے اجازت
اور حملہ آوری کا حکم حاصل کیا اور فوج کشی شروع کر دی عہ

جنید والی سندھ

عہ ابن اثیر عہ بلاذری لکھتا ہے کہ جنید کو عمر بن ہبیرہ فزاری نے سندھ پر روانہ کیا تھا جو پہلے والی بصرہ
و خراسان تھا - مگر جب وہ معزول ہوا اور اُس کی جگہ خالد بن عبداللہ قسری والی بصرہ مقرر ہوا تو ہشام بن عبدالملک نے
جنید کو لکھا کہ تم اپنے معاملات مین خالد مذکور سے خط کتابت کرو - لیکن یہ غالباً صحیح نہ ہوگا کیونکہ جنید کا
تقرر سنہ [illegible] ہجری مین ہوا - اور سنہ [illegible] مین ابن ہبیرہ معزول ہو چکا تھا اور اُسی وقت سے خالد قسری کی حکومت شروع
ہو چکی تھی جیسا کہ ابن اثیر وغیرہ معتبر کتب سے ثابت ہوتا ہے - عہ ابن اثیر

اسکی اولوالعزمیان

جنید پہلے تو دیبل مین داخل ہوا - اور جب اُسے اپنی حوصلہ اولوالعزمی کے نمونہ دکھانے کا شوق ہوا تو دریاے مہران کے کنارے جا کے خیمہ زن ہوا - راجہ داہر متوفی کے بیٹے جے سنگھ نے صرف پولیٹکل ضرورت سے اسلام قبول کر لیا تھا مگر دراصل وہ ابھی تک ہندو ہی تھا - شاید یہ راز نہ کھلنے پاتا مگر جب جنید نے اُس کی طرف حرکت کی اور اُس کی سرحد کے قریب جا پہونچا تو سارا حال کھل گیا - اور وجہ یہ ہوئی کہ اُس نے براہ احتیاط جنید کو اپنے ملک مین آنے سے روک دیا - اور کہلا بھیجا کہ مین دین اسلام قبول کر چکا ہون - اور مجھے مرد صالح (خلیفہ عمر بن عبدالعزیز) نے اپنے تمام شہرون پر تصرف و بآزادی حکومت کرنے کا اختیار دیا ہے - مجھے تم سے پورا پورا اطمینان نہین اور ایسی کوئی وجہ نہین پاتا کہ جب مین خود مختار ہون تو تمھین دریاے مہران سے کیون اُترنے دون تمھین آخر ضرورت ہی کیا ہے کہ میری حدود مین داخل ہو؟ جنید کو یہ جواب ناگوار ہوا - اُس نے غور کیا تو صاف معلوم ہو گیا کہ جے سنگھ اگرچہ بظاہر اظہار اسلام کرتا ہے مگر اس کے جواب اور برتاؤ سے بوے تمرد وارتداد آتی ہے - اس لیے کہ اگر دراصل مسلمان ہو گیا ہے تو اُسے ہم سے ڈرنے اور اندیشہ کرنے کی کیا وجہ؟ بلکہ بجاے اس کے اُسے اور خوشی ہونی چاہیے - اِس لیے کہ سرحد سے گزر کے غیرون کی قلمرو پر ہم فوج کشی کرین گے تو اُسے بھی بہت کچھ فائدے اور قوت کی اُمید ہو سکتی ہے - مگر یہ کھٹکا جنید نے دل ہی مین رکھا - کسی کے سامنے زبان سے نہ نکالا - ہان مزید اطمینان کے لیے توثیق عہد و پیمان کے نام سے اُس نے جے سنگھ کے چند سردار بطور کفیل کے اپنے قبضہ مین کر لیے - اِس مین بھی اِسقدر احتیاط سے کام لیا کہ اُن سردارون کے عوض مین چند اپنے آدمی بھی اُس کے ہاتھ مین دے دیے - یہ کارروائی کر کے جنید دریاے اٹک کے کنارے ٹھہر گیا - اور جے سنگھ کے چال چلن کو دیکھنے اور اُس کے طرز عمل کا اندازہ کرنے لگا -

جے سنگھ کی ریاکاری

چند ہی روز کی تفتیش مین معلوم ہو گیا کہ جے سنگھ دل مین مرتد ہے اور فقط اس غرض کے لیے بظاہر مسلمان بنا ہوا ہے کہ اپنے ملک کو عربون کے حملون

سے محفوظ رکھے - جنید کی ہوشیاری اور ججے سنگھ کی چال بازی نے دونون طرف بدگمانی پیدا کر دی - اور آخر یک بہ یک کچھ ایسی بے اطمینانی ہوئی کہ مرہونہ اشخاص دونون طرف سے پھیر دیے گئے - اور کوئی تعجب نہین کہ اس مین بھی جنید کی کوئی چالاکی ہو - اس لیے کہ ججے سنگھ کو جب مسلمانون سے کوئی امید نہ رہی تو اُس نے اپنا ارتداد علانیۃ ظاہر کر دیا اور صاف صاف بتا دیا کہ وہ مسلمان نہین ہے - ایک اسلامی فرمان روا اور جنرل کے نزدیک یہ اتنا بڑا جرم تھا کہ اس کی سزا صرف قتل تھی - ججے سنگھ کے اس تلوّن پر جب جنید نے ناراضی ظاہر کی تو دیسی شاہزادے نے ذرا بھی پروا نہ کی اور بلا تامل عساکر خلافت کے سامنے آ کے صف آرا ہو گیا عہ

بعض لوگ کہتے ہین کہ اس معاملہ مین دراصل جنید ہی کی زیادتی تھی - اُن کا بیان ہے کہ ججے سنگھ کو کسی ذاتی عداوت سے جنید نے غلط مرتد مشہور کر دیا - اور یہ جرم لگا کے اُس کے قتل کا درپے ہو گیا - لیکن یہ امر قرین قیاس نہین معلوم ہوتا ہے - جنید ہندوستان کے دیگر بلاد پر حملہ آور ہونے کے لیے اُس کی سرحد مین سے گزرنا چاہتا تھا ججے سنگھ نے اُس کو زبردستی روکا اور اپنی طرف سے بدگمان کر دیا - جنید کو اُس سے کوئی اور تعلق بھی نہ تھا کہ اِس بات کے قیاس کرنے کا موقع ملے کہ اُس نے کسی ذاتی عداوت کی بنا پر ججے سنگھ کو زک دی - ججے سنگھ نے خود ہی چھیڑ کی - اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا کہ نہ وہ دولت خلفا کا دست نگر ہے اور نہ تابع فرمان اسلام ہے بلکہ درپردہ پورا باغی ہے -

لڑائی کی تیاریان

الغرض نتیجہ یہ ہوا کہ جنید جس قوت کو دیگر ہندو ریاستون پر صرف کرنا چاہتا تھا اُس کو خود ججے سنگھ کے خلاف صرف کرنے پر آمادہ ہو گیا - اُس نے فوجین مرتب کین - عربی افواج کو قرب و جوار کے اسلامی بلاد سے فراہم کر کے ہمراہ لیا - دریا کے عبور کرنے کے لیے کشتیان بہم پہنچائین

عہ بلاذری

جیسن کا قتل -

اور لڑائی پر آمادہ ہوگیا - یہ سامان کرکے جنید نے فوج کو کشتیون پر سوار کرکے اُس پار اُتارا - اور دریاے مذکور کے مشرقی سنگستانی کنارے پر لڑائی ہوئی - لڑائی مین جے سنگھ نے سخت شکست کھائی اور اِس بے انتظامی سے کہ خود بھاگ کے بھی جان نہ بچا سکا اور جنید کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا - جنید نے اُس کو گرفتار کرتے ہی قتل کر ڈالا - مگر اُس کا بھائی راجہ داہر کا تیسرا بیٹا جس کا نام ہج تھا اُس نے بھاگ کے جنید کے ہاتھ سے نجات پائی اور ارادہ کیا کہ ارض عراق مین جاکے جنید کی بے وفائی اور عہد شکنی کی شکایت کرے - جنید نے یہ حال سُنا تو اپنے دل مین ڈرا - اور اِس بات

داہر کا تیسرا بیٹا ہج

کی تدبیر شروع کی کہ فریب کی راہ سے اُس کو ماخوذ کرلے - اِس خیال سے اُس نے دلدہی کی باتین کرکے ہج کو اسقدر مانوس بنایا کہ وہ اُن کے فقرے مین آگیا - اور خود ہی جنید کے پاس بے خوف چلا آیا - جنید کو گویا منہ مانگی مراد ملی اپنے قبضہ مین پاتے ہی ماخوذ کرکے قتل کر ڈالا[عہ] اور یون اچھی طرح اطمینان حاصل کرکے ہندوستان پر فوج کشی شروع کر دی - جنید اگرچہ فریب اور بدعہدی کا مرتکب اور مجرم ثابت ہوا - وہ جرم کہ شاید اِس سے پہلے کبھی کسی عرب سپہ سالار پر نہ عائد کیا جا سکا ہوگا - تاہم وہ ایک دلاور اور بہادر سالار فوج تھا - اُس نے اپنے زمانہ مین جیسی اولوالعزمیان دکھائین اور جیسی جوش و خروش سے جہاد پر مستعد رہا وہ محمد بن قاسم کے بعد کسی کو نہین نصیب ہوا تھا -

کیرج پر حملہ

وہان سے جنید نے کیرج کی طرف کوچ کیا جہان کے لوگون نے عہد شکنی کی تھی اور علانیہ علم بغاوت بلند کیا تھا - اسوقت جو شخص کیرج پر حکمران تھا اُس کا نام راہ تھا - جنید بلاے ناگہانی کی طرح کیرج پر جا پڑا - اب اتنی مدت مین اسلامی حکومت نے یہ رنگ پیدا کر دیا تھا کہ یہان معرکہ ہاے جنگ مین اگر مخالف ہندو راجاؤن سے لڑائی ہوتی تھی تو اکثر بعض ہندو راجہ مسلمانون کے قوت بازو بھی ہوتے تھے اور علم اسلام کے نیچے شمشیر زنی کے کرتب دکھاتے تھے -

عہ بلاذری

چنانچہ اِس حملہ مین بھی ایک ہندو راجہ اشند راببید جنید کے ہمراہ رکاب تھا اور مسلمانون کے ساتھ راجہ کیرج سے مقابلہ کر رہا تھا - آخر راجہ کیرج تاب مقاومت نہ لا سکا۔ اپنے نام کی مناسبت سے اُس نے راہ فرار اختیار کی اور جنید نے شہر مین گھس کے باغیون کو سرتابی کی خوب سزا دی[۱]

فتح

یہان جنید نے جب دیکھا کہ شہر کی دیوارین مضبوط ہین اور اگر اہل شہر کے باہر نکلنے کا انتظار کیا جائے تو محاصرے کو طول ہوگا تو اُس نے ایک خاص قسم کی منجنیقین جن کو کباش کہتے ہین لگا دین اور اُن کے ذریعہ سے دیوار شہر کو توڑ کے راستہ بنا لیا - اگرچہ ہندوؤن نے اُس راستہ پر ہجوم کر کے بہت روکنا چاہا مگر مسلمان لڑ بھڑ کے شہر مین داخل ہو گئے - اندر پہونچتے ہی قتل کا بازار گرم کر دیا - ڈالا مارا - رعایا مین سے بہتون کو لونڈی غلام بنایا اور جنید وہان امن و امان قائم کر کے قیام پذیر ہو گیا۔ اور اُس مہم کے بعد اپنی طرف سے لوگون کو عربی فوجون کے ساتھ بلاد[۲] مرمد - منڈل - دہنج - بھڑوچ پر روانہ کیا[۳]

دیگر مہمات

اُس نے پھر ایک فوج آزین پر بھیجی - اور حبیب نامی ایک نامور اور شجاع سردار کو تھوڑی فوج دے کے ارض مالبہ (مالوہ) کی طرف روانہ کیا - ان فوجون نے ہر طرف بڑے فتوحات حاصل کین - دشمنون کو ہر جگہ پسپا کیا لوٹ مین خوب غنیمتین پائین بہت سے لونڈی غلام اپنے قبضہ مین کیے اور واپس آئین - وہ لشکر جو ازین کی طرف گیا تھا اُس نے آزین کو لوٹا مارا اور وہان سے بڑھ کے بہرند پر حملہ کیا - اُس کی شہرپناہ مین آگ لگا دی - اور کامیاب ہو کر جنید کے پاس واپس آیا[۴]

جس زمانہ مین یہ افواج دیگر اطراف مین فتوحات کی لہرین بڑھاتی ہیے

---

[۱] یعقوبی - [۲] ان شہرون کا پتہ لگانا مشکل ہے اگرچہ ان مین سے بعض کا نام موجودہ زمانہ مین بھی مل جاتا ہے - مسٹر ایلیٹ کی تحقیقات سے مرمد سے مستقل مراد ہو سکتی ہے جو ایک بڑا ریگزار مارواڑ میں تھا - منڈل کا تذکرہ ہم قدیم جغرافیہ کے ضمن مین کرین گے - یہان یہ غالباً اصل مین وہ تلمیہ ہے جو عمر کوٹ اور جیسلمیر کے درمیان مین واقع ہے - [۳] بلاذری

جنید کے ذاتی کارنامے

جاتی تھین اُس وقت خود جنید بھی دیگر اطراف پر حملہ آور تھا - اُس نے پہلے بیان پر حملہ کیا - اُسے فتح کر کے پھر جزر کو قبضہ مین کیا - اور برابر بڑھتا چلا گیا یہان تک کہ شمال کی طرف سرحد چین مین داخل ہو گیا ۵ے پہلے تو اُس نے بادشاہ چین کو اسلام کی طرف مدعو کیا اور جب اُدھر سے انکار کی آواز سُن لی تو بے دریغ تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کر دیا - شاہ چین نے بھی لڑائی کا سامان کیا مختلف مقامات پر اُس کی فوجون نے جنید سے مقابلہ کر کے شکست اٹھائی مگر بادشاہ مذکور نے ہمت نہ ہاری اور آخر تک لڑتا رہا ہے

آتش باری مین عربون کا کمال

جنید نے اب بڑھ کے چین کے ایک مضبوط قلعہ کا محاصرہ کر لیا - اور جب کامیابی کی کوئی صورت نہ نظر آئی تو قلعہ پر آگ اور روغن نفط برسانا شروع کر دیا - مگر اُسے یہ دیکھ کے سخت حیرت ہوئی کہ قلعہ والے اُس آگ اور روغن کے شعلون کو فوراً بجھا دیا کرتے تھے - چونکہ اِس کی ترکیب عربون کے خیال مین اُن دنون سوا اُن کے اور کسی کو نہ معلوم تھی خصوص جنید کو اس پر اتنا یقین تھا کہ فوراً کہہ اُٹھا معلوم ہوتا ہے قلعہ مین کچھ عرب ہین - بجز اِس کے اور کسی طرح قیاس مین نہین آسکتا کہ یہ آگ کیونکر بجھائی گئی - اِس خیال کو دل مین ٹھان کے وہ برابر محاصرہ مین سختی کرتا رہا یہان تک کہ قلعہ والون نے عاجز آ کے پیام صلح دیا اور اطاعت قبول کر لی - جنید نے اُن کی درخواست منظور کی اور جب صلحاً قلعہ مین داخل ہو کے اُس نے جستجو کی تو فی الحقیقت دو عرب موجود تھے - اور تحقیقات سے ثابت ہوا کہ اُنھین کی حکمت سے آگ بجھائی جاتی تھی - جنید نے اِن عربون کو قومی نمک حرامی کے جرم مین قتل کر ڈالا ۵ے

۵ے ہندوستان اور چین سے کوئی علاقہ نہین - یقیناً یہان چین سے مراد شہر چینیا پٹ ہے - وہ شہر کہ جہان کنشک کانے اپنے چینی کفیلون کو رکھا تھا - یہ دریائے بیاس سے مغرب جانب دس میل پر تھا - اور آخر زمانون تک وسط اور مشرقی ایشیا کے اور شمالی ہند کے پولیٹکل تعلقات کا ثبوت دیتا رہا - اِس شہر کو چینی سیاح ہیوئن تسانگ نے (۶۳۴ھ سے ۶۹۹ء تک) دیکھا تھا - یہان وہ چودہ مہینہ رہا - جیسا سر ڈبلو ڈبلو ہنٹر نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے - جنید کے زمانہ مین معلوم ہوتا ہے یہان ایک مستقل حکومت قائم تھی - جس کے متعلق متعدد قلعہ وغیرہ تھے اور یہین کے راجہ کو عرب لوگ بادشاہ چین کہتے تھے ۵ے منہ

ان فتوحات مین جنید کو اس قدر دولت ہاتھ لگی کہ علاوہ اُس کے جو اُسنے ملنے جلنے والون کو دیدیا چار کرور درہم خود اُس کے پاس بچ رہے - حالانکہ اتنی ہی رقم دارالخلافت کو بیت المال مین داخل کرنے کے لیے روانہ کرچکا تھا

اسی بنا پر جریر شاعر کہتا ہے ۵۶

أَصْبَحَ زُوَّارُ الجُنَيْدِ وَصَحْبُهُ ۔ يُحَيَّوْنَ صَلْتَ الوَجْهِ جَمًّا مَوَاهِبُهْ

جنید سے ملنے والون اور اُس کے ہم صحبتون کی یہ حالت تھی کہ ہر طرف سے مبارکباد دی جاتی تھی - شگفتہ جبین رہتے تھے - اور جنید کے انعام بہت زیادہ اُن کے ہاتھ مین تھے اور اسی بارہ مین ابو الجویریہ کہتا ہے - ۵۷

لَوْ كَانَ يَقْعُدُ فَوْقَ الشَّمْسِ مِنْ كَرَمٍ ۔ قَوْمٌ بِأَحْسَابِهِمْ أَوْ مَجْدِهِمْ قَعَدُوا

مُحَسَّدُونَ عَلَى مَا كَانَ مِنْ كَرَمٍ ۔ لَا يَنْزِعُ اللّٰهُ مِنْهُمْ مَا لَهُ حُسِدُوا

اگر آفتاب پر بیٹھ کے جا سکتا ہو تو فیاضی و سخاوت سے لوگ بیٹھ سکتے ہین وہ اپنی فیاضی کے پاداش مین لوگون کے محسود رہین گے - خدا ان سے وہ چیزین نہ چھینے جس کے باعث اُن پر حسد کیا گیا -)

جنید کی اُن فتوحات کی اس قدر شہرت ہوئی کہ سرنیز بھی ایک عربی سپہ سالار ہے جسکی فتحمندیون اور دلیرانہ حملہ آوریون کا اعتراف ہندوان اور جینیون کی قدیم داستانین بھی کر رہی ہین ۵۸ - جنید کے حالات مین یہ واقعہ بھی بیان کرنے کے قابل ہے کہ اُس کی بے روک اور مسلسل فتوحات کے زمانہ مین خلیفہ شام نے اُسے لکھا کہ روم پر جو حملہ ہو رہا ہے اُس مین مجاہدین کو بہت سے اچھے مویشی اور کثرت سے لونڈی غلام ہاتھ لگے - اس کے جواب مین اُس نے خلیفہ کے دربار مین اس مضمون کا عریضہ بھیجا کہ امیر المومنین کا فرمان پاتے ہی مینے اپنا حساب وکتاب دیکھا تو معلوم ہوا کہ جب سے مین نے دارالخلافت کو چھوڑا ہے تب سے اس وقت تک فتوحات مین ساڑھے چھ لاکھ قیدی گرفتار کرچکا ہون - اس کے علاوہ مین نے آٹھ کرور درہم خزانۂ خلافت کی نذر کیے - اور اسی مقدار مین وہ مال اور جواری خیال کیے جائین جو میرے ہاتھون فوج اور مجاہدین

۵۶ بلاذری ۵۷ بلاذری ۵۸ مسٹر ایلیٹ

اسلام پر تقسیم کئے گئے تھے

جنید حاکم خراسان

جب جنید ۱۱۱ ہجری مین سندھ کی حکومت پر سے واپس بلایا گیا تو اُس کو خراسان کی حکومت دی گئی جو گورنری سندھ سے بہت زیادہ وقعت رکھتی تھی۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ خلیفہ ہشام نے ۱۰۹ھ مین خراسان کی حکومت کے لیے ایک مستقل عہدہ دار مقرر کیا۔ اور خالد قسری جو پیشتر بالذات بصرہ اور خراسان دونون ملکون پر حکومت کرتا تھا اُس کے ہاتھ مین صرف حکومت بصرہ اور تمام والیان ممالک مشرق کی بالادستی رہ گئی۔ اس زمانہ مین جب کہ حکومت خراسان کے لیے جداگانہ عہدہ دار مقرر ہوا تھا جنید کو یہ معزز عہدہ دیا گیا لیکن ۱۱۶ ہجری مین پھر خراسان کی حکومت خالد قسری کے ہاتھ مین دیدی گئی جس کے بعد وہ ۱۲۰ھ مین معزول ہوا تھا۔

ملک غور پر عربون کا قبضہ

اس موقع پر ایک اور واقعہ بھی بیان کر دینے کے قابل ہے وہ یہ کہ جب جنید سندھ کے شہرون اور ہندوستان کے سرحدون پر اپنی فتوحات کی بیرقین اُڑا رہا تھا اسی زمانہ مین اسد نام ایک عربی جوان مرد نے جو خالد قسری کا بھائی تھا کوہستان غور کو فتح کر کے ہندوستان کا وہ مغربی حصہ جو افغانستان کی طرف ہے دھمکا دیا۔ اسد نے غور کے لوگون کو متواتر شکستین دے دے کر تنگ کر دیا۔ آخر وہان کا فرمان روا مجبور ہو کر ایمان لایا اور غور کی حکومت اُسی کے قبضۂ اختیار مین دیدی گئی اور یہی وجہ ہوئی کہ اُدھر سے عربون نے مشرق کی طرف آگے قدم بڑھانے کا ارادہ نہ کیا۔

اسد تو ایسا شیر دل تھا کہ بے شک آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا مگر اول تو کوہستان غور سے مشرق کی طرف تمام سندھ کا علاقہ تھا جو جنید کے قبضہ مین تھا اور اگر کسی قدر حصہ اُس کے قبضہ سے بچا بھی ہوا تھا تو وہ قدرتی طور پر خود جنید کی شکارگاہ اور والی سندھ کے عربی گھوڑون کی جولان گاہ خیال کیا جا سکتا تھا۔ اور والی سیستان کو اس پر تاخت کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ اور ثانیاً یہ کہ عین اسی وقت جب کہ اسد نے کوہستان

عسہ یعقوبی۔ عسہ ابن اثیر و ابن خلدون۔ عسہ ابن اثیر

غور کو فتح کرکے وہان کے حکمران کو اخوت اسلامی کے دائرہ مین لیا ہے اور ین مہم سے فراغت کرکے اپنی اولوالعزمی کے لیے کسی دوسرے میدان کی جستجو مین چارون طرف خیال دوڑا رہا تھا کہ ناگاہ ایک دوسرا دشمن جو دراصل بڑا بہادر تھا اور جس نے تمام ترکستان مین مسلمان سپہ سالارون کی جرأت وسپہ گری کا بہت اچھا اور پورا امتحان ایک مدت تک لیا اسد کی تحدیری کا حال سنتے ہی کوہستان غور مین آپہونچا - یہ اُس زمانہ کا مشہور ترکی سپاہی خاقان تھا - اسد نے فوراً خاقان کے سامنے صف آرائی کی - اور اُسے سخت شکست دیکے غور سے نکال باہر کیا - اور جب خاقان بھاگ کے واپس گیا غالباً اُس نے بھی اُس کے تعاقب مین اپنی رفتار کا رُخ شمال ومغرب کی طرف پھیر دیا۔[۲]

جنید جب سنہ ۱۱۱ھ مین سندھ کو خالی کرکے خراسان مین گیا تو خالد قسری نے اُس کی جگہ تمیم بن زید عُتبی کو والی سندھ مقرر کرکے روانہ کیا[۳] - یہی وہ تمیم ہے جس کو فرشتہ نے محمد بن قاسم کا جانشین بتایا ہے - اور افسوس کہ اِس لاعلمی کی وجہ سے انگریزی مصنفین کو جنید کے بہادرانہ کارنامون کا حال بالکل نہ معلوم ہو سکا تمیم سے سرزمین ہند مین ضعف ظاہر ہوا - اور کہا جاتا ہے کہ اُس نے تمام معاملات مین بڑی سستی کی - آخر بغیر اِس کے کہ اُسکے ہاتھ سے اولوالعزمی اور بہادری کا ایک کام بھی سرانجام پایا ہو ہندوستان سے بھاگ کے جاتے وقت دیبل کے قریب ایک تالاب کے کنارے جسے ماءالجوامیش (بھینسون کا تالاب) کہتے تھے رہگرائے عالم جاودانی ہوا[۴]

تمیم والی سندھ

تمیم مذکور نے اگرچہ ولایت سندھ کے فرائض منصبی سرانجام دینے مین سستی کی مگر اُس کا شمار فیاضان عرب مین ہے - اُس کی سخاوت دُور دُور

تمیم کی فیاضی

[۲] ابن اثیر -

[۳] بلاذری -

[۴] اِس تالاب کو ماءالجوامیش یعنے بھینسون کا تالاب اِس لیے کہتے تھے کہ دریاے مہران کے کنارے سندھ مین گھیون کی بڑی کثرت ہے - اُن سے بھاگ کے انسان کو جان بچانے کی صرف یہی تدبیر ممکن ہے کہ جیسے تماشا بھینسون کی طرح اِس تالاب مین پھاند پڑے -

[۴] بلاذری -

مشہور تھی - فوج کے لوگون کو جس قدر وہ خوش رکھتا تھا اور انعام واکرام سے شاد کام کرتا رہتا تھا اُس قدر اور کسی کو کم نصیب ہوا ہو گا خزانۂ سندھ مین اُس نے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم طاطری (ایک ہندوستانی سکّہ جو عربی دو درہم کے برابر اور ہمارے زمانے کے ۸ روپئے کے برابر ہوتا تھا) پائے جن کو اُس نے فوراً خزانۂ خلافت کی نذر کر دیا۔ [۵]

فرزدق شاعر کی سفارش تمیم کے پاس

اس فیاض والی کے ہمراہ فوج مین بنی یربوع کا ایک نوجوان خنیس نامی تھا جو بغرض جہاد وارد ہندوستان ہوا تھا - اس نوجوان کی مان قبیلۂ طے کی ایک عورت تھی جو بالکل ضعیفہ وکہیاری اور بیکس تھی - اور بیٹے کی جدائی مین شب و روز حیران رہا کرتی تھی جب اس غم نے زیادہ ستایا تو گھبرائی ہوئی فرزدق شاعر کے پاس گئی اور درخواست کی کہ آپ سردار تمیم کو لکھ بھیجیے کہ میرے بیٹے کو آنے کی اجازت دے دین - بڑھیا نے فرزدق کے مجبور کرنے کے لیے اُس کے باپ غالب کی قبر کا واسطہ دلایا - یہ ایک ایسا واسطہ تھا کہ فرزدق سے انکار کرتے نہ بنی مجبوراً اُس نے یہ اشعار موزون کرکے تمیم کو لکھ بھیجے۔

اتتنی فعاذت یا تمیم بغالبٍ — وبالحفرة السافی علیها ترابها
فہب لی خنیساً واتخذ فیہ منّۃً — لحوبۃ امّ ما یسوغ شرابها
تمیم بن زیدٍ لا تکوننّ حاجتی — بظہرٍ ولا یعیی علیک جوابها
فلا تکثر الترداد فیہا فاننی — ملول لحاجاتٍ بطیٍٔ طلابها

(میرے پاس آئی اور اُسے تمیم غالب کا واسطہ دلایا اور اُس گڑھے (قبر) کا جس پر باد صرصر کے جھونکون سے خاک آ آ کے پڑی ہے لہذا خنیس کو مجھے دے دو اور اس بارے مین میری احسانمندی کو قبول کرو۔ اُس ضعیفہ مان کے لیے جس کے گلے سے پانی نہین اُتر سکتا - اے تمیم بن زید میری یہ غرض پس پشت نہ ڈال دیجائے اور اُس کا جواب تم پر گران نہ ہو - اس معاملہ مین بار بار لکھنے کی بھی ضرورت نہ پڑے اس لیے کہ ایسی آرزوؤن سے مین تنگ آگیا ہون جن کے بر آنے مین دیر ہوا کرتی ہے

تمیم نے یہ اشعار پڑھے اور مطلب بخوبی سمجھ گیا مگر تحریر مین کچھ

ع ۵ یعقوبی -

ایسا التباس ہوگیا تھا کہ شخص مسئولہ کے نام مین شک پڑ گیا۔ وہ متردد ہوا کہ آیا جیش لکھا ہے یا خنیس۔ تاہم اُس نے بنا برین لشکر مین عام منادی کرادی کہ جس کسی کے نام کا املا لفظ "حبیس" سے ملتا ہوا ہو اُسے ہر وقت اجازت ہے جب چاہے اپنے وطن چلا جائے۔ مین ایسے نام والو کو عموماً اجازت دیے دیتا ہون۔ اور اب جانا نہ جانا اُسکے اختیار مین ہے۔

تیمم حکمران سندھ مقرر ہونے سے پیشتر ہی سندھ مین موجود تھا۔ اور اُن لائق بہادرون مین تھا جو حجاج کے زمانہ مین محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ مین بھیجے گئے تھے اور چونکہ اِسے زیادہ زمانہ تک سندھ مین رہنے کا اتفاق ہوا تھا لہذا قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اُس کے خاندان اور اُسکی نسل کے لوگ سندھ مین عربون کے آخر عہد تک باقی رہے۔ اُس کو حکومت سندھ مین جو ناکامی ہوئی اُسکی زیادہ وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اُس کے عہد مین کسی خاص سبب سے مسلمان قبائل مین باہم فساد پیدا ہو گیا۔ وہ عرب جو اِن بلاد مین متوطن اور سکونت پذیر ہو گئے تھے سب اُس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ غالباً اُس نے ضعیف جماعت کا ساتھ دیا اِس لیے کہ جن لوگون نے اُس کی دشمنی پر کمر باندھی تھی کسی طرح اُس کے دبائے نہ دبے۔ اور جب اُس نے تشدد سے کام لینا چاہا تو لڑائی اور خونریزی پر مستعد نظر آئے۔ اور اُن کی قوت اتنی زیادہ تھی کہ خود تمیم کو اُن سے دبنا پڑا۔ اور سوبات کی ایک بات یہ کہ وہ لوگ نہ ہندوستان کے ہندی تھے اور نہ ایران کے ایرانی۔ بلکہ عرب تھے جن مین عشرت و دولت نے بھی زیادہ تغیر نہین نمایان کیا تھا۔ اور جن کی شجاعت اور جن کے پُرجوش حوصلون کے آگے کسی رحم دل یا ضعیف القلب حاکم کی بہت کم چل سکتی تھی۔

تیمم محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ مین آیا تھا

تیمم کی ناکامی کا سبب

ع۔ بلاذری۔ ۵۔ الفنسٹن۔ ۵۔ یعقوبی۔

اسی وقت

- الغرض ان عربی نژاد فتنہ پردازون کے خوف سے بجز اِسکے کہ جان بچانے کے لیے عراق کی طرف بھاگے تمیم سے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ اسی خیال سے وہ ہندوستان چھوڑ کے روانہ ہوا مگر دریاے سندھ سے عبور کیا ہی تھا کہ قسمت نے پاؤن پکڑ لیے اور ناوالجوامیش کے کنارے موت نے کام تمام کر دیا۔ عہ

عربون کا حکومت سندھ چھوڑنا

اِسکے عہد مین یہی نہین ہوا کہ اُسنے ناکامی اور بودے پن سے بلادِ سندھ کو چھوڑ کے راہ فرار اختیار کی۔ بلکہ اِس زمانہ کے فتنہ و فساد دیکھ کے دیگر نامور مسلمانون نے بھی خاکِ ہند کو نفرت سے چھوڑ دیا اور سندھ سے نکل گئے۔ تمام وہ مقامات جو عربون کے مستقر قرار پا گئے تھے اُن سے خالی ہونے لگے عہ اور وہی سمان پھر دوبارہ نظر آگیا جو محمد بن قاسم کی گرفتاری کے وقت نظر آیا تھا۔ اِس عہد کے بعد اگرچہ مفتوحہ بلاد کے اپنے قبضہ مین رکھنے کی ہمیشہ کوشش رہی مگر مسلمانون کو وہ اعلے کامیابی اور فتحمندی کبھی نہ نصیب ہوئی جو محمد بن قاسم اور جنید کے عہدون مین حاصل ہو چکی تھی۔ ہان بس اِتنا ہی رہا کہ حکومت کا سلسلہ برابر قائم رکھا گیا۔

حکم والی سندھ

جب تمیم نے بزدلی سے سندھ کی حکومت چھوڑ بھاگنے کا ارادہ کیا اور اُسی سرزمین مین نذرِ اجل ہوا تو خالد نے ہشام کے دربار مین حکم بن عوانہ کلبی سہ کی سفارش کی۔ اور وہ حکمران سندھ مقرر ہو کے آیا۔ حکم چونکہ خود سپاہیانہ طبیعت کا آدمی نہ تھا اور اسی وجہ سے خراسان کی حکومت کے وقت بہت بڑا الزام اُٹھا کے معزول ہوا تھا لہذا احتیاطاً وہ ہندوستان کے گزشتہ اور ہمیشہ یاد رہنے والے فاتح محمد بن قاسم کے بیٹے عمرو کو

عہ - بلاذری۔ عہ یعقوبی و بلاذری۔ سہ جب خراسان پر ایک مستقل گورنر تجویز کیا گیا اور ... بن ... خالد قسری کی بالادست حکومت سے نکالا گیا تو سب سے پہلے حکومت خراسان اُسی سال مین اسی حکم بن عوانہ کلبی کے ہاتھ مین دی گئی تھی مگر اُس نے سلسلۂ جہاد موقوف کر کے ایسے بُجھے دل سے حکومت کی کہ دوسرے ہی سال ۱۱۱ھ مین معزول کر دیا گیا۔ اور اُسکی جگہ جنید بن عبدالرحمن سندھ سے بلا کے مقرر کیا گیا۔ مگر خالد حکم کا بڑا طرفدار تھا جب سندھ کی حکومت تمیم سے خالی ہوئی تو اُسنے ہشام کے دربار مین سفارش کر کے پھر حکم کو یہان کا والی مقرر کر دیا

کو اپنے ہمراہ لیتا آیا جو سپہ گری مین مشاق اور شجاعت و حوصلہ مندی مین اپنے باپ کا سچا وارث تھا۔ تمام اختیارات اُسی کے ہاتھ مین دیے اور اُسی کی راے پر حکومت کرنے کا ارادہ کیا۔[عه]

مگر جب تک حکم سرحد ہند مین پہونچے پہونچے یہان کی حالت بہت خراب ہوگئی تھی۔ تمام انتظامات درہم و برہم ہوگئے تھے صرف اہل قصبہ کو مستقل مزاجی سے دین اسلام پر قائم رہے باقی تمام بلاد سندھ کے نومسلم مرتد ہوگئے تھے۔ حکم نے سرحد ہند مین داخل ہوکے دیکھا تو کوئی ایسا مقام بھی نہ نظر آیا جو مسلمانون کا مستقر قرار دیا جاے۔ اور جسکی مضبوطی کا اس قدر یقین ہو کہ مسلمان وہان آکے پناہ لے سکین۔ یہ نقصان دیکھ کے حکم نے اپنی ولایت مین جو پہلا کام کیا وہ یہ تھا کہ دریاے اٹک کے دہانہ کے مشرق طرف ایک شہر آباد کیا جس کا نام محفوظہ رکھا۔ اس شہر کو حکم نے مسلمانون کا مامن و ماوے قرار دیا اور خوب آباد کیا۔[عه]

شہر محفوظہ کی بنیاد

جسوقت اس نو تعمیر شہر کے نام کی تجویز پیش تھی حکم نے قبیلہ کلب کے متوطن شام بڈھون کو جمع کر کے پوچھا کہ کیا نام رکھا جائے۔ وطنی محبت کے جوش مین سبھون نے بلاد شام کے نام گنوانا شروع کیے۔ کسی نے کہا "دمشق" نام رکھیے۔ کسی نے کہا "حمص" اچھا اور پیارا نام ہے۔ ایک عقلمند بزرگوار بول اُٹھے واہ! "تدمر" سے اچھا کوئی نام نہین۔ (تدمر بھی شام کا ایک شہر ہے لیکن عربی مین اس لفظ کے معنے تباہ و برباد ہونے کے ہین) یہ جملہ سنتے ہی حکم جھلا کے بول اٹھا "دَمَّرَ اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا اَحْمَقُ" (اے احمق خدا تجھے غارت کرے) پھر کہا ان مین سے مجھے کوئی نام پسند نہین۔ مین اس شہر کا نام "محفوظہ" رکھون گا۔[سه]

محمد بن قاسم کا بیٹا عمرو

حکم آخر عہد تک یہین فروکش رہا۔ محمد بن قاسم کا بیٹا عمرو جو اس سفر مین اُس کے ہمراہ رکاب تھا حکم اُسکی ایسی قدر کرتا تھا کہ تمام معاملات و انتظامات اُسی کے ہاتھ مین دیدیے تھے۔ شہر محفوظہ کی بناڈالنے کے بعد اُس نے کچھ فوج عمرو بن محمد بن قاسم مذکور کے

عه۔ بلاذری۔ عه بلاذری۔ سه بلاذری۔

ہمراہ کی اور اُسے بغرض جہاد مستقر محفوظہ سے رخصت کیا۔ عمرو متعدد فتوحات حاصل کرکے جب واپس آگیا تو اُس نے جوشش مسرّت مین ان فتوحات کی یادگار قائم رکھنے کے لیے دریاے سندھ کے موہانہ کے مغربی کنارہ پر ایک دوسرا شہر آباد کیا۔ اور اُس کو "منصورہ" کے نام سے نامزد کیا۔ یہی منصورہ ہے جو آخر مین تمام بلاد سندھ کا دارالامارت قرار پاگیا۔ اور جہان دولت عباسیہ مین حکام سندھ جاکے اُترا کرتے تھے۔[۱]

شہر منصورہ کی بنیاد

وہ تمام بلاد جن پر دشمن متصرف ہوگئے تھے اُن کو حکم کے زمانہ مین عمرو بن محمد بن قاسم نے دوبارہ فتح کرلیا۔ حکم کے حکومت سے اہل سندھ بہت خوش رہے۔ غلبۂ اسلام کے ساتھ ہر جگہ امن وامان قائم ہوگیا۔ خالد قسری اکثر تعجب کیا کرتا تھا کہ مین نے فیاض جوانمرد عرب (تمیم) کو والی سندھ مقرر کیا تو ہر طرف سے ناراضی کی آواز بلند ہوئی۔ اور اُس کے بعد مین نے سب سے بخیل و دنی شخص (حکم) کو مقرر کیا تو اُس سے سب لوگ راضی ہوگئے اور جدھر سے دیکھیے تحسین ومرحبا کی آواز بلند تھی۔[۲]

حکم کے زمانہ سے بنی اُمیّہ کے آخر عہد تک کے حالات باوجود بڑی جستجو کے مسٹر ایلیٹ کو بھی نہین معلوم ہوسکے۔ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اوّل تو تاریخ یعقوبی اُن کے ہاتھ مین نہ تھی۔ اور ثانیاً یہ کہ اُنھون نے سندھ کے متعلق تفصیلی حالات ڈھونڈھتے وقت ابن اثیر و ابن خلدون کے اوراق اُلٹنے کی زیادہ محنت نہ گوارا کی۔ اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اس موقع پر اُنھون نے بلاذری کی عبارت نقل کردی کہ حکم کے بعد خلافت کی طرف سے برابر والی مقرر ہوکے آیا کرتے تھے۔ اور خاندان عباسیہ کی خلافت قائم ہونے پر اُنھین منصور بن جمہور حکمران سندھ نظر آیا تو وہ لاعلمی سے سمجھ گئے کہ یہ شخص خلفاء بنی اُمیّہ کا مقرر کیا ہوا والی سندھ تھا۔ حالانکہ اُس نے زبردستی اپنی ذاتی کوشش سے سندھ پر قبضہ حاصل کرلیا تھا جیسا کہ ہم آگے بیان کرین گے۔

الغرض حکومت سندھ حکم ہی کے ہاتھ مین تھی کہ خالد قسری جو اُس

[۱] بلاذری۔ [۲] بلاذری۔

کا حامی و مربی تھا۔ سنہ ۱۲۰ مین ولایت عراق سے معزول ہوا اور اُسکی جگہ یہ معزز عہدہ یوسف بن عمر ثقفی کے ہاتھ مین دیا گیا جو اِس سے پیشتر والی خراسان تھا۔ یوسف والی خراسان ہوتے ہی تمام اُن والیان مُلک سے جو خالد قسری کے مقرر کیے ہوئے تھے بڑی بدسلوکیون کے ساتھ پیش آیا۔ اُس کے اِس طرز عمل کی خبر جب حکم کو پہونچی تو دل مین کہا یا تو ایسی فتح ہی حاصل

حکم کی شہادت

کرنا چاہیے جس سے یوسف مجھ سے خوش ہو اور یا شہادت نصیب ہو کہ اِن تمام افکار و آلام سے نجات مل جاے۔ یہ کہہ کے دشمنون کے لشکر مین گھس پڑا۔ ہندو افواج سے برابر لڑتا رہا یہان تک کہ شہید ہوا[عه]۔

سندھی دمشق و بغداد مین

اب یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانون کا پولیٹکل اثر تمام دیگر بلاد مشرق کی طرح سندھ پر بھی پڑ گیا تھا۔ یہان سے اکثر لوگ جا کے دمشق اور عراق مین سکونت پذیر ہوئے تھے اور عساکر خلافت مین بھی بھرتی ہونے لگے تھے۔ چنانچہ سنہ ۱۲۲ ہجری مین جناب امام حسین علیہ السلام کے پوتے زید بن علی بن حسین شہید ہوے تو جو فوج اُن کے مقابلہ کو روانہ کی گئی اور جس نے اُن کو محصور کر لیا تھا اُس مین تین سو قیقانی جوان بھی تھے۔ قیقان سندھ کے علاقہ مین تھا۔ اور اِس کے علاوہ زید شہید کا وہ غلام بھی سندھ ہی کا تھا جس نے آپ کی قبر کا پتہ دشمنون کو دیدیا اور جس کی سازش سے آپ کی لاش قبر سے نکالی گئی سر کاٹا گیا اور دھڑ مصلوب ہوا[عه]۔

سندھ مین مخالف مدعیان ولایت

خالد کی علیحدگی کے غالباً دوسرے ہی سال سنہ ۱۲۲ مین حکم نے جام شہادت پیا۔ اُس کے مارے جانے کے وقت سندھ مین دو شخصون کے ہاتھ مین اتنی قوت تھی کہ اُن مین سے ہر ایک حکومت کی اعلےٰ لیاقت ہی نہ رکھتا تھا بلکہ اپنی قدیم کارگزاریون کی وجہ سے بجاے خود حکومت سندھ کا دعویٰ بھی کر سکتا تھا۔ ایک تو محمد بن قاسم ثقفی جس کو مرحوم حکم نے اُبھارا اور تاریخ کی دنیا مین چمکایا تھا اور جو اُس کے سوارون کی فوج پر سپہ سالاری کرتا تھا۔ اور دوسرا یزید بن عرار۔ اِن دونون مین جھگڑا ہوا۔ اور قریب تھا کہ کوئی فساد اُٹھ کھڑا ہو۔ اِس امر کی اطلاع

عه ـ یعقوبی ـ عه ـ ابن اثیر

جب یوسف بن عمرو ثقفی والی عراق کو ہوئی تو اُس نے یہ واقعہ ہشام کے دربار مین لکھا اور بارگاہ خلافت سے اجازت مانگی کہ کون مقرر کیا جائے ہشام نے کہا عمرو بن محمد بن قاسم اگرچہ مغرور ی اور سستی کو لت کو پہونچ گیا ہو تو اُسی کو مقرر کرو^{عہ} یوسف بھی چونکہ اسی قبیلہ کا شخص اور ثقفی النسل تھا لہذا اُسنے جواب اپنی خواہش کے موافق پا کے عمرو بن محمد کو مقرر کر دیا۔ عمرو نے ولایت سندھ اپنے ہاتھ مین لیتے ہی اپنے حریف ابن عرار کو قید کر لیا۔

محمد بن قاسم کا بیٹا عمرو والی سندھ

اِس زمانہ مین دشمنون کا ہجوم ہوا اور اُنھون نے آ کے خاص شہر منصورہ کا محاصرہ کر لیا۔ عمرو کے پاس فوج کم تھی اُس نے اپنی مجبوری کا حال یوسف کو لکھا یوسف نے فوراً چار ہزار فوج روانہ کی۔ اِس فوج کے پہونچتے ہی دشمنون نے راہ فرار اختیار کی اور عمرو بن محمد نے موقع پاتے ہی اپنی قوت خوب زبردست کر لی۔ اور جب اپنی قوت پر اطمینان ہوگیا تو فوج لے کے دشمن کے مقابلہ کو بڑھا اُس کی فوج پر معن بن زائدہ شیبانی سردار تھا۔ عمرو نے یکایک رات کو دشمن راجہ کی فوج پر چھاپہ مارا جس مین دشمنون کی بہت سی فوج قتل ہوئی ناگہان عین لڑائی کے وقت دشمن راجہ مقابلہ کو نکلا۔ مسلمانون نے تو اُسے نہین پہچانا لیکن ہندیون نے جو رات کی تاریکی مین اُسکی صورت دیکھی تو بے تحاشا چلّا اُٹھے "راے! راے!" اتنا سنتے ہی مسلمان فوراً جھپٹ پڑے۔ راجہ بھاگا اور اُسکے ہمراہیون نے بھی راہ فرار اختیار کی اور ایسی بدحواسی سے کہ مارے ڈر کے پیچھے پھر کے بھی نہ دیکھتے تھے۔

اُسکے کارنامے

اِس کے بعد تمام شہرون مین عمرو بن محمد بن قاسم کی دھاک بیٹھ گئی۔ اُس کے ہمراہ فوج مین یزید بن مہلب کا بیٹا مروان بھی تھا۔ عمرو جس زمانہ مین اِس مہم پر گیا ہوا تھا۔ اُس نے اپنے ہمراہیون کے ساتھ عمرو کے مال و اسباب اور سواری کے جانورون وغیرہ کو لوٹ لیا۔ جب یہ خبر عمرو کو پہونچی تو اپنے جانباز سردارون معن بن زائدہ اور

ایک باغی

عہ یعقوبی۔ عہ تعجب ہے کہ یعقوبی اسی واقعہ کو دوسری جگہ صفحہ ۳۱۹ جلد دوم مین یون لکھتا ہے کہ ہشام نے (عمرو بن محمد بن قاسم اور ابن عرار کا باہمی جھگڑا سُن کے) یوسف بن عمر کے نام اِس بارہ مین حکمنامہ جاری کیا ہے۔ یوسف بوجہ ثقفی ہونے کے عمرو بن محمد ہی کی طرف مائل ہوا اور اُسی کو والی مقرر کر دیا

دی گئی مگر مروان کو سینن۔ لوگ اُسے کیپن سے ڈھونڈھ ڈھانڈھ کے پکڑ لائے اور آخر وہ عمرو کے ہاتھون سے قتل ہوا[۵]

ولید بن یزید بن عبدالملک کی خلافت ربیع الآخر ۱۲۵ھ سے جمادی الآخر ۱۲۶ھ تک

اب ہشام بن عبدالملک نے داعی اجل کو لبیک کہہ کے گوشۂ قبر اختیار کیا اور اُس کی جگہ ولید بن یزید بن عبدالملک نے تخت خلافت پر قدم رکھا۔ ولید عمرو بن محمد بن قاسم کے خلاف اور اُس کے قدیم رقیب ابن عرار کا طرفدار تھا۔ لہذا اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی محمد بن قاسم کے بیٹے کو معزول کر کے یزید بن عرار کو والی سندھ مقرر کر دیا۔ لیکن اگرچہ عمرو بن محمد بے خطا و قصور معزول کیا گیا تھا مگر اس سے انکار نہین

یزید بن عرار والی سندھ

کیا جا سکتا کہ یزید نے بھی سندھ مین بہت اچھی حکومت کی۔ اُس کی کارگزاریون نے ثابت کر دیا کہ ولید نے گو ناانصافی سے کام لیا مگر جو کچھ کیا نازیبا اور بے وجہ نہ تھا۔ یزید بن عرار نے اپنے زمانہ مین اطراف و جوانب کے راجاؤن پر اٹھارہ حملے کیے دولت اسلامیہ کو بہت کچھ مضبوط و باسطوت بنایا۔ اور آخر تک رعایا مین ہر دل عزیز اور نیکنام رہا۔ اُس نے عربون کے باہمی فسادون کو بھی اسیدرجہ دبا کے فرد کر دیا کہ کسی قومی جھگڑے کی شکایت اُس کے عہد مین نہین سُنی گئی[۶]۔

عربی زبان کی سندھ مین ترقی

اب عربی معاشرت اور عربی زبان کو ملک سندھ مین اسقدر ترقی ہو گئی تھی کہ یہان کی خاک سے عربی شعرا بھی پیدا ہونے لگے۔ اور گو وہ عربی نژاد ہون مگر اُن کے خاندان کو اس ملک مین رہتے اتنا زمانہ گزر چکا تھا کہ "سندھی" کہلاتے تھے۔ چنانچہ ابو عطاء سندھی کا کلام اس مقبولیت کے درجہ کو پہونچا کہ عرب مین وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور اسقدر مشہور ہوا کہ ابن اثیر نے کئی جگہ نقل کیا ہے۔

خلافت کی نازک حالت

لیکن باوجود اِن سب باتون کے یہ زمانہ خلافت کے لیے نہایت ہی نازک تھا۔ بنی اُمیہ کے دور کے تمام ہونے کو صرف چھہ ہی سات سال باقی رہ گئے تھے۔ قطع نظر اس کے کہ بنی ہاشم کے جوانمردون نے بالاستقلال مخالفت و بغاوت کا سلسلہ ہمیشہ جاری رکھا اب خاصۃً بنی عباس کے نقبا پھیل گئے اور ابو مسلم کی خوفناک کوششون کی آواز خراسان مین سُنی جانے لگی۔ یہان تک بھی غنیمت تھا۔ جو بات سب سے زیادہ دہشت ناک نتائج کی خبر دیتی تھی وہ یہ تھی کہ خود خاندان بنی

[۵] یعقوبی [۶] یعقوبی۔

اُمیہ مین اختلاف پیدا ہوا اور ایسا اختلاف کہ سارے شاہی خاندان مین پھوٹ پڑ گئی ۔ اور وہ قوت جو باغیان سلطنت کی بیخ کنی کے لیے تھی باہمی خونریزیون مین ٹوٹنے لگی ۔ آخر ۱۲۶ھ ہجری مین خلیفہ ولید بن یزید باغیون کے نرغہ مین پڑ کے اور اپنے قصر مین محصور ہو کے مارا گیا ۔ جس نے مرتے وقت نہایت حسرت سے یہ جملہ زبان سے نکالا کہ "یوماً کیوم عثمان" یعنی آج بھی ویسا ہی دن ہے جیسا دن کبھی جناب عثمان پر مظلومی کی بلائین لایا تھا ۔ جن لوگون نے ولید کو گھر مین گھس کے مارا اُن مین ایک سندھی شخص بھی تھا جو عساکر اسلامیہ مین ایک موثر حیثیت رکھتا تھا ۔ عہ

یزید بن ولید کی خلافت ۱۲۶ھ چھ مہینہ چند روز کے لیے

ولید کے بعد یزید بن ولید بن عبد الملک الملقب بہ یزید ناقص خلیفہ ہوا ۔ یزید کو تخت پر بیٹھتے ہی دار الخلافت کے اطراف و جوانب مین ایسی دقتین اور ایسے جھگڑے نظر آئے کہ ہندوستان کی طرف وہ بالکل توجہ نہ کر سکا ۔

ان دنون جہان دولت بنی اُمیہ کی بدقسمتی سے اور بہت سے جھگڑے فساد پیدا ہوئے وہان بہت سے ایسے لوگ بھی نکل پڑے جو ان باہمی اختلافات سے نفع اُٹھانے کے خواستگار ہوئے ۔ اور جنکی اپنے منافع کے لحاظ سے آخر تک یہ کوشش رہی کہ ان باہمی جھگڑون کو اور زیادہ بڑھائین تاکہ اپنے مقاصد پورے کرنے کا زیادہ موقع ملے ۔ اُنھین لوگون مین ایک شخص منصور بن جمہور بھی تھا ۔

منصور بن جمہور

یہ عجیب و غریب چالاکی اور ہوشیاری کا آدمی تھا ۔ یہ شخص شہرت کے اسٹیج پر یکایک نمودار ہوا ۔ اس زمانہ مین جو فساد پیدا ہوئے اُن کو اُبھار اُبھار کے اس نے ایسی ناموری حاصل کی اور اس ترقی کے درجہ پر پہونچ گیا کہ اُس کے حالات تعجب سے خالی نہین ہین ۔ اور لطف یہ کہ ہر جھگڑے مین شریک ہونے کے بعد اُس کے پاداش اور بُرے نتائج سے اپنے آپ کو اس خوبصورتی سے بچا لیا کرتا تھا کہ بہت سے لوگ مارے گئے بہت بھاگ کے گمنام کھوہون مین چھپے مگر یہ آخر تک دنیا کی نگاہون کے سامنے رہا اور ناموَر رہا ۔

اس کی زندگی کے حالات پر آخر تک غور کیجیے تو یہ کبھی پتہ نہین چلتا کہ یہ کس کا

عہ ابن اثیر عہ ملخص از ابن اثیر و ابن خلدون ۔

طرفدار تھا اور کس کے مخالف تھا۔ جتنے گروہ اُس عہد مین مدعی خلافت تھے اگرچہ اُن مین سے اکثرون کا اس نے ساتھ دیا مگر آخر تک اُس کی سوانح عمری دیکھیے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ دل سے یہ کسی کا طرفدار نہ تھا۔ جن لوگون نے خلیفہ ولید کو قصر خلافت مین گھس کے مارا اُن مین یہ بھی تھا۔ جب ولید کے خون کے انتقام کی آواز بلند ہوئی اور بنی اُمیّہ کا ایک بڑا گروہ خلیفہ مظلوم کے قاتلون سے بدلہ لینے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا تو منصور نے تمام اسلامی دنیا کو اپنے موافق بنانے کے لیے مشہور کیا کہ مین نے ولید کو صرف مخالفت شرع کی وجہ سے مارا۔ وہ چونکہ علانیہ اصول اسلام سے انحراف کرتا تھا لہذا میرا فرض تھا کہ تخت خلافت کو اُس سے خالی کرا دون

اور جب یزید بن ولید تخت نشین ہو گیا تو منصور اُس کے پاس پہونچا اور دعوی کیا کہ محض آپ کی خیرخواہی کے لیے مین نے ایسی جرأت کی۔ یزید خود ولید کے مخالف تھا اور اُن لوگون کا طرفدار تھا جنھون نے ولید کو قتل کیا منصور کی اس بیان پر بہت خوش ہوا۔ منصور نے اس طرح خلیفہ وقت کو مسرور و محظوظ کر کے خراسان کی حکومت حاصل کی اور اپنے بھائی منظور کو اپنی طرف سے رے کا والی مقرر کیا۔ مگر جب اُس کی چالاکیون کا حال کھلا تو یزید نے تین ہی مہینہ کے بعد منصور کو معزول کر دیا۔

منصور ابن جمہور نے اپنی معزولی کے بعد چند روز اِدھر اُدھر پھیرنے اور لوگون مین فساد کا بیج بونے مین صرف کیے۔ اور آخر جب عبداللہ بن معاویہ خاندان بنی اُمیّہ کا ایک شاہزادہ یزید کی مخالفت پر آمادہ ہوا تو منصور نے جھٹ اُس کے پاس پہونچ کے اُسے کامیابی کا یہان تک یقین دلایا کہ وہ علانیہ مدعی خلافت ہو گیا۔ اور جب یہ سب فقرے اُس پر پوری طرح چل گئے تو اُس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُسے لے کے یزید کے مقابلہ کو نکلا۔ لڑائی مین قسمت نے عبداللہ بن معاویہ سے بے وفائی کی شکست ہوئی اور سب بے سروپائی سے بھاگے۔ عبداللہ بن معاویہ کو زک دلوانے کے بعد منصور نے اُس امام کو جس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُسی کی برگشتہ طالعی کے سپرد کر کے راہ فرار اختیار کی اور دوسری اُدھیڑ بن مین لگا۔

اتفاقاً اسی عہد مین ایک اور اموی شاہزادہ اُٹھ کھڑا ہوا جس کا نام عباس بن ہشام تھا - منصور تو ایسا موقع ڈھونڈھ ہی رہا تھا جا کے عباس کے ہاتھ پر بیعت کی اور خلافت کے مقابلے کو نئی فوج لے کے چلا - اب بھی برابر شکستون پر شکستین کھائین اور جب دیکھا کہ اب کوئی تدبیر نہین بنتی تو عباس کو بے مونس و یار چھوڑا اور بھاگ کے نئے تازہ دم باغیون کی تلاش مین نکلا - چند روز تک اِدھر اُدھر بغاوت کی آگ لگاتا پھرا یہان تک کہ یزید کو دنیا نے رخصت کیا - اور ابراہیم بن ولید تخت نشین ہوا -

ابراہیم بن ولید کی خلافت ۱۲۶ھ کل چار مہینہ

۱۲۶ھ دولت بنی امیّہ کے لیے ایسا نحوس سال تھا کہ آخر عہد خلافت مین جو انقلابات ہوئے وہ در کنار صرف اِس ایک سال مین دو خلیفون سے زمانہ نے مسند خلافت کو خالی کرایا اور دو خلیفہ تخت نشین ہوئے - ولید اسی سال کی ابتدا مین مارا گیا اور یزید تخت نشین ہوا - اس کے چند ہی مہینہ بعد یزید نے عالم فانی کو پدرود کیا اور ابراہیم بن ولید اُس کا بھائی خلیفہ ہوا - لیکن نحوست ابھی باقی تھی کہ دوسرے برس نے آتے ہی اُس سے بھی بدتر رنگ دکھایا - ابراہیم کے ساتھ قسمت نے یزید سے بھی زیادہ بے وفائی کی - خلیفہ ہونے کے چار ہی مہینہ بعد بغیر اس کے کہ اُس کے ہاتھ سے کوئی کام عمل مین آئے وہ تخت خلافت سے اُتارا گیا اور مروان بن محمد خلیفہ ہوا جو دولت بنی امیہ کا پچھلا خلیفہ تھا - اور جس کی قسمت مین تھا کہ اموی نسل کی تباہی و بربادی اور اُس خاندان کی عورتون اور بچون کے مارے جانے کا تماشا دیکھ کے خود بھی ذلت سے مارا جائے۔

مروان بن محمد کی خلافت ۱۲۷ھ سے ۱۳۲ھ تک

جس زمانہ مین خلافت جلد جلد پلٹے کھا رہی تھی اور دولت بنی اُمیّہ اپنے آخر عہد مین موت کی سی سریع اور نا تمام سانسین لے رہی تھی اُس وقت منصور بن جمہور اپنے اُنھین فتنہ انگیزی کے کامون مین مشغول تھا اور دولت عباسیہ کے بڑھانے مین جلدی کر رہا تھا جس کے ہاتھون سے خود اُس کی زندگی تمام ہونے والی تھی - اتفاقاً مروان کے عہد مین شیبان نامی ایک پُرجوش باغی پیدا ہوا جس کی قوت توڑنے مین خلیفہ کو بڑی دقتین اُٹھانا پڑین - منصور جو ایسے موقعون کا متجسس رہا کرتا تھا فوراً شیبان کا شریک حال ہو گیا - لیکن اِس ہوشیاری سے کہ دور ہی سے مدد کرتا رہا - عساکر خلافت نے

یہ وہی ابن جمہور

عہ ابن اثیر -

جب شیبان کو پہلی شکست دی تو منصور بھاگ گئے اُس کوہستان پر متصرف ہوگیا جو عراق و ایران کے مابین واقع ہے - پھر اُس کے بعد سے اُس نے لڑائی مین شیبان کا کبھی ساتھ نہ دیا - ہان وہین کوہستان سے بیٹھے بیٹھے اُس کی مدد کے لیے فوج اور سامان جنگ روانہ کرتا رہا - آخر شیبان کی قسمت نے ناموافقتی کی جس کے بعد اُسے بغاوت سے دست بردار ہو کے بھاگنا پڑا - شیبان نے علاقۂ عراق چھوڑ کے سیستان کی راہ لی - اور بادیہ گردی کرتے کرتے وہین سیستان مین پیوند زمین ہوا -

چند روزہ امن

اب باغیان خلافت اور مخالفان سلطنت کی قوت بہ ظاہر اسباب بالکل ٹوٹ گئی - تاہم وہ لوگ جن کو بغیر کوئی فساد کیے دلچسپی نہ ہوتی تھی اپنا وطن اور علاقۂ عراق چھوڑ چھوڑ کے بھاگنے لگے - منصور بن جمہور اب بھی ایک ایسے محفوظ مقام مین تھا کہ اُس نے کسی طرف کا ارادہ نہ کیا اور اُسی طرح کوہستان کی گھاٹیون مین بیٹھا رہا - لیکن اور سب لوگ اِن ممالک کو چھوڑ چھوڑ کے بلاد دور و دراز مین چلے گئے - چنانچہ ۱۳۲ھ مین اموی شاہزادہ عباس بن ہشام جو منصور کے بڑھاؤن سے مقابلہ کر کے شکست کھا چکا تھا اُس نے بھی جان کے خوف سے مجبوراً وطن کو خیرباد کہی - اپنے تمام اہل و عیال کو جہازون پہ سوار کرا دیا اور سرزمین سندھ کی راہ لی - اور ہندوستان مین آ کے سکونت پذیر ہوا -

ایک عربی شاہزادہ سندھ مین

عباس سے اور بنی عباس کے پہلے خلیفہ سفاح سے بہت کچھ ربط و ضبط تھا - جب ۱۳۲ھ مین اُس نے سنا کہ سفاح کے سر پر تاج خلافت رکھا گیا تو اُس کی دوستی کے خیال مین اسدرجہ محو ہوا کہ اپنا یہ پیدائشی جرم بھی بھول گیا کہ نسل بنی اُمیہ سے ہے - غرض خدا جانے کیا کچھ خیالی پلاؤ پکاتا ہوا عراق مین آیا - سفاح نے اُس کی بڑی خاطر و مدارات کی - اور بہت کچھ تعظیم و تکریم سے اپنے محل مین اُتارا - یہ وہ زمانہ ہے کہ بنی اُمیہ کے لیے قتل عام کا حکم جاری تھا - اور اُس بدنصیب نسل کے تمام لوگ مرد عورت بوڑھے بچے بلا استثنا و دریغ تہ تیغ ہو رہے تھے ایسے وقت مین ایک اموی شخص کا خاص قصر خلافت مین ٹھہرایا جانا اور شاہی مہمان ہونا تعجب سے خالی نہ تھا - لیکن آخر ثابت ہوگیا کہ یہ تعجب بیجا تھا - اِس لیے کہ عباس کی صورت سفاح کے غلام سدیف نے جو دیکھی تو یہ اشعار پڑھ کے سفاح کو گویا کوئی بھولی ہوئی بات یاد دلا دی -

امیہ کا سفیہانہ قتل

لَا یَغُرَّنْکَ مَا تَرَیٰ مِنْ رِجَالٍ — اِنَّ تَحْتَ الضُّلُوعِ دَاءً دَوِیًّا
فَضَعِ السَّیْفَ وَارْفَعِ السَّوْطَ حَتّٰی — لَا تَرَیٰ فَوْقَ ظَهْرِهَا اُمَوِیًّا

لوگون مین جو ظاہری ربط وضبط تو دیکھتا ہے یہ تجھے فریب نہ دے اس لیے کہ پسلیون کے نیچے مرض مہلک ہوتا ہے لہذا تلوار سے کام لے اور کوڑا بلند کر یہان تک کہ روے زمین پر کوئی اموی شخص نہ نظر آئے۔

یہ اشارہ کافی تھا۔ سفاح کے مزاج مین فوراً برہمی پیدا ہوئی اور آناً فاناً وہ ستم زدہ شاہی مہمان پکڑ کے قتل کر ڈالا گیا؎۱

پھر وہی منصور کا فساد

اتفاقاً سنہ ۱۲۹ھ مین عبداللہ بن معاویہ نے فارس پر متصرف ہو کے پھر ادعاے خلافت مین علم بغاوت بلند کیا۔ منصور بن جمہور کو یہ سب سے عمدہ موقع ہاتھ آیا کوہستان سے اُتر کے پھر عبداللہ بن معاویہ کے ہمراہ ہو گیا۔ لیکن جب مروان کی بھیجی ہوئی شاہی فوجون سے مقابلہ ہوا تو سنہ ۱۳۰ھ مین پھر دغا دی شکست ہوئی اور سب سے جدھر بنا اُدھر کی راہ لی۔ اب منصور کے دلمین اسقدر خوف پیدا ہو گیا تھا کہ عراق کے قریب رہنے مین اُسے بے انتہا خطرے نظر آتے تھے لہذا اُس نے بھی ارض مشرق کی طرف رُخ کیا۔ اور خشکی ہی خشکی سندھ کی راہ لی۔ خلافت کی طرف سے معن بن زائدہ اُس کے تعاقب مین روانہ کیا گیا۔ لیکن معن نے اُس کی گرد بھی نہ پائی اور اُس نے ہندوستان مین پہنچ کے دم لیا۔

منصور سندھ مین

منصور بن جمہور کے ہندوستان آنے کا یہ سبب ہوا کہ جب اُس نے عراق مین اپنے آپ کو بالکل بے دست و پا اور مجبور پایا تو دنیا مین چارون طرف نظر دوڑائی کہ کدھر کا رُخ کرون۔ والی سندھ یزید بن عرار اُس کے عزیزون مین تھا۔ اُس نے ارادہ کیا کہ اُس کے پاس جائے۔ کیونکہ ایسی بیکسی کی حالت مین سوا اپنے عزیزون کے اور کسی سے کوئی اُمید نہین ہو سکتی۔ چنانچہ وہ سرزمین سندھ مین داخل ہو کے دریاے سندھ کے کنارے ٹھہر گیا اور یزید بن عرار کو اپنے آنے کی اطلاع کی۔ یزید منصور کی فتنہ انگیزی اور آشوب زا طینت سے واقف تھا اُس نے دل مین اُس کے آنے کو نہایت ناپسند کیا اور صاف کہلا بھیجا کہ بس وہین رہیے ادھر آنے کا قصد نہ

؎۱ ابن اثیر۔

کیجیے گا - یہ جواب سنتے ہی منصور کو بڑا غصّہ آیا - اُس نے جواب مین یزید بن عرار کے پاس کہلا بھیجا "مین تو اس خیال مین تھا کہ تمھارے پاس آ کے اطمینان سے بیٹھون گا - مگر اب دُعا ہے کہ خدا تمھاری مہربانی اور تمھاری قرابت سے بچاے - اور اِس بے حمیتی کا حال تم کو آیندہ معلوم ہوگا"

منصور اور ابن عرار کا مقابلہ

یہ جواب بھیج کے اور دھمکی دے کے منصور شہر سدوسان مین ٹھہر گیا - وہان چند روز قیام کر کے اُس نے کشتیان بنوائین - اِدھر اُدھر سے بھکا بھکو کے کچھ فوج فراہم کر لی - پھر کشتیون کو اونٹون پر لدوا یا اور اُن کو دریاے مہران مین ڈالا اور ابن عرار کے مقابلہ کو روانہ ہوا-[عه] اِسکی اِسی کار روائی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ منصور بن جمہور کس قدر چالاک ہوشیار اور مدبر شخص تھا - ابن عرار اگرچہ سرزمین ہند مین بڑی بڑی کارگزاریان کر چکا تھا - اور ہندؤن کو بہت سی زکین اور شکستین دے کے بارہا کامیابی و فتحمندی کے پھریرے اُڑا چکا تھا مگر منصور جس چالاکی اور جس شجاعت کا مرد میدان تھا اُس سے ابن عرار کو کوئی نسبت نہین دی جا سکتی - اِس لیے کہ ابن عرار کی ناموریان صرف ہندؤن کے مقابلہ پر محدود تھین - اور منصور وہ شخص تھا جسنے ایک عمر عراق و عرب کے میدانون مین بزو آزمائی کرتے بسر کر دی تھی - اور گو ہمیشہ شکست کھائی مگر خلافت کے اور عربون کے مقابلہ مین جو ہر شجاعت دکھا چکا تھا جن سے زیادہ بہادر قوم اُس وقت دنیا کے پردے پر نہ تھی -

منصورہ کا محاصرہ

غرض جب ابن عرار کو معلوم ہوا کہ منصور اُس کے مقابلہ کو آتا ہے تو منصورہ سے نکل کے اُس کے سامنے صف آرا ہوا - مگر منصور نے جیسی کہ اُس سے اُمید تھی اِس بہادری سے مقابلہ کیا کہ ابن عرار کو شکست فاش ہوئی بھاگ کے منصورہ کی چار دیواری مین پناہ گزین ہوا - اب منصور نے بڑھ کے شہر منصورہ کا محاصرہ کر لیا - آخر ابن عرار نے تنگ آ کے امان مانگی - منصور بے انتہا جلا ہوا تھا خصوص ابن عرار کی طرف سے امان طلب کرنے کا حال سُن کے نہایت برہم ہوا اِس لیے کہ ایسی چیز کی خواہش تھی جس کی خواہش پہلے منصور نے ابن عرار سے کی تھی - اور جواب صاف پا کے ندامت اُٹھائی تھی - غرض اِس درخواست پر نہایت برہمی سے منصور نے کہلا بھیجا "تجھ سے شخص کے لیے پناہ نہین ہے - میرے

عــه یعقوبی - عــه یعقوبی -

ابن عرار کی موت

حلم سے نکل آؤ - جو مناسب سمجھا جائے گا کیا جائے گا" ابن عرار نے مجبوراً صرف اِس اُمید پر کہ منصور شاید معاف کر دے شہر کا پھاٹک کھول دیا اور دست بستہ منصور کے سامنے کھڑا ہو کے معذرت خواہ ہوا - مگر منصور اِس قدر غضبناک تھا کہ بالکل ترس نہ کھایا اور مظلوم ابن عرار کو کھڑا کر کے زندہ ایک ستون مین چنوا دیا۔[عیسٰی]

منصور حاکم سندھ

اِس کے بعد منصور نے سندھ کی حکومت اپنے ہاتھ مین لی - خود منصورہ مین سکونت اختیار کی - اور اپنے بھائی منظور کو جو اُس کے ہمراہ آیا تھا قندابیل اور دیبل پر حکمران بنا کے روانہ کیا۔[عیسٰی] اب اِن دنون بنی اُمیہ کی سلطنت اندرونی فسادون مین اِس قدر پھنسی ہوئی تھی کہ سندھ کی طرف بالکل توجہ نہ کر سکی - گو معلوم ہوا کہ منصور اِس ملک پر متصرف ہو گیا اور خلافت کے مقرر کردہ عامل پر اُس نے بہت بڑا ظلم کیا لیکن وہان سے اِس کے انتقام مین کوئی کارروائی نہ کی جا سکی - اور منصور نے نہایت اطمینان اور بڑی ہی فارغ البالی سے ملک سندھ کو اپنا تابع فرمان بنا لیا۔

منصور غالباً سنہ ۱۳۰ھ کے قریب خواہ ایک سال پہلے یا بعد سندھ مین داخل ہوا[عیسٰی] لیکن اِس کا حال بالکل نہین معلوم ہو سکا کہ اُس نے کیسی حکومت کی - فتحمندی اور جہاد کے اعتبار سے کیسا رہا - ہندون اور یہان کے مسلمانون کے ساتھ اُس نے کیسا برتاؤ کیا - مگر قیاس اِسی بات کا مقتضی ہے کہ اُس سے خاموش اور بے لڑے بھڑے نہ بیٹھا گیا ہوگا - اِس لیے کہ ابتدائے عہد سے آخر تک اُس کی زندگی ہمیشہ کشت و خون اور نبرد آزمائی ہی مین گذری تھی اور آخر مین بھی اُس نے دولت عباسیہ کے آگے مرتے دم تک سر نہ جھکایا -

دولت عباسیہ

اب وہ زمانہ تھا کہ خلافت کے انقلاب اور بنی ہاشم و بنی اُمیہ کی باہمی عداوتون نے ساری دنیائے اسلام مین لرزہ ڈال دیا - بہت سے فسادون اور بے انتہا خونریزیون کے بعد زمانہ نے ایک پہلو پر قرار لیا - اور قسمت نے بنی عباس کے سر پر خلافت اور دراصل شاہنشاہی کا تاج رکھا - پہلا حکمران خاندان حد سے گذرے ہوئے مظالم اور دامن اسلام پر ہمیشہ کے لیے دھبّہ لگا دینے والی زیادتیون کے ساتھ تباہ و برباد بلکہ نابود کیا گیا - اور نئے فرمان روا ؤن کو جب اندرونی انتظامات سے فراغت ہوئی تو غیر ممالک اور ولایت ہائے دور و دراز کی طرف توجہ کی گئی -

عیسٰی یعقوبی عیسٰی ابن اثیر سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۴۲ مین سندھ پر منصور حکومت کر رہا تھا -

ابو العباس سفاح کی خلافت ۱۳۶ھ تک

تیسرا باب

دولت عباسیہ کی ابتدا

مسند خلافت نے ۱۳۲ہجری مین اُس بہادر نامور شخص کے ذات سے رونق پائی جو حضرت رسالت پناہ صلعم کے چچا جناب عباس بن عبد المطلب کی یادگار اور ایک چھ سات سو برس تک حکومت شاہنشاہی کرنے والے خاندان کا بانی تھا۔ اور جسکا نام ابو العباس سفاح ہے۔ سفاح کے خلیفہ ہوتے ہی دولت عباسیہ کے ابتدائی زمانہ مین ابو مسلم خراسانی نے جو اس دولت عظمیٰ کا بانی مبانی اور نائب خلافۃ تھا اپنی طرف سے مغلس عبدی نام ایک سیستانی شخص کو سندھ روانہ کیا تاکہ منصور کو ماخوذ کرکے وہان کی حکومت اپنے ہاتھ مین لے[1]

مغلس ابی سندھ

مغلس اگرچہ بجاے خود ایک بہادر شخص تھا مگر اُس عہد کے اعلیٰ جنریلون کے دیکھتے وہ بالکل ایک معمولی شخص خیال کیا جا سکتا ہے۔ اسلیے کہ اس سے پہلے وہ کبھی کسی تاریخی میدان جنگ مین نہین دیکھا گیا۔ ابو مسلم نے غالباً منصور کی چالاکیوں اور بہادریون کا بالکل اندازہ نہین کیا تھا کہ اُسکے مقابلہ مین ایسے ایک معمولی شخص کو روانہ کر دیا۔ حاصل کلام یہ کہ مغلس ابو مسلم کے حسب الحکم ایک فوج لیکے براہ طخارستان وارد سندھ ہوا

مغلس و منصور

دیبل کے قریب جو پہلا میدان مغلس عبدی کو گرم کرنا پڑا وہ منصور بن جمہور کے بھائی منظور سے مقابلہ مین تھا۔ اس لیے کہ منظور اپنے بھائی کی طرف سے دیبل کی حکومت پر مامور تھا لڑائی مین دونون طرف کے جوان مردون نے بڑی جرأت و استقلال سے کام لیا۔ مگر لڑائی کا نتیجہ کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ منظور عین معرکۂ جنگ مین مارا گیا اُسکی فوج نے شکست کھائی اور مغلس عبدی فتح یاب بامراد و فتحمندی کے جھنڈے اُڑاتا ہوا آگے بڑھا[2]

منصور کو جب اپنے بھائی کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو دنیا اُس کی آنکھون مین تاریک ہو گئی۔ اس لیے کہ یہ وہ بھائی تھا جس نے ابتداے عہد سے آخر تک ہمیشہ اُس کا ساتھ دیا اور ہر معاملہ مین اپنی قسمت اُس کی قسمت سے وابستہ رکھی۔ منصور اسی حزن و ملال مین تھا کہ اُسے مغلس کے سواد منصورہ مین آپہونچنے کی خبر معلوم ہوئی۔ اتنا سنتے ہی وہ ایک جان دینے والے شخص کی طرح اُٹھ کھڑا ہوا اور دل مین ٹھان لی کہ جہان تک ممکن ہوگا اپنے بھائی کے خون کا انتقام لے گا۔ چاہے اس کوشش مین اُس کی جان بھی کیون نہ جاتی رہے۔ الغرض وہ بڑے جوش و خروش سے نکل کے مغلس کے سامنے صف آرا ہوا۔

مغلس کے لیے دراصل اب بڑی مصیبت کا سامنا تھا۔ اس لیے کہ منصور کے سے

[1] بلاذری۔ [2] یعقوبی۔

مغلس کی شکست

ہوشیار تجربہ کار اور زمانے کی ٹھوکرین کھائے ہوئے شخص کا وہ ہرگز مقابل نہ ہوسکتا تھا۔ تاہم اُس نے بہادری سے اپنی فوجین آراستہ کین۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔ منصور چونکہ اپنے بھائی کا انتقام لینے کے جوش مین بھرا ہوا تھا لہذا اُس نے اِس لڑائی مین ایک افسر کی حیثیت سے صرف فوج لڑانے ہی کی طرف توجہ نہین رکھی بلکہ ایک سورما سپاہی کی طرح مغلس کی فوج مین گھُس گھُس کے بہتون کو خاک وخون مین نہلا دیا۔ آخر منصور کے حملون نے شاہی فوج کے سپاہیون کے پاؤن اکھاڑ دیے۔ ساری فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ اور مغلس عبدی

اور گرفتاری وقتل

منصور کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا۔ جب منصور کے سپاہی مغلس عبدی اور اُس کے دیگر ہم قسمتون کو گرفتار کرکے منصور کے سامنے لائے تو وہ بھائی کے غم مین اسقدر بھرا ہوا تھا کہ بلاتامل مغلس کو اور اُن تمام لوگون کو جو منظور کے قتل مین شریک ثابت ہوئے اپنے سامنے قتل کرا ڈالا۔

منصور اگرچہ خلفاے بنی اُمیہ کا مامور کردہ والی سندھ نہ تھا مگر اس عہد کی ایک یادگار ضرور تھا۔ اور سچ پوچھیے تو اُس نے اُس مرحوم سلطنت کا ساتھ خوب دیا۔ یہ یقین کرلیا جاسکتا ہے کہ ہندوستان نے اپنے تباہ شدہ حکمرانون کا حق ادا کرنے مین ایک ٹوٹنے والی قوت کا پچھلا زور نہایت عمدگی سے دکھا دیا۔ گو اس مین شک نہین کہ ایک چھوٹا والی سندھ عظیم الشان دولت خلفا کا مقابل ہرگز نہین ہوسکتا تھا۔ مگر جو کچھ کیا گیا یہ بھی دراصل اپنا حق ادا کرنے کے لیے بہت تھا۔

افواج خلافت کے شکست کھانے اور مغلس عبدی کے مارے جانے کی خبر جب ابومسلم کو پہونچی تو نہایت ہی برہم ہوا۔ اور طیش مین آکے اُس نے ابوالعباس سفاح کی اجازت سے ایک اور بہادر اور ہوشیار افسر کو سندھ کی مہم پر روانہ کیا جسکا نام موسیٰ بن کعب تیمی تھا۔ اور جو سفاح کی طرف سے صاحب شرطہ (کوتوال) کی خدمت سرانجام دے رہا تھا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ مین بہت معزز وممتاز تھا اور کبھی والیان ملک کے درجہ سے کم نہ خیال کیا جاتا تھا۔

موسیٰ بن کعب تیمی کا حملہ منصور پر

موسیٰ بن کعب خلافت کا حکم پاتے ہی تیس ہزار فوج لے کے روانہ ہوا۔ یہ افسر

---

۵ یعقوبی۔ ۵ علامہ ابن اثیر بارہ ہزار فوج لکھتے ہین۔ مگر یعقوبی باعتبار قدامت اور اصلی سند ہونے کے زیادہ مستند ہے۔

موسیٰ کی حکمت عملی

ایسا تجربہ کار تھا کہ سیدھا بڑھتا ہوا منصورہ کی دیواروں تک نہیں چلا گیا بلکہ شہر قندابیل میں پہونچ کے خیمہ زن ہوگیا۔ موسیٰ منصور کے حالات اور اُس کے کارناموں سے خوب واقف تھا۔ اُس نے پہلے ہی سے اندازہ کرلیا کہ منصور کے ایسے شخص سے یوں پیش پانا دشوار ہے۔ اور اسی خیال سے خفیہ سازش سے کام نکالنا چاہا۔ قندابیل میں ٹھہر کے اُس نے اور نیز اُس کے تمام ہمراہیوں نے اپنے ہم قوم وہم قبیلہ ساکنان منصورہ سے خفیہ خط وکتابت جاری کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز میں کل قبائل کے تھوڑے بہت آدمیوں کو توڑ کے اپنا بنا لیا۔ الغرض اسطرح سازش میں کامیاب ہوکے اور منصور کی فوج کے اکثر لوگوں سے خفیہ طور پر عہد وپیمان کرکے جب اُس نے پورا اطمینان حاصل کرلیا تو لشکر کو آگے بڑھایا۔

معرکہ کارزار

منصور نے بڑی غلطی کی کہ موسیٰ جب قندابیل میں پڑا ہوا اندرونی ریشہ دوانیاں کر رہا تھا اُس سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا اور اُس وقت مقابلہ کو نکلا جب سُن لیا کہ موسیٰ اب منصورہ کی دیواروں کے نیچے پہونچا چاہتا ہے۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ اُس مقام پر ہوا جہاں دریائے سندھ دونوں کے درمیان میں بہ رہا تھا۔ اور دونوں فوجیں دونوں کناروں سے اپنے اپنے حریفوں کو خوف ورجا کی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔ آخر موسیٰ نے اپنی فوج کو پار اُتارا۔ اور دونوں طرف سے حملہ ہوگیا۔ بڑی سخت اور فیصلہ کرنے والی لڑائی ہوئی۔ اس لیے کہ منصور پہلے کی طرح اب بھی بڑی بہادری وجانبازی سے لڑا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد فوج نے اور غالباً موسیٰ کی سازشوں کی بنا پر یکایک شکست کھائی۔ اور منصور نے جب یہ حالت دیکھی تو اُس سے بھی سوا بھاگنے کے اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی۔ عه

منصورہ کا انجام

ابن جمہور لڑائی کے رنگ سے اپنی فوج کے ارادہ کو سمجھ گیا تھا۔ منصورہ والوں کا اُسے ذرا بھی اعتبار نہ رہا بلکہ ڈرا کہ اُن کا ساتھ دینے میں جان کا اندیشہ ہے۔ اسی خیال سے اُس نے منصورہ میں متحصن اور پناہ گزین ہونے کا بھی ارادہ نہ کیا۔ بلکہ اُسے اپنے ہمراہیوں سے اس درجہ خوف ہوگیا تھا کہ ایک کو بھی ہمراہ نہ لیا اور تن تنہا ہندوستان کی طرف بھاگا۔ نابلدی اور اجنبیت نے یہ ستم کیا کہ بدنصیبی سے راجپوتانہ کے ریگستان میں جا

عه یعقوبی وبلاذری —

پڑا - جہان بادیہ گردی مین تھک تھک کے اور سراب کے جانستان مذاق مین پھنس پھنس کے بھوکا پیاسا پیوند زمین ہوا عـ۵

اُس کا خاندان

منصور کی شکست کی خبر جب اُس شخص کو پہونچی جسے وہ منصورہ مین اپنا جانشین بنا کے چھوڑ آیا تھا تو اُسنے اپنے آقا کا حق نعمت ادا کرنے مین پوری مستعدی سے کام لیا - اس کو تو اُسے اب اُمید ہی نہ تھی کہ منصور کی عدم موجودگی مین شہر دو روز بھی موسیٰ بن کعب کے سامنے اپنے پھاٹک بند رکھ سکے گا اور اسی وجہ سے جب اُسنے سُنا کہ موسیٰ اب منصورہ مین داخل ہوا چاہتا ہے تو فوراً منصور کے گھر مین گیا اُس کے اور اپنے تمام متعلقین اور اہل و عیال کو لے کے جہازون پر سوار کرایا اور سیدھا سر زمین گجرات مین جا کے لنگر انداز ہوا - اس طریقہ سے اپنی اور منصور کے بال بچون کی جان بچا کے وہ گجرات مین زندگی بسر کرنے لگا عـ۶

موسیٰ والی سندھ

منصور کو شکست دے کے ۱۳۴ ہجری مین موسیٰ نے اختیارات حکومت کی باگ اپنے ہاتھ مین لی - اور تمام مملکت سندھ پر قابض ہوگیا - اُس نے شہر منصورہ کی مرمت کرائی - دیگر گذشتہ والیون کی طرح اسی شہر کو اپنا مستقر بنا رکھا - وہان کی مسجد مین کچھ اضافہ کیا - اُس کی رونق کو ترقی دی - دشمنون پر متعدد حملہ کیے - لوٹا مارا - اور اپنی حکومت کے زمانہ بھر کامران و فتحیاب رہا - جس کے بعد یاد وطن آئی اور بمصداق -

یوسف کہ بہ مصر بادشاہی می کرد   مے گفت گدا بودن کنعان خوشتر

ابو جعفر منصور کی خلافت سنہ ۱۳۶ سے سنہ ۱۵۸ تک

ہندوستان کی حکومت چھوڑ کے عراق مین واپس جانے کا ارادہ کیا - جہان جا کے اُس نے اپنے آخر عمر کے چند روز اطمینان و فارغ البالی اور آزادی و بے پروائی سے بسر کیے اور سنہ ۱۴۲ مین رہ نورد عالم بالا ہوا للعـ

موسیٰ نے جب بارادۂ وطن ہندوستان کو چھوڑا تو سندھ کی عنان حکومت و فرمان روائی اپنے بیٹے عیینہ بن موسیٰ کے ہاتھ مین دی جو اُس کے بعد باجازت خلیفہ منصور والی سندھ قرار پایا - عیینہ ایک ناتجربہ کار نوجوان تھا - جوانی کے بے روک حوصلہ اُسے احتیاط کے دائرے سے باہر نکال لے گئے - اُس کے اس طرز عمل پر اہل یمن اور قبیلہ ربیعہ کے اُن لوگون نے جو

عـ۵ بلاذری و یعقوبی - مگر یعقوبی کہتا ہے کہ ہنین موسیٰ کے ہاتھ مین گرفتار ہو کے مارا گیا - عـ۵ ابن اثیر
سـ۵ بلاذری - للعـ۵ یعقوبی و ابن اثیر -

عیینہ بانی والی سندھ

اُس کے ہمراہ تھے مخالفت کی۔ جب اِن لوگون کی مخالفت کا یہ حال عینیہ کو معلوم ہوا تو اس قدر برہم ہوا کہ حسب عادت غصہ کے جوش مین عاقبت اندیشی سے بالکل کام نہ لیا۔ نہ انجام کو سوچا اور بلا تامل اُن تمام مخالفون کو جنھون نے نیک نیتی سے اپنے سردار پر نکتہ چینی کی تھی پکڑوا کے اپنے سامنے بلایا اور بلا استثنا سب کو قتل کر ڈالا۔

اس سے عام ناراضی

اِس ظالمانہ کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابھی تک تو صرف چند نکتہ چین ہی تھے اب تمام لوگون مین ناراضی پھیل گئی۔ آزاد منش عرب سپاہیون مین سے ہر ایک کے چہرے سے برہمی کے آثار نمایان ہونے لگے۔ اور ہر طرف سے شکایت کی آوازین بلند ہوگئین جو کسی طرح دبانے نہ دبتی تھین[۱]۔

اس پر طرّہ یہ ہوا کہ موسیٰ بن کعب ہندوستان آتے وقت اپنی پُرانی خدمت یعنی کوتوالی پر مُسیّب بن زہیر نامی ایک شخص کو مامور کر آیا تھا۔ اب موسیٰ کے مرنے کے بعد مسیب کے دل مین خیال پیدا ہوا کہ کہین ایسا نہو عیینہ یہان آ پہونچے اور اُس کی وجہ سے مجھے یہ عہدہ چھوڑنا پڑے اس لیے کہ اسکی باپ کے حقوق سے کبھی انکار نہ کیا جائے گا۔ اِس خیال سے اُس نے ایک گمنام خط لکھ کے سندھ مین عیینہ کے پاس بھیجدیا جس مین صرف یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

فَاَرْضَکَ اَرْضَکَ اِنْ تَاْتِنَا تَنَمْ نَوْمَۃً لَیْسَ فِیْھَا حُلُم

جس سرزمین پر ہے خبردار وہین رہنا۔ اگر ہمارے پاس آنے کا ارادہ کیا تو تو ایسی نیند سوئے گا جس سے کوئی بیدار نہین ہوتا۔

اُسکی بغاوت

یہ شعر پڑھتے ہی عیینہ کے دل مین آزادی کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ اُس نے فوراً احکام خلافت سے سرتابی کی اور خودسرانہ طور پر حکومت کرنے لگا۔

مسلمانان سندھ جو اُس سے ازحد ناراض ہو رہے تھے اُنھین شکایت کا اور زیادہ موقع مل گیا۔ الغرض ہر طرف سے ناراضی اور برہمی کی صدائین بلند ہوئین جن سے دارالخلافت تک گونج اُٹھا۔ خلیفہ بغرض حج بیت اللہ الحرام مکہ معظمہ جا رہا تھا بصرے ہی تک پہونچا تھا کہ یہ آوازین اُس کے کان مین پہونچین۔ خلیفہ منصور بیدار مغز شخص تھا اُسی وقت عیینہ کی سرتابی کا کافی علاج کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ فوراً اُس نے بصرے مین پڑاؤ ڈال دیا اور اس خیال مین اِس درجہ منہمک ہوگیا کہ ارادۂ حج بھی ملتوی کر دیا۔ اور ابوجعفر عمر بن

[۱] یعقوبی۔ [۲] ابن اثیر۔

عمر بن حفص والی سندھ

حفص بن ابی صغرا کو ولایت سندھ کے لیے منتخب کر کے عیینہ کے مقابلہ پر روانہ کر دیا عمر بن حفص اُسی عہد کے بہادروں مین تھا۔ اور اپنی شجاعت و بہادری کی وجہ سے تمام بلاد اسلام مین ہزار مرد کے لقب سے مشہور تھا۔ اور گو کہ عمر بن حفص اپنی بہادری کی وجہ سے اس مہم کے لیے کافی خیال کیا جا سکتا تھا مگر منصور نے بنظر احتیاط ایک اور نامور بہادر کو بھی اُس کے ہمراہ کر دیا جس کا نام عقبہ بن مسلم تھا۔ یہ دونون سنہ ۱۴۲ھ مین وارد سندھ ہوئے۔

عیینہ کو جب معلوم ہوا کہ عمر بن حفص خلافت کی طرف سے مقابلہ کو آپہونچا تو شامت اعمال سے اُسے سوا اس کے کہ عمر کے مقابلہ پر آمادہ ہو جائے اور کوئی بات نہ بن پڑی۔ فوراً اطاعت سے سرتابی کی اور عمر کو شہر منصورہ سے باہر روکنے کا سامان کرنے لگا۔ عمر ایک

اُس کی حکمت

سنجیدہ اور متین شخص تھا اور ہر معاملہ کو نہایت خوبی و صلاحیت سے کیا کرتا تھا جب اُسے عیینہ کی اس مستعدی کی خبر پہونچی تو وہ بھی آگے بڑھنے سے رُک گیا اور اپنی فوج کے ساتھ شہر دیبل مین خیمہ انداز ہو گیا[ع۵]

عمر نے اس ٹھہر جانے سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ ادھر تو اُس کے ہمراہی جو مہینون کی مسافت اور صدہا منازل سے تابڑ توڑ دھاوے مارتے چلے آتے تھے ستا کے تازہ دم ہو گئے۔ اور اُدھر اہل منصورہ مین سے معزز اور صاحب اثر لوگ اور بہادر افسر جنھین عیینہ کے مظالم سے ہاسے پچی ہوئی تھی ٹوٹ ٹوٹ کے عمر سے ملنے لگے۔ عیینہ نے رعایا اور فوج کی رضامندی کی طرف سے جو لاپروائی کی تھی اُس کے بُرے نتائج اس وضع

عیینہ کا انجام

مین ظاہر ہونے لگے کہ جو لوگ اُس کے قوت بازو تھے اور قریب قریب اُس کی فوج کے تمام جانباز سپاہی سبھون نے اُس کو اُس کی قسمت پہ سپرد کر دیا اور خود عمر بن حفص کی خدمت مین حاضر ہو گئے۔ عمر بن حفص ہنوز دیبل ہی مین تھا اور اُس نے منصورہ کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ بھی نہین کیا تھا کہ عیینہ کو اپنی بے دست و پائی آنکھون سے نظر آنے لگی۔ آخر اُس نے یہی بنی کہ ناچار ہو کے عمر بن حفص سے بعاجزی درخواست صلح کی۔ اور اُسی کے دامن مین چھپ کے پناہ لینے کا آرزومند ہوا۔

عمر نے فوراً یہ درخواست منظور کر لی اُسے پناہ دی۔ شہر منصورہ پر بڑھ کے قبضہ کر لیا۔ اور عیینہ کو چونکہ خلافت کا مجرم تھا اپنے قاصدون کی حراست مین مژدۂ فتح

ع۵ ابن اثیر۔ و یعقوبی۔ عہ۵ یعقوبی۔

کے ساتھ منصور کے دربار مین روانہ کیا۔ عیینہ کو منصور کے سامنے پہونچ کے جان بر ہونے
کی بہت کم امید تھی۔ فوجی گارڈ کے لوگون کو جو اُسے اپنی حراست مین عراق کی طرف لیے جاتے
تھے راستے مین ایک منزل پر غافل پا کے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور اس قدر دہشت زدہ تھا کہ کہین دم
بھی نہ لیا اور بھاگتا ہوا سیدھا سیستان مین پہونچا۔ لیکن سچ فرمایا ہے خداے عزوجل نے "اینما
تکونوا یدرککم الموت" موت سے کوئی نہین بھاگ سکتا۔ شہر رخج کے قریب پہونچا تھا کہ
یمانی عربون کے ایک گروہ نے جو اُس کے پولیٹکل مجرم ہونے سے آگاہ تھا گھیر کے پکڑ لیا۔ خلیفہ
کے خوش کرنے کے لیے انھون نے اُسکو فوراً مار ڈالا۔ اور سر لے کے دار الخلافت[عہ] بغداد مین
پہونچے۔ عیینہ کا سر منصور کے سامنے پیش کیا اور انعام کے خواستگار ہوئے۔

منصور کا بخل

مشہور ہے کہ خلیفہ منصور تمام خلفاے بنی عباس مین زیادہ بخیل اور خبر رس تھا۔ اُسکی
خبر رسی کا ایک قصہ عیینہ سے بھی تعلق رکھتا ہے جس کا اس سلسلہ مین بیان کر دینا بے موقع نہ ہوگا
اتفاقاً عطاے خراسانی کا ایک غلام منصور کے سامنے پیش کیا گیا جس پر دس ہزار درہم کا دعوے
تھا۔ منصور نے دعوے مین ڈگری دی اور پھر روپیہ وصول کر کے اپنے قبضہ مین کر لیے اور
کہا یہ تو میرا مال ہے۔ عطا دیکھ کے رہ گیا مگر جب اُسے اتنی بڑی رقم کے خواہ مخواہ ضبط ہو جانے کا
خیال آیا تو صبر نہ ہو سکا۔ اور گستاخانہ لہجہ مین منصور سے کہا "کیون؟ یہ آپ کا مال کیونکر ہو گیا؟
زبردستی؟" منصور نے کہا "سنو۔ تم نے اپنے گھرانے کی ایک لڑکی عیینہ بن موسی کو بیاہ دی
تھی۔ وہ تمھارے مال کی وارث تھی۔ عیینہ کو مین نے والی سندھ مقرر کیا اُس نے سرتابی کی
اور میرا بہت سا روپیہ ہضم کر گیا۔ لہذا یہ مال جو اُس لڑکی کے ذریعہ سے اُسی کا ہے مجھے پہونچا
ہے" یہ کہہ کے منصور نے وہ روپیہ بیت المال مین داخل کر دیا۔[عہ]

عمر بن حفص کا زمانہ

عیینہ کے بعد عمر بن حفص بالاستقلال حکمران سندھ ہو گیا۔ اُس کے عہد مین حکومت
سندھ کو بہت ترقی ہوئی اور اکثر سرحدی راجاؤن سے لڑتے بھڑتے گذری۔ تاہم اُس کی
حکومت کے زمانہ مین معمولی حالت رہی اور کوئی ناموری کا کام اُسکے ہاتھون نہین اجرا پایا۔
تعجب ہے کہ وہ ایک بڑا بہادر اور شجاع شخص تھا۔ جب تک عراق وغیرہ مین تھا اُسکی
شجاعت اور سپہ گری کی دھوم تھی۔ مگر سندھ کی آب و ہوا نے اُس پر کچھ ایسا اثر کیا کہ اُس کا
زمانہ فتحمندی اور کامیابی کا زمانہ نہین خیال کیا جاتا۔ غالباً اس کا سبب یہ ہو کہ اپنی ولایت

عہ یعقوبی و ابن اثیر۔ عہ ابن اثیر

وہ علویون کا طرفدار تھا

سکے زمانہ مین وہ علویون کی ہمدردی مین زیادہ ترمنہمک رہا جو دولت عباسیہ کے دشمن تھے اور جن کی دوستی کے بعد اتنی شخص احکام خلافت کو کبھی اچھی طرح نہ بجا لاسکتا تھا -

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ منصور کے عہد مین علویون مین سے عبداللہ بن حسن کے دونون بیٹون محمد اور ابراہیم نے علم مخالفت بلند کیا تو محمد نے اپنی قوت کے بڑھانے اور اپنا اثر بلاد دور دراز تک پہونچانے کے لیے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو اشتر کے نام سے مشہور تھے چند جاں نثارون کے ساتھ بصرہ روانہ کیا تاکہ وہان سے دریا کا سفر کر کے والی سندھ عمر بن حفص کے پاس جائین اور وہان لوگون کو اطاعت بنی فاطمہ کی طرف مدعو کرین - اس لیے کہ عمر بن حفص کا شمار بنی عباس کے اُن سرداران فوج مین تھا جو ان حضرات کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے عبداللہ اشتر نے بصرے مین عربی نسل کے چند اچھے اچھے گھوڑے خرید لیے تاکہ ہدیۃً عمر بن حفص کی خدمت مین پیش کش کیے جائین وہ اُن گھوڑون کو لے کے جہاز پر سوار ہوئے اور راہ ارض سندھ کی راہ لی -

عبداللہ اشتر سندھ مین

سندھ مین عمر بن حفص نے ابھی چند ہی روز ہوئے عیینہ کو ناخوذ کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی تھی - عبداللہ اشتر محض اُسی کے بھروسہ پر مشرق کی طرف روانہ ہوئے تھے - اس لیے کہ یہ شخص شیعیان علی اور محبان اہل بیت مین تھا - عبداللہ کو یقین تھا کہ اُس کی مدد سے سندھ مین ضرور کامیابی ہوگی - اور تھے بھی اس طبیعت کے آدمی کہ غیرت فاطمی انھین یہ گوارا نہ کرنے دیتی تھی کہ پدر بزرگوار کے پاس بے نیل مرام واپس جائین - الغرض عبداللہ اشتر نے سفر دریا کو ہزاران مصیبت طے کر کے منصورہ مین پہونچے -

عبداللہ اشتر نے منصورہ مین اُتر کے گو عمر بن حفص پر پورا اعتماد تھا مگر یہ مناسب نہ سمجھا کہ اپنے ارادے کو یکایک ظاہر کر دین - مشہور کر دیا کہ ہم یہان گھوڑے خرید نے آئے ہین عمر بن حفص وہ شخص تھا کہ ان یادگاران خاندان رسالت کی خدمت گزاری ثواب سمجھتا تھا اُس نے فوراً اپنی حدود ولایت کے اندر تمام تاجرون کو حکم دیدیا کہ عمدہ عمدہ گھوڑے بہم پہونچا کے اُن کی خدمت مین حاضر کرین - جب عمر بن حفص سے ایسا اظہار خلوص ہوا تو گو خود عبداللہ اشتر نے اب بھی اپنا راز ظاہر کرنے کا ارادہ نہ کیا مگر اُن کے ہمراہیون مین سے بعض لوگون نے عمر سے کہہ ہی دیا کہ "گھوڑون کے بابت آپنے جو کچھ اہتمام کر دیا اِس کے تو ہم مشکور ہین - مگر در اصل ہم آپ کے گھوڑے

۵۷ عبداللہ اشتر کے تمام حالات ابن اثیر وابن خلدون سے لیے گئے ہین -

نہین چاہتے بلکہ وہ چیز چاہتے ہین جو دنیا و آخرت مین آپکے لیے گھوڑون اور تمام نیاضیون
سے اچھی ہے ۔ ہمین ملک مین امان دیجیے ۔ اور موقع دیجیے کہ خلافت کو بنی فاطمہ کے گھرانے
مین پہونچائین ۔

سندھ مین دعوت بنی فاطمہ

عمر نے یہ درخواست فوراً بسر وچشم قبول کر لی ۔ عبداللہ اشتر کے ہاتھ پر بیعت کی ۔
اور اُن کو اپنے محل مین خفیہ چھپا کے اہل سندھ پر اُن کا اثر ڈالنے لگا ۔ اور جب اُس نے دیکھ لیا کہ
اب اکثر لوگ ہم خیال و ہمزبان ہوگئے ہین تو پیشتر سے معین کر کے ایک جمعرات کو تمام لوگون کو
جمع کر کے عبداللہ اشتر کو سب کے سامنے پیش کر دیا ۔ عبداللہ نے ایک پرجوش خطبہ پڑھا جس کے
بعد سبھون نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی ۔ گو یہ کارروائی ایک حد تک علانیہ ہوئی مگر اِس
مین بھی اسقدر احتیاط کی گئی تھی کہ دارالخلافت تک اِس کی خبر نہین پہونچنے پائی ۔ اب اس
کے بعد سے عبداللہ اشتر نے اور اُن کے ساتھ عمر بن حفص نے عام طور پر لوگون کو عباسیون
کی مخالفت پر برانگیختہ کرنا شروع کر دیا ۔

یہان یہ کوششین ہو رہی تھین کہ اتفاقاً اُسی زمانہ مین ایک جہاز جو بغداد سے آرہا
تھا ساحل منصورہ پر لنگر انداز ہوا ۔ اس جہاز والون کے ذریعہ سے عمر بن حفص کی بی بی نے
جو وطن ہی مین تھی یہ پیام کہلا بھیجا تھا کہ خلافت کی فوجون نے محمد و ابراہیم کا کام تمام کر دیا جو عین
معرکہ جنگ مین مارے گئے ۔ اِس خبر سے عبداللہ اشتر پر بڑا خوفناک اثر پڑا اور کسی قدر سہمے ہوئے
تھے کہ جب عمر بن حفص برسم تعزیت اُن کے سامنے گیا تو نہایت ہی حسرت و مایوسی کے لہجے مین
عبداللہ نے کہا "اب میری جان بچنا دشوار ہے"

عبداللہ اشتر ایک ہندو راجہ کی پناہ مین

اسمین شک نہین کہ عمر بن حفص اِس خاندان کا بڑا دوست اور دلی خیرخواہ تھا ۔ اُس نے
کہا آپ پریشان نہ ہوجیے مین اِس کا بھی بندوبست کر لون گا ۔ یہان ایک ہندو راجہ ہے جس کی
قوت بھی زیادہ ہے اور جو کسی بات مین احکام خلافت کی تعمیل پر مجبور نہین کیا جاسکتا ۔ قطع نظر
اور سب باتون کے وہ آج تک اپنے قول کا پابند بھی ثابت ہوا ۔ اور ہر امتحان مین بات کا دھنی
پایا گیا ۔ لہذا اُس سے کبھی بدعہدی کا بھی اندیشہ نہین ہوسکتا ۔ مجھ سے اُس سے تعلقات محبت
ہین ۔ مین اُس سے عہد و پیمان کر کے آپ کو اُس کے پاس بھیجدون گا ۔ آپ اُس کے ملک
مین جا کے رہیے ۔ اور خلافت کی طرف سے جو کچھ بازپرس ہوگی اُس کو مین سمجھ لون گا ۔ عبداللہ نے
آمادگی ظاہر کی اور عمر بن حفص نے اُس ہندو راجہ سے قول و قسم کر کے اُنھین اُس کے پاس

روانہ کر دیا۔ جس نے اُن کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اور بہت تعظیم و تکریم سے رکھا۔ اور آزادی دی کہ آپ اور آپکے ہمراہی اور نیز وہ لوگ جو آپ کی خدمت مین آیندہ آئین سب کو اختیار ہے کہ میری قلمرو مین جہان چاہین اطمینان و فارغ البالی سے رہین۔ عبداللہ اشتر اُس کے ملک مین خوب بے فکری سے رہنے لگے۔ اور زیدیہ فرقہ کے لوگ جو اُن کے مطیع و منقاد تھے رفتہ رفتہ اُن کے پاس جا کے آباد ہونے لگے۔ یہان تک کہ چار سو پابند ان عقائد زیدیہ اُن کے گرد و پیش جمع ہو گئے۔ عبداللہ اشتر کو یہان نہ کسی سے لڑنا بھڑنا پڑتا تھا۔ اور نہ وہ سرزمین عراق و عرب کے ایسے افکار ستاتے تھے۔ شاہانہ ٹھاٹھ سے رہتے تھے۔ شب و روز سرسبز و شاداب مرغزارون کی سیر کرتے تھے۔ اور سیر و شکار مین زندگی بسر کرتے تھے۔ غرض کہ خوب لطف و راحت سے گزرتی تھی۔

منصور کی برہمی

عبداللہ اشتر جب اُس ہندو راجہ کے ملک مین پہونچ لیے۔ تو اتفاقاً یہ خبر خلیفہ منصور کو پہونچ گئی خاص ایک اپنے مقرر کردہ والی کے ہاتھ سے ایسے امر کا سر انجام پانا اُس کی تھوڑی برہمی کا باعث نہ ہو سکتا تھا مگر تاہم اُس نے متانت و سنجیدگی سے کام لیا اور عمر بن حفص کے پاس ایک تحریر بھیجی جسمین نہایت ہی تحمل و بردباری کے الفاظ مین یہ مضمون درج کیا تھا کہ تمھاری نسبت ایسے خلاف امید واقعات سُنے جاتے ہین۔ اور گو یہ مسلّم ہے کہ ایسا واقعہ ضرور ہوا مگر جواب دو کہ ایسے جرم کی سزا سے تم اپنے آپ کو کیونکر بری کر سکتے ہو اور کیا وجہ ہے کہ تم سے باز پرس نہ کی جائے۔ یہ خط پاتے ہی عمر بن حفص بہت گھبرایا اور سچ یہ ہے کہ اپنی زندگی سے سیر ہو گیا۔

عمر بن حفص کی پریشانی

عمر بن حفص سے جب اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی تو اُس نے اپنے تمام اعزا و معتمدین کو ایک صحبت مین جمع کیا۔ وہ حکمنامہ خلافت سب کے سامنے پیش کیا اور پوچھا کہ بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے اگر اقرار کیے لیتا ہون تو معزول کیا جاؤن گا۔ اور جب اُسکے سامنے حاضر کیا جاؤن گا تو بلا تامل مار ڈالا جاؤن گا۔ اور اگر بالفرض انحراف کر دون تو مجھ پر فوج کشی ہو گی۔ باقی رہا یہ کہ انکار کر دون اُس کی تصدیق کیونکر کی جانے لگی۔ جو واقعہ در اصل ہوا ہے اُس سے انکار کرنے کی جرأت تو مجھ سے نہین ہو سکتی۔ یہ سُن کے سب لوگ ساکت ہو گئے۔ سبھون نے غور کیا مگر اِس کا علاج ہی کیا تھا جو کسی کے ذہن مین کوئی بات پیدا ہوتی۔

ایک وفادار دوست

ایک شخص عمر بن حفص کے جان نثارون مین تھا وہ اُس بھرے مجمع مین نہایت ہی جوش کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا "اے امیر آپ کچھ پروا نہ کیجیے۔ سارا الزام میرے

سر کھد دیجیے - مجھے پکڑ کے قید کر لیجیے - اور میرا نام امیر المومنین کی خدمت مین لکھ بھیجیے اور صاف صاف اطلاع کر دیجیے کہ ان سب باتون کا جواب دہ یا مجرم یہ ہے - غالباً وہان سے حکم آئے گا کہ اُسے فوراً یہان روانہ کرو - اُسوقت آپ بلا تامل مجھے بغداد بھیج دیجیے گا - مجھے اُمید ہے کہ غالباً امیر المومنین اس خیال سے کہ آپ میرے مربی ہین اور آپکے ہاتھ مین سندھ کی حکومت اور ایک زبردست قوت ہے میرے خون سے درگذر کرین گے " عمر نے کہا " مگر مین ڈرتا ہون کہ اس معاملہ مین وہ ہرگز درگذر نہ کرین گے اور تم بجرم قتل کیے جاوگے " یہ سُن کے اُس بہادر و فاکیش نے نہایت ہی لاپروائی اور جرأت سے کہا " تب بھی کوئی مضائقہ نہین - مین آپ پر فدا ہو جاؤن گا - اور میری جان آپکے کام آئے گی " عمر بن حفص کو کسی طرح گوارا نہ ہو سکتا تھا کہ ایک ایسے باوفا جان نثار کو بے خطا و بے قصور موت کے منھ مین دیدے - لیکن اُس شخص نے اصرار کر کے عمر کو یہان تک مجبور کیا کہ اپنا نام لکھوا کے دار الخلافت مین بھیج ہی دیا - افسوس کہ آخر نتیجہ وہی ہوا جو عمر بن حفص کی زبان سے پہلے ہی نکل چکا تھا منصور نے اُسے طلب کیا اور جب اُس کے سامنے حاضر کیا گیا تو ایسے قابل قدر شخص کو اس نے فوراً قتل کرڈالا -

عمر بن حفص کا تبادلہ سندھ سے افریقہ مین

تاہم منصور کے دل مین عمر بن حفص کی طرف سے ایک شک پیدا ہی ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسے اس کے بعد عمر بن حفص کا ولایت سندھ پر رہنا نامناسب اور خلاف مصلحت معلوم ہوا - چنانچہ ۱۵۱ھ ہجری مین اُس نے عمر کو اس خدمت سے ہٹا کے افریقہ کی گورنری پر بھیجدیا - جو خدمت کہ بمقابلہ حکومت سندھ کے بہت زیادہ معزز تھی - اور جس نے ایک بہت بڑے ملک اور وسیع سرزمین کے کامل اختیارات عمر بن حفص کے ہاتھ مین دیدیے -

شیعیت سندھ مین

ابن حفص ہی کے زمانہ سے بلاد سندھ مین شیعیت کا رواج ہوا - اس لیے کہ اوّل تو خود عمر خیالات شیعیت رکھتا تھا - اور عبد اللہ اشتر کے ہاتھ پر بیعت کرا کے اُس نے اکثر مسلمانان سندھ کو شیعہ بنا دیا - اور خصوص وہ زیدیہ لوگ جو عبد اللہ اشتر کے ہمراہ رکاب تھے اُن کے ذریعہ سے تو ہندوستان مین شیعیت کا ایسا عمدہ تخم پڑا جو آیندہ چل کے بہت بڑا بارآور اور ہمیشہ پھولنے پھلنے والا درخت ہو گیا - آخر عہد مین سندھ کا بہت بڑا حصّہ جو خاص شیعون کے ہاتھ مین تھا اُس کی ابتدا اسی وقت سے ہوئی تھی - یا یون کہنا چاہیے کہ آنے والی ملتان کی شیعہ ریاست جس کا حال آگے آئے گا اُس کی بنا کا پہلا پتھر خاص عمر بن حفص کے ہاتھ سے رکھا گیا -

اس عہد مین شیعیان علی اور محبّان اہل بیت کے مقابل صحیح اور اصلی حریف خارجیون نے بھی

نواح سندھ مین

سندھ پر اپنا اثر ڈالنا چاہا مگر عمر بن حفص والی سندھ جب خود شیعون کا طرفدار تھا تو اُن لوگون کی کسی کوشش کے اثر ہونے کی کیونکر اُمید کی جا سکتی تھی - اہل عمان جو اکثر خوارج تھے ابتداء دولت عباسیہ مین اکثر سندھ مین آتے تھے اور لوگون کو دولت عباسیہ کی مخالفت پر اُبھارا کرتے تھے - چنانچہ ۱۳۸ھ ہجری مین حسان بن مجالد ہمدانی نے جو خارجی المذہب تھا خلافت کے مقابلے مین خروج کیا تو رقہ مین جا کے جہاز پر سوار ہوا - اور سندھ کی راہ لی - یہان پہونچ کے تمام اطراف وجوانب مین مصر کے اُسنے بڑی کوشش کی کہ لوگون کو اپنا ہم خیال وہم مذاق بنا کے ایک فوج فراہم کر لے اور خلافت کی مخالفت مین علم بغاوت بلند کرے - لیکن عمر بن حفص نے عبداللہ اشتر کا ایسا اثر ڈال رکھا تھا اور خود رعایا کے دلون پر اس درجہ متصرف تھا کہ حسان کی ایک نہ چلی - اُسکی طرف ایک متنفس نے بھی توجہ نہ کی اور آخر ناکامی کے ساتھ وہ موصل مین واپس گیا - [۵]

ہشام بن عمرو تغلبی

منصور نے جب عمر بن حفص کے افریقہ بھیجنے کا ارادہ کیا ہے تو دل مین متردد تھا کہ اُس کی جگہ سندھ کی حکومت کس کس کے ہاتھ مین دے - اسی تردد مین وہ گھوڑے پر سوار ہو کے شہر کی سیر کرتا ہوا چلا - راستہ مین اتفاقاً اُس کی نظر ہشام بن عمرو تغلبی پر پڑی [۶] جو ایک معمولی شخص تھا اور کسی راہگیر کی طرح چلتے چلتے خلیفہ کی آمد سُن کے ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا - منصور کی نظر جب اُس پر پڑی تو اُسے سر سے پاؤن تک خوب غور کر کے دیکھا اور آگے چلا گیا - ہشام دراصل ایک نہایت ہی دنیا پرست اور چالاک آدمی تھا - اُس نے دل مین ایک منصوبہ ٹھہرایا اور تھوڑی دیر کے بعد منصور کے دروازے پر پہونچ کے اپنی اطلاع کرائی اور باریابی کی درخواست کی - منصور نے اِس سے پہلے کبھی اُس کا نام بھی نہین سنا تھا ذرا تامل کیا اور ایک غیر معمولی اور نئی بات خیال کر کے بلا لیا - ہشام بارگاہ خلافت مین داخل ہو کے آداب شاہی بجا لایا - اور جب منصور نے آنے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا "اِسوقت

(اپنی بہن کو خلیفہ کے سامنے پیش کرتا ہے -)

---

[۵] ابن اثیر -

[۶] ابلیٹ نے ہشام کا تقرر ۱۴۱ھ مین لکھ دیا ہے مگر یہ غلط ہے اسلیے کہ ابن اثیر اور معتبر تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر بن حفص جب ۱۵۱ھ مین قیروان گیا تو اُس کی جگہ ہشام کا تقرر اسی سال ہوا - غالباً یہ غلطی بلاذری کی وجہ سے ہوئی - اسلیے کہ اُس کے نزدیک ہشام کے بعد عمر بن حفص ہندوستان مین روانہ کیا گیا مگر یعقوبی اور اکثر معتبر مورخین اُس بیان مین اُسکے مخالف ہین -

مرکب خلافت سے جدا ہونے کے بعد میں گھر مین گیا تو میری دوشیزہ بہن سامنے آگئی۔ اُسکی عقل و دینداری اور اُس کے حسن و جمال اور اُس کے تمام اوصاف کو جو مین نے خیال کیا تو وہ مجھے سوا امیر المومنین کے اور کسی کے قابل نہ نظر آئی۔ بس اسی خیال سے حاضر ہوا ہون کہ اُسے امیر المومنین اپنے عقد نکاح مین لے لین۔ اور غالباً حضور اُسے ملاحظہ فرما کے بہت مسرور ہون گے"۔

یہ ایک ایسی دلمین گدگدی پیدا کرنے والی تقریر تھی کہ منصور نے سر جھکا لیا اور سوچنے لگا کہ ایسی لڑکی سے کیون نہ نکاح کرے۔ پھر کچھ خیال کر کے سر اُٹھایا اور ہشام سے کہا اچھا جاؤ۔ اِس کا جواب مین پھر کہلا بھیجون گا"۔ اور جب ہشام نظر سے غائب ہوا تو منصور نے اپنے عرض بیگی ربیع کی طرف متوجہ ہو کے کہا "جریر شاعر کہتا ہے

لَا تَطْلُبَنَّ خُؤُوْلَةً فِیْ تَغْلِبَ . فَالزَّنْجُ اَکْرَمُ مِنْهُمْ اَخْوَالا

(قبیلۂ تغلب والون کو خولہ کا پیام نہ دو اسلیے کہ سمدھیانا یا نانہال بنانے کے لیے زنگی بھی اُن سے بہتر ہین)

اگر مین نے یہ شعر نہ سُنا ہوتا تو ضرور اُسکی بہن سے شادی کر لیتا۔ مگر خیر تم اس کے پاس کہلا بھیجو کہ فی الحال مجھے نکاح کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ تاہم تمھاری اِس مہربانی کا شکر گزار ہون، خدا تمھین جزاے خیر دے۔ مگر اِس مہربانی کا معاوضہ مجھ سے فی الحال سوا اسکے اور کچھ نہین ہو سکتا کہ تم کو والی سندھ مقرر کرتا ہون۔ بس اب فوراً وہان کا ارادہ کرو۔ پھر چلتے وقت جب ہشام تغلبی رخصت ہونے کے لیے بارگاہ خلافت مین گیا تو منصور نے تاکید کر دی کہ تمھارا پہلا فرض یہ ہے کہ وہان کے بڑے راجہ سے خط و کتابت کر کے جس طرح بنے عبد اللہ اشتر کو اپنے قبضہ مین لے کے میرے پاس روانہ کر دینا۔ اور اگر راجہ انکار کرے تو ابھی سے تمھین اجازت ہے کہ بلا تامّل اُس پر فوج کشی کر دینا۔ اور اُس کے ملک کو تباہ کر کے عبد اللہ کو ماخوذ کرنا۔ غرض ہشام نے اِس حکم کی تعمیل کا وعدہ کر کے ارض سندھ کی راہ لی۔[عہ]

ولایت سندھ پر اُس کا تقرر

منصور نے اِدھر تو ہشام کو سکھا پڑھا کے روانہ کیا اور اُدھر عمر بن حفص کو لکھا کہ تم

[عہ] ابن اثیر

[عہ] بعض مورخون نے ہشام کا تقرر عمر بن حفص سے پہلے بتایا ہے لیکن تمام واقعات کے ترتیب دینے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ عمر بن حفص کے بعد ہشام والی سندھ مقرر کیا گیا۔

وہ بھی بنی فاطمہ کا طرفدار ہے

اپنا عہدہ ہشام کے ہاتھ میں دے کے قیروان میں جا ڈالا اور افریقہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ہشام جب داخل سندھ ہوا تو دل میں غور کیا کہ منصور کے احکام کی تعمیل کیونکر کرے۔ یہ شخص جو اب سرزمین ہند میں آکے یہاں کا حکمران ہوا ہے یہ بھی عمر بن حفص کا ہم مذہب اور خاندان نبوت کا طرفدار تھا۔ اُسے یہ کسی طرح گوارا نہ ہوا کہ جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کی ایک جیتی جاگتی یادگار کو موت کے سپرد کر دے۔ مگر دنیا طلبی حکومت سندھ سے بھی دست بردار نہ ہونے دیتی تھی۔ آخر سوچ سمجھ کے اُسنے یہ کارروائی کی کہ سندھ کے تمام بازاروں اور فوجی حلقوں میں مشہور کر دیا کہ راجہ سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اور منصور کو بھی اس کے موافق اطلاع کر دی۔ اور لکھا کہ میں نے راجہ کو لکھا ہے حضور کے حکم کی اب تعمیل ہوا ہی چاہتی ہے مگر اصل میں کچھ بھی نہیں کیا۔ اور منصور کا یہ حال تھا کہ روز روز تاکیدی حکم پر حکم چلے آتے تھے کہ عبداللہ اشتر کے معاملہ میں عجلت کرو۔ اسی حالت میں کچھ زمانہ ٹل گیا۔

اُس کا بھائی سفیح

ہشام نے تو دراصل بڑی رعایت کی اور شاید اُسکے اختیار میں کبھی ممکن نہ تھا کہ عبداللہ اشتر کا ایک بال بھی بیکا ہو۔ مگر اُس کو کیا کیا جائے کہ اُن کی قسمت ہی دگرگون تھی اور زندگی پوری ہو چکی تھی۔ اتفاقاً سندھ کے ایک ضلع میں فساد پیدا ہوا۔ ہشام نے ایک تھوڑی فوج پر اپنے بھائی سفیح کو سردار مقرر کر کے اُدھر روانہ کیا۔ یہ فوج جہاں جانے والی تھی اُس کا راستہ اُس راجہ کی سرحد پر سے ہو کے گذرتا تھا جسکے پاس عبداللہ اشتر اپنے رفقا کے ساتھ پناہ گزین تھے۔ اور رات دن سیر و شکار میں مشغول رہا کرتے تھے۔ سفیح کے ہمراہیوں نے جاتے جاتے فاصلہ پر ایک گرد دیکھی۔ جو کسی لشکر کا دھوکا دیتی تھی۔ مسلمان ہوشیار ہو کے آگے بڑھے۔ دامن گرد چاک ہوا تو گیارہ سوار نظر آئے۔ دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن اشتر ہیں جو لب دریائے سندھ کے سبزہ زاروں اور مرغزاروں کی تفریح کو نکلے ہیں۔

عبداللہ اُشتر اور سفیح کا سامنا

سفیح نے جو محبت اہل بیت نبوت میں اپنے بھائی ہشام کے بالکل مخالف تھا تمام لشکریوں کو حکم دیدیا کہ گھیر کے گرفتار کر لو۔ ہمراہیوں میں سے جو سنجیدہ اور دیندار لوگ تھے اُنھوں نے اس ارادے سے روکا اور کہا "یہ رسول اللہ کی یادگار اور نسل فاطمہ سے ہیں ان کو نہ ستائیے۔ دیکھیے باوجودیکہ خلافت سے حکم پر حکم چلے آتے ہیں مگر خود آپکے بھائی ہشام نے آج تک اُن احکام کو خوبصورتی سے ٹالا۔ اور آپ کو بھی

یہی مناسب ہے کہ اپنے بھائی کے نقشِ قدم پر چلیے"۔ ان باتوں پر سفیح نہایت ہی چراغ پا ہو کے بولا "رسول اللہ کی یادگار زمین تو ہوا کرین مین تو ہرگز نہ چھوڑونگا۔ جو کوئی اُن کے ماخوذ کرنے مین سستی کرے گا اُس کی بھی زندگی نہین ہے۔ رحم دل مشیر مجبور ہو کے خاموش ہو رہے اور سفیح نے اُن کے گھیر لینے اور حملہ کر دینے کا حکم دیدیا۔

عبداللہ اشتر کی شہادت

عبداللہ کی زندگی اگرچہ چند روز سے ایک امن و امان کے سکوت اور رقیبانہ عیش و عشرت مین بسر ہو رہی تھی مگر آخر اُن کی رگون مین ہاشمی خون دوڑ رہا تھا۔ اور غیرت و شجاعت فاطمیؑ اُن کے خمیر مین تھی جب دیکھا کہ لوگ بر سرِ پرخاش ہین اور جان ہی لینے کے درپے ہین تو اپنے جان نثار رفقا کو للکارا۔ اور سفیح کے ہمراہیون پر ایک غضبناک شیر کی طرح جھپٹ پڑے۔ اپنے بہادرانہ حملون سے انھون نے چند ہمراہیان سفیح کو مار کے گرا دیا۔ اور آخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اور اُن کے دسون ہمراہیون نے بھی سفرِ آخرت مین اُن کا پورا ساتھ دیا۔

ہشام کا اُس سے فائدہ اُٹھانا

جب سفیح نے اس واقعہ کی اطلاع ہشام کو کی تو نہایت ہی غمگین ہوا لیکن خلافت کا ایسا خوف لگا تھا کہ بھائی سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کر سکا۔ اب ہشام نے دل مین خیال کیا کہ یہ تو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ عبداللہ اشتر کے خون سے مین بری ہون لیکن جب مشیّت ایزدی ہی یہ تھی اور یہ ایک شدنی امر تھا تو پھر اس سے جو فائدہ اور خیرخواہی سلطنت حاصل ہو سکتی ہے اُسکو کیون چھوڑ دون۔ یہ خیال کر کے اُس نے منصور کو اطلاع کی کہ عبداللہ اشتر کو آپ کے حکم کے مطابق مین گرفتار کرنا چاہتا تھا مگر وہ اپنی بہادری کی وجہ سے زندہ نہ گرفتار ہو سکے اور لڑ بھڑ کے میدان کارزار مین مارے گئے۔

منصور یہ مژدۂ کامیابی سُن کے بہت ہی خوش ہوا اور ہشام کو جواب مین اپنی بے انتہا رضامندی کے ساتھ حکم دیا کہ اب اُس راجہ پر بھی حملہ کر دو اور اُس کا کام تمام کر کے ملک پر قبضہ کر لو۔ ہشام کو اب اس حکم کی تعمیل مین سستی کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اُس راجہ کا وہ اُسی وقت تک خیرخواہ و دوست تھا جب تک وہ ایک گوہر درج رسالت کا محافظ تھا۔ اُس نے بلا تامل حملہ کر دیا اور چند ہی لڑائیون مین راجہ مارا گیا اور اُس کی ساری مملکت تصرف اسلام مین آ گئی۔

عبداللہ اشتر جن دنون سرزمین ہند مین پناہ گزین تھے اُن دنون اُن کے حرم مین

عبداللہ اشتر کی اولاد اور منصور کا برتاؤ

کئی لونڈیاں تھیں جن میں سے ایک کے بطن سے اولاد بھی تھی - ہشام نے جب راجہ کے تمام ملک پر قبضہ کیا تو وہ لونڈیاں، اور وہ بچہ بھی اُسکے قبضہ مین آیا - اُس نے اُن سب کو عزت و حرمت کے ساتھ منصور کے پاس روانہ کردیا - منصور نے انھین اپنے عامل مدینہ کے پاس بھیج کے حکم دیا کہ ان کو متعلقین اہل بیت و بنی فاطمہ کے سپرد کردو - اور خوب اچھی طرح یقین دلا دو کہ یہ لڑکا ہر طرح قابل قدر ہے اور اُس کے نسب مین کسی قسم کا شک نہین - یہ لڑکا مدینہ کی گلیون مین کھیل کے بڑا ہوا - اِس کا نام محمد بن عبداللہ تھا اور ابن اشتر کے نام سے مشہور ہوا - غرض یہ لڑکا خاندان نبوت کا وہ لعل تھا جو ہندوستان کے پہاڑون سے برآمد ہوا -

ہشام کا زمانہ

ہشام عقائد مین عمر بن حفص کے موافق تھا - اور اِسی وجہ سے شیعیت نے اِس کے زمانہ مین اور ترقی پائی - لیکن اُس عہد کی شیعیت ایسی نہ تھی جیسی کہ اب ہے - اوّل تو جہان تک تواریخ سے پتہ چلتا ہے اُن مین سبیہ فرقہ کے لوگ جو شیخین کو بُرا بھلا کہنا ثواب سمجھتے ہین بہت کم تھے - اور ثانیاً ابھی تک صرف ایک خیال اور رائے کا اختلاف تھا شیعون اور سنیون نے دو متمائز اور متبائن فرقون کی صورت نہین پیدا کی تھی - نہ مساجد جدا جدا تھین - نہ جماعت مین پھوٹ پڑی تھی - جدا جدا کتب فقہ مدوّن نہین ہوتی تھین -

اُس عہد کے شیعہ سنی

یہ کل بحث اختلاف تو اسوقت پیدا ہوا جب ایک طرف سنیون نے اشاعرہ کے اعتقاد کو اپنے لیے منتخب کیا اور دوسری طرف شیعون نے معتزلہ کے عقلی اور فلسفیانہ عقائد اپنے لیے تجویز کیے - جس کے بعد فقہ حدیث اور تمام جزئی سے جزئی مسائل مین دونون نے اپنے لیے جدا جدا کتابین تصنیف کرنا شروع کردین -

ہشام کے کارنامے

ہشام بن عمرو تغلبی نے اگرچہ ہمارے ہندوستانی مذاق کے موافق ایک شرمناک اور ذلیل طریقہ سے حکومت سندھ حاصل کی مگر اِسمین شک نہین کیا جا سکتا کہ وہ بڑا بہادر اور نہایت ہی مدبّر حکمران تھا - اُس نے جیسی اچھی حکومت کی اور جیسی فتحمندیان اور کامیابیان اُس کو نصیب ہوئین ویسی دولت عباسیہ کے زمانہ مین اور کسی کو نہین نصیب ہوئین - ہندوستان مین صرف وہی ہے جس نے اپنی فتوحات کی لہرین کشمیر تک پہونچائین - اور اپنے اولوالعزمی کے پھریرے ہمالیہ کی چوٹیون پر اُڑا دیے -

جب اُسے فتحمندی کا خیال آیا تو اُس نے اپنے ایک بہادر افسر عمرو بن جمل کو تھوڑی

فوج کے ساتھ چھوٹی چھوٹی کشتیوں پر سوار کر کے نارنگی طرف روانہ کیا۔ عمرو بن جمل
اُدھر جا چکا تھا اور خود ہشام منصورہ میں تھا کہ کسی حوصلہ مند شہر نے صلاح اُسے دی کہ "آپ
کی اولوالعزمی اور حوصلہ کے لیے منصورہ کا میدان بہت تنگ ہے آپ کو ملتان میں
چل کے رہنا چاہیے جہاں ہر طرف جہاد کے راستے کھلے ہوئے ہیں" یہ جملہ ایک ہمت
والے شخص پر بہت اثر کر سکتا تھا ہشام کے دل میں چبھ گیا۔ فوراً اُس نے اپنے بھائی بسطام
کو اپنا جانشین بنا کے منصورہ میں چھوڑا اور خود فوج آراستہ کر کے شمال کی طرف روانہ
ہوا۔ اور شمالی و مغربی ہند کے دور و دراز مقامات پر حملہ آور ہوا۔ عہ

فتح کشمیر

اس فتحمندی کی رفتار میں وہ برابر فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتا کشمیر تک پہونچ گیا۔
اُس نے کشمیر کو بھی فتح کر لیا ۵ اور وہاں کی حسن خیز زمین سے بہت سی لونڈیاں اور بہت سے
غلام اپنے قبضہ میں لے گیا۔ ملتان کے لوگ گذشتہ فتوحات کے بعد باغی ہو گئے تھے کشمیر کی طرف
سے پلٹتے وقت وہ ملتان پر حملہ آور ہوا۔ اور فوراً اُسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کشمیر سے واپس آ کے
قندابیل میں پہونچا۔ یہاں کچھ فتنہ پرداز عرب تھے جن کے ہاتھوں والیانِ سندھ کو اکثر پریشانی
اٹھانی پڑی تھی۔ ہشام نے قندابیل میں داخل ہو کے ان فتنہ انگیز مفسدوں کو جلا وطن کر دیا
جب ان خشکی کے حملوں سے جی سیر ہو گیا تو بحری حملوں کا ارادہ کر دیا۔ پہلے تو عمرو

عہ بلاذری ۵ یعقوبی جلد ۲ کشمیر کو فتح کرنے سے یہ مراد نہیں کہ اُس نے سارا ملک فتح کر لیا بلکہ بعض جنوبی
اضلاع جو اُس کے تصرف میں آ گئے مسٹر ایلیٹ نے اس مقام پر نوٹ میں لکھا ہے کہ پنجاب کے شمالی اضلاع کشمیر
میں تھے اور یہی ان مقامات سے مراد ہے۔ اس بیان کی اُس عہد کے چینی مسافر ہیون سانگ کی شہادت پیش کرتے
ہیں۔ گو ہیون سانگ کے زمانہ میں ایسا ہو گا اس عہد میں پنجاب کا کوئی علاقہ کشمیر کے قبضہ میں نہ تھا۔
اس لیے کہ خود چاچ نے اپنے زمانہ میں کشمیر اور پنجاب کی سرحد اُس مقام پر قائم کر دی تھی جہاں
دریائے جہلم نکلتا ہے اور جہاں اس کے پانچ سوتے ہیں جو کوہ تو دورہ کے مل گئے ہیں۔
محمد بن قاسم نے اپنے زمانہ میں جا کے اُسی سرحد کو مضبوط کر دیا تھا۔ کیونکر
قیاس میں آ سکتا ہے کہ اُس کے بعد اتنی جلد جغرافیہ بدل گیا کہ جنید کے عہد میں کشمیر میں
پنجاب کے اضلاع داخل ہو گئے۔ لعہ بلاذری۔ یعقوبی۔ ایلیٹ نے لکھا ہے کہ یہ
لوگ غالباً بنی امیہ کی نسل سے تھے مگر یہ بالکل بے اصل ہے اس لیے کہ ہشام خاندانِ بنی امیہ کا طرفدار تھا۔ اسکے
عہد میں ان لوگوں کو کسی قسم کا عذر سوجھ ہی نہ سکتا تھا۔

بحری حملہ

بن جمل کو روانہ کیا تھا۔ لیکن اب خود جہازون پر سوار ہو کے دریاے سندھ کے بہاؤ پر چلا۔ اور بحیرۂ عرب میں سفر کر کے بلاد قندھار پر حملہ آور ہوا۔ قندھار پر متصرف ہو کے وہان کا ایک بت خانہ بالکل منہدم کرا دیا۔ اور اُس کی جگہ مسجد تعمیر کرائی۔ اور خوب اچھی طرح سے فتحیاب ہو کے مسرور و محظوظ منصورہ مین واپس آیا عہ

ہشام کی کامیابیان

ہشام کا زمانہ مسلمانان سندھ کے لیے بہت مبارک زمانہ تھا۔ تمام شہرون مین امن و امان اور خوش حالی تھی۔ ان باتون کا یہ نتیجہ ہوا کہ آخر مین لوگ اُسکے نام کو موجب برکت خیال کرنے لگے تھے عہ۔ یہان تک کہ شعراے عرب بھی اُس سے نفع اٹھانے کے لیے سندھ مین آ جاتے تھے۔ چنانچہ مشہور شاعر عرب مطیع بن ایاس ارض سندھ مین آ کے اُس سے ملا تھا عہ۔ پھر اس مقبولیت عامہ کے ساتھ اس کے رعب و داب کا یہ حال تھا کہ ہر جگہ اُس کی قوت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ ہر دل مین اس کا رعب جاگزین تھا۔

عہ۔ یعقوبی۔ عہ بلاذری۔ مہدی کے خطوط تبلیغ اسلام پر جو سلاطین ارض کو شرف باسلام ہونے کی دعوت مین اتنے نامون کی فہرست یعقوبی نے درج کی ہے۔ فرمان رواے کابل جو شاہ کہلاتا تھا۔ فرمان رواے طبرستان جو سپہبد کے لقب سے مشہور تھا۔ فرمان رواے شغد جو اخشید کہلاتا تھا۔ فرمان رواے طخارستان جس کا لقب شروین تھا۔ فرمان رواے بامیان جو شیر کے نام سے مشہور تھا۔ فرمان رواے فرغانہ جو ہرفزان کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ فرمان رواے اسروشنہ جو افشین کے لقب سے ملقب تھا۔ فرمان رواے خرلخیہ جو جبغویہ کہلاتا تھا۔ فرمان رواے سیستان جو رتبیل کہلاتا تھا۔ فرمان رواے ترک جو طرخان کے لقب سے مشہور تھا۔ فرمان رواے تبت جو جہور کے لقب سے نامزد تھا۔ فرمان رواے سندھ جو راے کہلاتا تھا۔ فرمان رواے چین جو فغفور کہلاتا تھا۔ فرمان رواے ہند جو مہراج کے لقب سے مشہور تھا۔ فرمان رواے تغزغز جو خاقان کہلاتا تھا۔ اس فہرست کو دیکھ کے یہ اندازہ کر لیا جا سکتا ہے کہ ان مین اکثر وہ فرمان روا تھے جو مطیع الاسلام ہو چکے تھے۔ اُن پر جزیہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ اور اُن کے شاہی حقوق باقی رکھے گئے تھے۔ کابل۔ سیستان۔ طبرستان۔ سندھ وغیرہ کے سلاطین سے ایسے ہی لوگ مراد ہین۔ صرف ایک نام فغفور چین کا ہے جو کسی حد تک شبہہ مین ڈالتا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ حدود چین کا کوئی چھوٹا بادشاہ بھی اس لقب سے مشہور ہو۔ اور مسلمان ہو گیا ہو۔ اور اس سے بھی انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے کہ فغفور چین نے اس وقت زمانہ سازی یا اپنی ایمان قبول کر لیا ہو۔ خصوصاً جبکہ یعقوبی کے ایسے معتبر مورخ کی شہادت موجود ہے۔ عہ اغانی۔ جلد ۱۲۔ صفحہ ۷۸

اور اطراف و جوانب کے لوگ اُسکے خیال سے تھرّا اُٹھتے تھے - اِن تمام خوبیون کا مجموعی نتیجہ یہ تھا کہ اُس کے کل انتظام خوب استقلال و شایستگی سے چل رہے تھے - اور آخر عہد تک بلا تردّد و خرخشہ چلتے رہے[عه] -

کرمان بھی والی سندھ کے زیر حکم

ہشام کی یہ کارگزاریان دیکھ کے منصور اِسقدر خوش ہوا کہ آخر اُسنے حکومت کرمان بھی اُسی کے ہاتھ مین دیدی - ۱۵۶ ہجری مین وہ ممالک ہند و سندھ اور سرزمین کرمان کے سیاہ و سپید کا مختار کل تھا[عه] اور چونکہ اِن سب ممالک کی حدین ملی ہوئی ہین لہذا اُس نے سب کا انتظام اِس خوبی و شایستگی سے کیا کہ منصور کو اپنے انتخاب کی عمدگی پر خود ہی حیرت کرنا پڑتی ہوگی -

ہشام حاضر دار الخلافہ

جب اِن سب کامون سے فراغت ہو چکی تو وطن کی محبت نے اُسے اپنی طرف کھینچا - اُس نے خلیفہ منصور کی خدمت مین پیشکش کرنے کے لیے یہان ایسے عمدہ عمدہ تحف و ہدایا فراہم کیے کہ اُس سے پیشتر کبھی کسی عرب نے ہندوستان سے نہین لے گئے تھے اور اُن سب کو اپنے ہمراہ لے کے ارض عراق کی طرف روانہ ہوا[سه] - بغداد مین پہنچ کے اُسنے نہایت سرخروئی سے خلیفہ منصور کے سامنے سر جھکایا - منصور نے انعام و اکرام کے ذریعہ سے اُسے اسکی کامیابی پر مبارکباد دی - اُسوقت سے ہشام بغداد ہی مین رہا - مگر افسوس کہ وطن کی دلچسپیون سے جی بھر کے لطف نہ اٹھا سکنے پایا تھا کہ پیام موت آگیا - اور آخر ۱۵۷ھ مین ورود بغداد کے چند ہی روز بعد اُس نے داعی اجل کو لبیک کہی - اور آغوش لحد کے سپرد کیا گیا[للعه] -

معبد والی سندھ

ہشام کے بعد منصور نے حکومت سندھ پر معبد بن خلیل تمیمی کو بھیجا - جس کی نسبت کہا جاتا ہے - کہ اُسنے نہایت نیکنامی سے حکومت کی[سه] یہان تک کہ ۱۵۸ھ مین زمانہ نے پہلو بدلا - خلیفہ منصور جا کے زیر خاک مقیم ہوا - اور خلیفہ مہدی کے گلے مین خلافت کا ہار ڈالا گیا[سه] -

مہدی کی خلافت ۱۵۸ھ سے ۱۶۹ھ تک

خلیفہ مہدی نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی عمر بن عبد العزیز کی طرح تمام شاہان ارض کے نام خطوط لکھے جن کے ذریعہ سے اُنھین دین اسلام کی طرف مدعو

عه بلاذری - عه ابن اثیر - سه یعقوبی - للعه ابن اثیر و یعقوبی -
سه یعقوبی - سه ابن اثیر - معه بلاذری -

کیا تھا۔ بہت سے بادشاہوں نے اُسکے فرمانوں کے آگے فوراً سر جھکا دیا۔ چنانچہ جن سلاطین نے مہدی کی صلاح مان لی منجملہ اُن کے ایک تو اضلاع سندھ کا راجہ تھا جو راسل کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور ہندوستان میں ایک اور بڑا راجہ تھا جس کا نام مہراج بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اُس قدیم پورس ہندی کی دولت کا وارث تھا جس نے سکندر رومی کے سامنے صف آرائی کی تھی۔[ع] معبد بن خلیل کے زمانہ میں جاٹ لوگوں نے شورش و فساد کا بازار گرم کر دیا تھا۔[عه]

روح بن حاتم والی سندھ

مہدی کی خلافت کے دوسرے ہی سال یعنی ۱۵۹ھ میں والی سندھ معبد بن خلیل نے جام فنا پیا تو مہدی نے اُسکی جگہ اپنے وزیر ابو عبداللہ کے اشارے سے روح بن حاتم کو والی سندھ مقرر کیا۔[ف] روح پہونچا اور ابھی طرح انتظامات ملکی اپنے ہاتھ میں بھی نہ لینے پایا تھا کہ جاٹوں نے جو مغربی بلاد سندھ و ہند میں کثرت آباد تھے ہر طرف سے سر اُٹھایا۔ اُن میں کچھ ایسا جوش و خروش پیدا ہو گیا کہ روح سے کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑی۔ آخر مہدی نے سال نہ تمام ہونے پایا تھا کہ روح کو معزول کیا اور حکومت سندھ بسطام بن عمرو کے ہاتھ میں دی۔[ص]

بسطام والی سندھ

بسطام بن عمرو ہشام بن عمرو کا بھائی ہے جو منصور کے زمانہ میں بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے سندھ پر حکومت کر چکا تھا۔ اُسکے زمانہ میں ایک مدت تک منصور کی حکومت نیابۃً اُس کے ہاتھ میں رہ چکی تھی۔ اور ہشام کے بغداد واپس جانے کے بعد بھی چند روز یہی حکمران رہ چکا تھا جس کی وجہ سے امید کی جا سکتی تھی کہ اپنے گزشتہ تجربات کی مدد سے بہت اچھی حکومت کر سکے گا۔ مگر مہدی کی تغیر پسند طبیعت نے جلدی کی اور ۱۶۰ھ کے ابتدائی زمانہ میں اُسے معزول کرکے

روح دوبارہ حاکم سندھ

عنان حکومت پھر روح کے ہاتھ میں دی جو اگرچہ بسطام سے پہلے چند ہی روز میں ناقابلیت ثابت کر کے اس عہدہ پر سے ہٹایا گیا تھا۔[سه]

دوسرے سال روح کی تقدیر نے پھر وہی رنگ ناکامی دکھایا اور ۱۶۱ھ

ع یعقوبی۔ عه ابن اثیر لیکن یعقوبی لکھتا ہے کہ معبد بن خلیل مرا نہیں بلکہ مہدی نے اُسے معزول کرکے روح بن حاتم کو مقرر کیا۔ سه یعقوبی۔ لله یعقوبی۔ حه ابن اثیر و ابن خلدون۔ سه ابن اثیر۔

عبدالملک حاکم سندھ

میں اُس کی جگہ نصر بن محمد بن اشعث خزاعی مقرر کیا گیا[عـ۵] ۔ نصر ابھی والی مقرر ہو کے گیا ہی تھا کہ اُسی سال مہدی نے معاملات سندھ کا مسئلہ محمد بن سلیمان بن علی ہاشمی کے ہاتھ میں دے دیا جنہوں نے نصر کو فوراً معزول کیا اور عبدالملک بن شہاب مسمعی کو مامور کر کے روانہ کیا[عـ۵] جو ابھی سال پیوستہ خود مہدی کے حکم سے ہندوستان میں جہاد کر کے اور طوفان میں مبتلا ہو کے واپس آیا تھا ۔ اور جسے اپنی گزشتہ مصیبتوں کے بعد ہنوز اچھی طرح ستانے اور دم لینے کا بھی موقع نہ ملا تھا ۔

اُسکا ناکام بحری جہاز

ابن شہاب کی مصائب کا قصہ یہ ہے کہ سنہ ۱۶۰ھ میں مہدی نے اُسے ایک بحری فوج پر سردار مقرر کیا ۔ اُسے مامور کیا اور ربیع بن صبیح کو اُس کا قوت بازو بنا کے ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ والیِ سندھ سے علیحدہ خاص طور پر جا کے سواحل ہند پر جہاد کرے ابن شہاب اور اُس کے ہمراہی جہازوں پر سوار ہو کے سواحل ہند پر لنگر انداز ہوئے اور جاتے ہی شہر باربد پر حملہ کیا ۔ اہل شہر نے پہلے تو مقابلہ کیا مگر جب عربی تلواروں نے اُن کا حوصلہ پست کر دیا تو عاجز ہو کے دیوتاؤں کی مدد کے آسرے پر بتخانہ میں جا کے پناہ گزین ہوئے ۔ عبدالملک کے بہادر لشکریوں نے شہر میں گھس کے بتخانہ میں آگ لگا دی ۔ جس کا یہ افسوسناک نتیجہ ہوا کہ کچھ اہل شہر تو معبد ہی میں جل کے خاک ہو گئے اور جو نکل کے بھاگے وہ شکار تیغ عرب ہوئے

اس حملہ میں عبدالملک بن شہاب کی لاپروائی اور بے توجہی کا یہ نہایت ہی افسوسناک نتیجہ ہوا جو مسلمان فاتحوں کے دامن پر بڑے بھاری ظلم کا دھبہ لگاتا ہے جو خود مذہب اسلام کی رو سے سخت ممنوع ہے اور نہایت ہی قابل نفرت ہے ۔ خود حضرت پیغمبر صادق روحی فداہ فرماتے ہیں "لا تعذبوا بالنار" "کسی کو آگ کی تکلیف میں مبتلا کرو" ۔ چنانچہ اُسی بنا پر اسلام میں یہ ہمیشہ معیوب رہا کہ کوئی کسی کو جلانے کی سزا دے ۔ اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں نے اپنی حملہ آوری اور جہاد کے زمانہ میں دیگر مہذب و غیر مہذب دونوں قسم کے فاتحوں کی طرح کسی شہر میں کبھی آگ نہیں لگائی ۔ اور اگر کبھی اتفاقاً ایسا ہو گیا ہو تو وہ ابن شہاب کے واقعہ کی طرح مستثنیات میں اور مذہباً قابل تنفر ہے ۔

عـ۵ ابن اثیر ۔ عـ۵ یعقوبی مـ۵ ابن اثیر

کیا تھا - بہت سے بادشاہوں نے اُسکے فرمانوں کے آگے فوراً سر جھکا دیا - چنانچہ جن سلاطین نے مہدی کی صلاح مان لی منجملہ اُن کے ایک تو اضلاع سندھ کا راجہ تھا جو راسے کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا اور ہندوستان میں ایک اور بڑا راجہ تھا جس کا نام مہاراج بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اُس قدیم پورس ہندی کی دولت کا وارث تھا جس نے سکندر رومی کے سامنے صف آرائی کی تھی ع - معبد بن خلیل کے زمانہ میں جاٹ لوگوں نے شورش و فساد کا بازار گرم کر دیا تھا ع -

روح بن حاتم والی سندھ

مہدی کی خلافت کے دوسرے ہی سال یعنی ۱۵۹ھ میں والی سندھ معبد بن خلیل نے انتقال کیا تو مہدی نے اُسکی جگہ اپنے وزیر ابو عبد اللہ کے اشارے سے روح بن حاتم کو والی سندھ مقرر کیا ع - روح پہونچا اور اچھی طرح انتظامات ملکی اپنے ہاتھ میں بھی نہ لینے پایا تھا کہ جاٹوں نے جو مغربی بلاد سندھ و ہند میں کثرت سے آباد تھے ہر طرف سر اُٹھایا - اُن میں کچھ ایسا جوش و خروش پیدا ہو گیا کہ روح سے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑی - آخر مہدی نے سال نہ تمام ہونے پایا تھا کہ روح کو معزول کیا اور حکومت سندھ بسطام بن عمر کے ہاتھ میں دی -

بسطام والی سندھ

بسطام بن عمرو ہشام بن عمرو کا بھائی ہے جو منصور کے زمانہ میں بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے سندھ پر حکومت کر چکا تھا - اُسکے زمانہ میں ایک مدت تک منصورہ کی حکومت گویا اُسی کے ہاتھ میں رہ گئی تھی - اور ہشام کے بغداد واپس جانے کے بعد بھی چند روز یہی حکمران رہ چکا تھا جسکی وجہ سے امید کی جا سکتی تھی کہ اپنے گزشتہ تجربات کی مدد سے بخوبی حکومت کر سکے گا مگر مہدی کی تغیر پسند طبیعت نے جلدی کی اور ۱۶۰ھ کے ابتدائی زمانہ میں اُسے معزول کر کے

روح دوبارہ حاکم سندھ

پھر ان حکومت پھر روح کے ہاتھ میں دی جو ابھی بسطام سے پہلے چند ہی روز میں ناقابل ثابت ہو کے اس عہدہ پر سے ہٹایا گیا تھا -

دوسرے سال روح کی تقدیر نے پھر وہی رنگ ناکامی دکھایا اور ۱۶۱ھ

ع یعقوبی - ع ابن اثیر مگر یعقوبی لکھتا ہے کہ معبد بن خلیل مرا نہیں بلکہ مہدی نے اُسے معزول کر کے روح بن حاتم کو مقرر کیا - ع یعقوبی - ع یعقوبی - ع ابن اثیر و ابن خلدون - ع ابن اثیر -

مین اُس کی جگہ نصر بن محمد بن اشعث خزاعی مقرر کیا گیا[۵] - نصر ابھی والی مقرر ہو کے گیا ہی تھا کہ اُسی سال مہدی نے معاملات سندھ کا مسئلہ محمد بن سلیمان بن علی ہاشمی کے ہاتھ مین دے دیا[۵] جنہون نے نصر کو فوراً معزول کیا اور عبدالملک بن شہاب مسمعی کو مامور کر کے روانہ کیا جو ابھی سال پیوستہ خود مہدی کے حکم سے ہندوستان مین جہاد کر کے اور طوفان مین مبتلا ہو کے واپس آیا تھا - اور جیسا اپنی گزشتہ مصیبتون کے بعد ہنوز اُسے اچھی طرح ستانے اور دم لینے کا بھی موقع نہ ملا تھا -

عبدالملک حاکم سندھ

اُسکا تعاقب بحری جہاز

ابن شہاب کی مصائب کا قصہ یہ ہے کہ ۱۶۰ھ[۵] مین مہدی نے اُسے ایک بحری فوج پر سپہ سالار مقرر کیا - اور مامور کیا اور ربیع بن صبیح کو اُس کا قوت بازو بنا کے ہمراہ کیا اور حکم دیا کہ والی سندھ سے علیحدہ خاص طور پر جا کے سواحل ہند پر جہاد کرے - ابن شہاب اور اُس کے ہمراہی جہازون پر سوار ہو کے سواحل ہند پر لنگر انداز ہوئے اور جاتے ہی شہر باربد پر حملہ کیا - اہل شہر نے پہلے تو مقابلہ کیا مگر جب عربی تلوارون نے اُن کا حوصلہ پست کر دیا تو عاجز ہو کے دیوتاؤن کی مدد کے آسرے پر بتخانہ مین جا کے پناہ گزین ہوئے - عبدالملک کے جاہل لشکریون نے شہر مین گھس کے بتخانہ مین آگ لگا دی - جس کا یہ افسوس ناک نتیجہ ہوا کہ کچھ اہل شہر تو مندر ہی مین جل کے خاک ہو گئے اور جو نکل کے بھاگے وہ کشتۂ تیغ عرب ہوئے

اس حملہ مین عبدالملک بن شہاب کی لاپروائی اور بے توجہی کا یہ نہایت ہی افسوسناک نتیجہ ہوا جو مسلمان فاتحون کے دامن پر بڑے بھاری ظلم کا دھبّہ لگاتا ہے جو خود مذہب اسلام کی رو سے سخت ممنوع ہے اور نہایت ہی قابل نفرت ہے - خود حضرت پیغمبر صادق روحی فداہ فرماتے ہین "لا تعذبوا بالنار" کسی کو آگ کی تکلیف مین مبتلا کرو - چنانچہ اُسی بنا پر اسلام مین یہ ہمیشہ معیوب رہا کہ کوئی کسی کو جلانے کی سزا دے - اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانون نے اپنی حملہ آوری اور جہاد کے زمانہ مین دیگر مہذب وغیر مہذب دونون قسم کے فاتحون کی طرح کسی شہر مین کبھی آگ نہین لگائی - اور اگر کبھی اتفاقاً ایسا ہو گیا ہو تو وہ ابن شہاب کے واقعہ کی طرح مستثنیات مین اور نہایت قابل نفرین ہے -

۵ ابن اثیر - ۵ یعقوبی ۵ ابن اثیر

مسلمانون کی تباہی

کہا جاتا ہے کہ اِس لڑائی مین مسلمانون کی بہت کم جانین تلف ہوئین - فقط بیس پچیس آدمیون کی قربانی سے شہر فتح ہو گیا - لیکن ناجائز ظلم کا بدلا خدا نے ان مسلمانون سے لے ہی لیا - اور فتحمندی کے وقت مقتولین کی جو کمی تھی وہ ایک دوسری طرح پوری ہوئی - بہت کم ایسے مسلمان تھے جو جان بر ہو سکے ہون - جب شہر باربد فتح ہو چکا تو مجاہدین موافقت آب و ہوا کے منتظر ہوئے کہ سمندر کا تلاطم اور ہوا کا طوفان کم ہو لے تو واپسی کا ارادہ کرین - یکایک ایک وبا پیدا ہوئی جس مین مسلمانون کی تقریباً ایک ہزار جانین ضائع ہوئین - انھین شہدا سے وبا مین ربیع بھی تھا جس کو ابن شہاب حسب الحکم خلیفہ اپنا قوت بازو سمجھتا رہا تھا -

اس وبا سے مسلمان اسقدر بے حواس ہوئے کہ گھبرا کے بلا لحاظ موسم جہازون پر سوار ہوئے اور لنگر اُٹھا دیا - کچھ دور تک تو ہوا نے مساعدت کی مگر آخر طوفان آہی گیا - ایک آفت نصیب رات کو ساحل حمران تک پہونچے تھے کہ ہوا کے جھونکے قزاقے بھرنے لگے - اور جہاز آشفتہ مزاج موجون کے ہاتھ کا کھلونا بن گئے آپس مین ٹکرانے لگے - قریباً اکثر جہاز ڈوب گئے - اور شاید کوئی ایسا ہی خوش نصیب ہوگا جو اپنی جان موت کے ہاتھ سے بچا لیگیا ہو - اور یہ خوش نصیبی یقیناً سالار فوج ابن شہاب مسمعی کی قسمت مین تھی جو تیسرے سال ۱۶۱ھ مین مستقل طور پر والی سندھ مقرر ہو کے عازم سندھ ہوا۔ع۵

مہدی کی بے استقلالی

خلیفہ مہدی سے زیادہ غیر مستقل مزاج اور تغیر پسند بادشاہ شاید دنیا مین کم ہوا ہوگا - اور کسی ملک کے انتظامات مین شاید اُس نے استقلال سے کام لیا ہو مگر ہندوستان کی حکومت سے جو اُس کا برتاؤ رہا وہ تو یہی تھا - اب اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اپنی گیارہ برس کی سلطنت مین اُس نے سندھ مین بارہ والی مقرر کیے اور اس بے اعتباری سے کہ بعض سرزمین ہند مین پہونچے مگر ہنوز وہان کے انتظامات کو ہاتھ مین لے کے سمجھنے بھی نہ پائے تھے کہ برطرف کیے گئے - اور بعض کو تو راستہ ہی مین پروانۂ موقوفی مل گیا اور قبل اس کے کہ سواد ہند کی صورت بھی دیکھنا نصیب ہو آدھی دور جا کے واپس آئے -

ع۵ ابن اثیر و ابن خلدون -

عبدالملک بن شہاب سمعی جب ۱۶۱ھ مین والی سندھ مقرر کیا گیا ہے تو اُس نے اپنے ورود سندھ کے سترھوین روز پروانۂ معزولی پایا۔ مہدی نے محمد بن علی ہاشمی کے ہاتھ سے حکومت ہند کا انتظام نکال لیا اور ابن شہاب کی جگہ نصر بن محمد بن اشعث کو دوبارہ مقرر کیا۔ نصر سب سے زیادہ بدقسمت تھا۔ ہنوز راستہ ہی مین تھا اور ارض سندھ مین قدم نہ رکھنے پایا تھا کہ موقوفی کا حکم ملا اور آدھی ہی دور سے پلٹ آیا۔

نصر دوبارہ والی سندھ

اب مہدی نے زمانہ بھر سے بدگمان ہو کے حکومت سندھ خاص اپنے خاندان والون کو دی۔ اور زبیر بن عباس کو جو تمام بن عباس کی نسل سے تھے والی سندھ مقرر کیا۔ لیکن بآسانی سمجھ لیا جا سکتا ہے کہ شاہی خاندان والونکی نازک طبعی اور آرام پسندی بھلا اتنے بڑے سفر دور دراز اور ایسی تکلیف مالایطاق کو کیونکر گوارا کر سکتی تھی؟ انھون نے بغداد ہی سے بیٹھے بیٹھے حکومت کرنا چاہا۔ خود تو گھر مین رہے اور وہان سے احکام جاری کرنا شروع کر دیے جو مدتون مین پہونچتے تھے اور بے انتظامی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

زبیر بن عباس حاکم سندھ

آخر مہدی کو یہ معلوم ہوا اور اسکی تغیر پسند طبیعت کسی طرح گوارا نہ کر سکی کہ ایک وسیع دور دراز ملک یہ نوبت لاپروائی سے حکومت کی جائے۔ تب اسنے زبیر بن عباس کو بھی معزول کیا اور مصبح بن عمرو تغلبی کو جو ہشام بن عمرو کا تیسرا بھائی تھا والی سندھ مقرر کیا۔ مصبح نے سندھ مین پہونچ کے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی۔ لیکن اس کے زمانہ مین ایسی بدامنی رہی کہ متوطن سندھ عرب مین باہمی تعصب نزار اور یمانیہ کا جھگڑا پیدا ہو گیا اور یہ پہلا وقت ہے جبکہ اس منحوس تعصب نے اُس سرزمین مین فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی۔ مصبح کے بنائے کچھ نہ بنی اور یہ فساد یہان تک بڑھا کہ مہدی تک اس کی شکایت پہونچ گئی۔ بعض مستند مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین یا اسکے چند روز بعد عمرو بن ہشام تغلبی کے بیٹے عبداللہ بن ہشام کے ہاتھ مین بھی حکومت سندھ کی باگ دی گئی جو بڑا فیاض اور سخی مشہور تھا۔

مصبح حاکم سندھ

نزاری و یمانی کا تعصب

ـــــــ

یعقوبی و ابن اثیر۔ یعقوبی۔ یعقوبی۔

اور ابوالنصر مشہور شاعر عرب نے اُسکی شان مین بعض اشعار کہے تھے [عہ] - جنکی بہت شہرت ہوئی -

لیث حاکم سندھ

خیراب مہدی نے مصبّح کو بھی معزول کیا اور اپنے غلام لیث بن طریف [عہ] کو حاکم مقرر کرکے روانہ کر دیا - یہ دو بھائی تھے - لیث بن طریف اور لیث بن [illegible] اصل مین یہ مولّٰین کوفہ مین سے تھے - اور کسی متوطن کوفہ شریف عرب کے غلام تھے - علی بن سلیمان نے اِن دونون کو اُس شخص سے مول لے کے خلیفہ ابو جعفر منصور کی نذر کر دیا تھا - منصور نے یہ دونون غلام مہدی کو دے ڈالے - مہدی نے اِن کو آزاد کر دیا - اور اپنے زمانے مین اُنھین بڑھایا - چنانچہ لیلی بن طریف ترقی کرکے اہواز کا حاکم مقرر ہو گیا - اور لیث کی قسمت مین سندھ کی حکومت لکھی تھی - جو سند حکومت لے کے یہان پہونچا [عہ] - یہان آکے منصورہ مین قیام کیا اور صرف مہینہ ہی بھر اطمینان سے بیٹھنے پایا تھا کہ یکایک جاٹون نے شور و ہنگامہ برپا کر دیا - ہر طرف اس فتنہ انگیز گروہ کا زور ہو گیا - اور سلطنت کی طرف سے ہزار کوشش کی گئی مگر اُس بدنصیب شامت زدہ قوم نے کسی طرح صلاحیت سے کام نہ لیا - جب کوئی علاج کارگر نہ ہوا تو لیث نے غصہ مین آکے تلوار بلند کر دی - جس سے [illegible] جاٹون کا نام تک مٹا دیا - اکثر لقمۂ شمشیر اجل ہوئے - اور جو بچے بھاگ بھاگ کے دیگر بلاد مین پناہ گزین ہو گئے [عہ]

اس مین شک نہین کہ لیث بڑا ہی خوش نصیب شخص تھا جسے مہدی کے زمانہ مین آخر تک حکومت سندھ پر متصرف رہنے کا موقع مل گیا - اور ۱۶۵ھ ہجری مین جبکہ جاٹون کا ہنگامہ زور و شور پر تھا اور لیث ہر قسم کی تدبیر کرکے تھک گیا تھا - اور اس فساد کو بالتسلسل دو ایک سال کا امتداد بھی ہو چکا تھا مہدی نے سفر حج کا ارادہ کیا - راستہ مین معلوم ہوا کہ آگے کی ریگستانی منازل مین بالکل پانی

عہ اغانی جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۱ - عہ اغانی جلد ۲ صفحہ ۴۷ - عہ یعقوبی سے معلوم ہوتا ہے کہ نصر بن محمد بن اشعث پھر مقرر ہو کے آیا تھا - اس لیے کہ ابن اثیر اور ابن خلدون دونون بالاتفاق کہتے ہین کہ ۱۶۳ھ مین وہ والی سندھ تھا - کیا عجب کہ لیث بن طریف سے پہلے چند روز وہ اس عہدہ پر رہا ہو

ایھمین دستیاب ہوسکتا - اِس خیال سے وہ ایک منزل پر ٹھہر گیا - وہین فرو کش تھا کہ خبر آئی سندھ مین بازار فتنہ و فساد گرم ہے - اور جاٹون نے ہر طرف ہنگامہ مچا رکھا ہے - مہدی نے یہ سُن کے وہین بیٹھے بیٹھے فوج کا انتظام کیا - اور ایک جرار فوج مرتب کرکے بصرہ روانہ کی جہان سے جہازون پر سوار ہوکے وہ سندھ گئی[۵] اور اسی فوج کی مدد سے پیشتر جاٹون پر فوجی قانون جاری کر دیا جس مین آج تک تحقیقات سے بہت کم کام لیا جاتا ہے -

مہدی یہ فوج روانہ کرکے بغداد کو واپس آیا - اِس لیے کہ پانی کی کمی نے اُسے سفر کے ریگستانون مین قدم رکھنے سے بالکل روک دیا - بغداد پہونچ کے چار برس تک اُس نے بڑی صلاحیت سے کام لیا کہ سندھ کو خوش قسمتی سے کسی نئے والی کی ضرورت نہ دیکھنا پڑی - آخر یہان کی حکومت بسطام ہی کے ہاتھ مین تھی کہ ۱۶۹ سنہ مین مہدی نے سفر آخرت کیا اور تاج خلافت اُس کے بیٹے ہادی کے سر پہ رکھا گیا -

موسی ہادی کی خلافت ۱۶۹ سنہ سے ۱۷۰ سنہ تک

ہادی کو حکمرانی کی بہت کم مہلت ملی - سریر آرائی کے ایک ہی برس بعد عین عنفوان شباب مین اُس نے جام فنا پیا - اور اِس زمانہ مین سندھ کا شاید خیال بھی کبھی اُس کے دل مین نہ گزرا ہوگا جہان بسطام نہایت بے کھٹکے حکومت کرتا رہا -

چوتھا باب

ہارون رشید سے مامون کے آخر عہد تک

ہارون الرشید کی خلافت ۱۷۰ سنہ سے ۱۹۳ سنہ تک

۱۷۰ سنہ مین جب کہ موسی ہادی نے داعی اجل کو لبیک کہی سریر خلافت نے ہارون کے مبارک قدم سے رونق و شوکت پائی جو ہارون الرشید اعظم کے لقب سے ملقب ہوا اور جس نے ایسی خوبی و شائستگی سے حکومت کی کہ اُس کا زمانہ بڑی قدر اور عزت کی نگاہون سے دیکھا گیا - اور ہمیشہ دیکھا جائے گا - ہارون نے تاج خلافت سر پر رکھتے ہی جب انتظام عالم کی طرف توجہ کی تو پہلے بسطام کو حکومت سندھ سے معزول کیا - اور

سالم یونسی والی علاقہ

اسماعیل بن علی کے غلام سالم یونسی کو والی سندھ مقرر کرکے روانہ کیا - سالم کی زمانۂ حکومت کا حال بہت کم معلوم ہو سکا مگر ہان مورخین اتنا اعتراف کرتے ہین کہ اُس نے

---

۵ یعقوبی - ۵ ابن اثیر -

بڑی شائستگی سے حکومت کی اور سرزمین ہند پر قدم رکھ کے اچھی اچھی کارگزاریاں دکھائیں عـــه

اسحٰق ہاشمی والی سندھ و مکران

سالم اپنے تقرر کے چوتھے سال معزول کیا گیا اور رشید نے اُس کی جگہ سنہ میں اسحٰق بن سلیمان ہاشمی کو والی سندھ مقرر کیا اور مکران بھی اُسی کے تصرف میں دیا عـــه - اسحٰق نے سندھ میں داخل ہو کے چند ہی روز زمام حکومت اپنے ہاتھ میں رکھی تھی کہ مرض موت آپہنچا اور دولت دنیاوی کو رخصت کرنے کا تقاضا کرنے لگا - اسحٰق کی نسبت کہا جاتا ہے کہ نہایت ہی دیندار اور پارسا زاہد تھا - آخر اُس نے اپنے بیٹے یوسف

ولایت یوسف بن اسحٰق

کو اپنا جانشین مقرر کیا اور عالم آخرت کے کوچ کی تیاریاں کر دیں عـــه - یوسف ابن اسحٰق باپ کے انتقال کے بعد چند روز تک سرزمین سندھ پر حکومت کرتا رہا - لیکن اُس کے طرز انتظام کو رشید نے پسند نہ کیا جس کی بنا پر وہ معزول کیا گیا -

طیفور حاکم سندھ

یوسف کو معزول کر کے رشید نے طیفور بن عبداللہ بن منصور حمیری کے ہاتھ میں سندھ کی حکومت دی - طیفور کے انتظام میں یہ نقص پیدا ہوا کہ متوطن ہند عربوں میں اپنے قومی تعصب کی آگ یکایک مشتعل ہو گئی - یہ یمانیہ اور نزاریہ قبائل عرب کا باہمی تعصب تھا - عربوں میں یہ ایک ایسا عالمگیر تعصب اور جھگڑا پیدا ہوا تھا جس

یمانی اور نزاری کا تعصب

کی آگ دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستان سے لے کے اسپین تک جہاں جہاں عربی گروہ آباد تھے ہر گاؤں اور قریہ میں پھیل گئی - چنانچہ طیفور کے عہد ولایت میں یہ تعصب ہندوستان میں زور پکڑ گیا - اور نزاری و یمانی قبائل بغیر اس کے کہ خلافت کے احکام کا پاس و لحاظ کریں علانیہ لڑنے لگے عـــه - یہ ایک عجیب و غریب تعصب تھا جس کی بنیاد حسب بیان علمائے مورخین کے یہ تھی کہ عرب کے تمام قبائل دو قسم کے تھے - ایک تو وہ لوگ جو قحطان کی نسل میں تھے اور غیر معلوم زمانہ سے بلاد یمن میں آباد تھے - عرب انھیں لوگوں سے آباد تھا کہ جناب اسمٰعیل مکہ میں سکونت پذیر ہوئے - اسمٰعیل نے بھی قحطانیوں کی نسل میں شادی کی اور انھیں کی بیٹی سے اولاد چھوڑی - چند روز میں نسل اسمٰعیل اسقدر پھیلی کہ تمام لوگ انھیں کی نسل کے تھے - صرف یمن میں تو البتہ نسل قحطان باقی تھی جن میں زیادہ اور غالب گروہ حمیر کا تھا - اور چند دیگر قبائل بھی تھے جو قحطان کی اولاد میں تھے اور یمانی کہلاتے

عـــه یعقوبی - عـــه ابن اثیر - عـــه ابن خلدون و یعقوبی - عـــه یعقوبی -

تھے - باقی تمام عرب مین جتنے قبائل تھے سب جناب اسمٰعیل کی اولاد مین تھے ان مین زیادہ اور غالب گروہ اُن لوگون کا تھا جو جناب اسمٰعیل کی نسل مین سے نزار کے خاندان مین تھے - نزار سلسلۂ نسب مین آنحضرت صلعم کے اجداد مین ہین پس یہی دونون قبائل یمانی (قحطانی) اور نزاری (اسمٰعیلی) آپس مین لڑتے تھے - اس تعصب کی بنا مسعودی کے بیان کے مطابق یہ ہوئی کہ مشہور شاعر عرب اور مداح اہل بیت کمیت ابن زید اسدی نے جو نزاری الاصل تھا بنی ہاشم کی تعریف مین چند قصائد کہے تھے کہ شعرگوئی مین اُس کی پہلی مشق تھی احتیاطاً اُس زمانہ کے نامی گرامی شاعر فرزدق کے پاس آیا اور کہا "اے ابو فراس (یہ فرزدق کی کنیت ہے) مین تمھاری ہی قوم کا لڑکا ہون"

فرزدق - "کس خاندان سے ہو؟" کمیت نے اپنے خاندان اور نسب کا پورا پتہ دیا - فرزدق "خیر - اپنا مطلب کہو" - کمیت "چونکہ مین آپ کو بزرگ قوم خیال کرتا ہون لہذا امیدوار ہوا کہ میری زبان پر دم کر دیجیے شاید آپ کی برکت سے مین اچھے شعر کہنے لگون - اس کے علاوہ میری آرزو ہے کہ اپنے کلام کو آپ کے سامنے پیش کرون اُن مین سے جو آپ کو پسند ہو اُس کی نسبت اجازت دیجیے کہ عام طور پر مشہور کرون اور جو نہ پسند ہو اُس کو بھی بتا دیجیے تاکہ کسی کے سامنے نہ ظاہر کرون - اور آپ سے امید ہے کہ میرے عیب کو کسی پر نہ ظاہر فرمائین گے"

فرزدق "میان صاحبزادے سنو - یہ بات ذہن نشین رہے کہ جتنی تمھاری عقل ہوگی اُسی کے مطابق شعر ہوگا - کچھ سلیقہ ہوتا تو بہتر ہوتا - تاہم مین سننے کو موجود ہون جو کچھ کہا ہو سناؤ"

کمیت "طربتُ وما شوقاً الی البیض اطربُ ولا لعباً منّی وذو الشیب یلعب"

(مین مسرور ہوا لیکن نہ بیبیون کے شوق مین بہتا اور نہ دلچسپی اور کھیل کے لیے - بوڑھون کو اس سے کیا غرض -)

فرزدق "اچھا تو خوش ہو لیے آگے چلو"

کمیت "ولم یلہنی دارٌ ولا رسم منزل ولم یتطربنی بنانٌ مخضّب"

مجھے تو نہ کسی مکان نے اپنی دلفریبی مین مبتلا کیا اور نہ کسی مکان کے نشانات نے

اور نہ معندی کی انگلیون نے مجھے فریفتہ کیا)

فرزدق "پھر کون چیز مسرور کرتی ہے ؟"

"وما انا ممن یزجر الطیر ہمہ　　اصاح غراب ام تعرض ثعلب"

(اور نہ مین اُن لوگون مین ہون کہ بدشگونی جن کے ارادے کو فسخ کر دیتی ہے۔ ہم اس سے کہ کوا اپنی منحوس ہانک لگائے یا لومڑی راستہ کاٹ جائے)

فرزدق "تو کم بخت آخر تو کس قسم کا آدمی ہے ؟ اور کس دین مین ہے ؟"

کمیت "وما السانحات البارحات عشیۃ　　امر سلیم القرن ام مر اعضب

(اور نہ وہ سانحہ جو کل رات کو گذر گئے میرے ارادے کو روک سکے۔ اور خبر بھی نہ ہوئی کہ سہولت سے گذر گئے یا سختی سے)

فرزدق "واہ ! بھئی یہ خوب کہا ہے"

کمیت "ولکن الی اہل الفضائل والنہی　　وخیر بنی حوا والخیر یطلب"

(ولیکن صاحبان فضل و دانش کی یاد مین مسرور ہوتا ہون جو حوا کے سارے بچون سے اچھے ہین۔ اور انسان انھیون ہی کا طالب ہوتا ہے۔)

فرزدق "ارے تو کم بخت وہ کون ہین ؟"

کمیت "الی النفر البیض الذین بحبہم　　الی اللہ فیما نابنی اتقرب"

(ان حسین اشخاص کی یاد مین جن کی محبت کے سبب اپنے مصائب مین مین خدا کی طرف رجوع کرتا ہون)۔

فرزدق "خدا کے لیے مجھے الجھن سے نکال۔ آخر وہ ہین کون لوگ ؟"

کمیت "بنی ہاشم رہط النبی فاننی　　بہم ولہم ارضی مرارا واغضب"

(بنی ہاشم خاندان نبوت کے لوگ جن سے مین اکثر راضی ہوتا ہون۔ اور جن کے لیے مین بارہا لوگون سے ناخوش ہو جاتا ہون۔)

فرزدق "سبحان اللہ ! صاحبزادے خوب کہا ہے۔ ان کو تم آستینون اور اوباشون (بنی امیہ) سے الگ ہو گئے تو تمہارا نشانہ کبھی نہ خطا کرے گا۔ اور تمہاری بات کبھی نہ جھوٹی ہوگی"

کمیت "تو اب آپ اس مین کیا حکم فرماتے ہین ؟"

فرزدق نے میاں تم اپنی نظم کو شوق سے شائع کرو اور کسی کی پروانہ کرو۔ واللہ تم گذشتہ اور آیندہ سب شعرا سے اچھے ہو"

اس طرح فرزدق کی زبان سے الفاظ اطمینان سُن کے کمیت امام باقر ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اجازت باریابی حاصل کر کے سامنے گیا اور اپنے قصائد مدح اہل بیت سُنانے لگا۔ جب اِس شعر پر پہونچا۔

وقتیل بالطف غودر منہم بین غوغاء اُمتہ وطغام

(اور وہ مقتول کربلا جن سے فریب کیا گیا۔ فرومایہ لوگون اور عام نرغہ کے ہجوم مین۔)

تو امام محمد باقر کے آنسو جاری ہو گئے۔ اور جوش دل سے فرمایا" اے کمیت اگر ہمارے پاس روپیہ ہوتا تو تجھے دیتے۔ لیکن ہمارے یہان سے تیرے لیے وہی ہے جو رسول اللہ صلعم نے حسان بن ثابت سے کہا تھا کہ جب تک تو ہم پر سے تہمتین اُٹھاتا رہے گا ہمیشہ روح القدس تیرے موید رہین گے"

کمیت اِس کے بعد یہان سے رخصت ہو کے عبد اللہ بن حسن بن علی کے پاس گیا اور اُنھین بھی اپنے قصائد سنائے۔ اُنھون نے سُن کے کہا" میرے پاس ایک قطعۂ اراضی ہے جس کی خریداری مین میرے چار ہزار روپیہ صرف ہوئے ہین۔ او یہ اُس کی دستاویز ہے۔ اس پر انتقال ملک کی شہادتین بھی ثبت ہین" کمیت نے عرض کیا" یہ نہین ہو سکتا۔ آپ لوگون کے سوا اور کسی کی تعریف مین جو کچھ کہتا ہون اُس مین البتہ دُنیا مقصود ہوتی ہے۔ اور بخدا آپ کی شان مین مین نے کسی دنیاوی طمع سے نہین کہا ہے۔ اور جو چیز خالصۃً للہ کہی ہے اُس کے صلہ مین کچھ نہ لون گا" مگر عبد اللہ نے کسی طرح نہ مانا دستاویز دے ہی دی۔ چند روز بعد کمیت پھر عبد اللہ بن حسن کی خدمت مین آیا اور کہا" اے ابن رسول اللہ میری ایک غرض ہے" عبد اللہ برجستہ بول اُٹھے" تمھاری جو غرض ہو پوری کی جائے گی۔ بتاؤ کیا ہے" کمیت نے کہا" جو کچھ ہو آپ وعدہ فرمایئے" عبد اللہ نے وعدہ کیا تب کمیت نے وہ دستاویز سامنے رکھدی اور کہا" اسے واپس لیجیے"

عبداللہ نے مجبوراً دستاویز اُٹھا لی اور خاموش ہو گئے۔ اتفاقاً اس وقت یہان عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیارؓ موجود تھے اُنھون نے یہ رنگ دیکھ کے ایک چادر اُٹھا لی اُس کے چارون کونے چار غلامون کے ہاتھ مین دیے اور جھولی بنا کے بنی ہاشم کے دروازون پر پہونچے اور کہا "اے بنی ہاشم دیکھو یہ کمیت آیا ہے جس نے اُسوقت تمھاری مدح سرائی کی ہے جب کہ ایک زمانہ تمھارے فضائل سے خاموش ہو گیا ہے۔ اُس نے یہ قصائد نہین کہے ہین بلکہ اپنا خون بنی اُمیہ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ جو کچھ امکان مین ہو دو" بنی ہاشم نے جوش وخروش سے اُس چادر مین درہم و دینار ڈالنا شروع کر دیے یہان تک کہ عورتون کو خبر ہوئی وہ بھی بھیجنے لگین۔ بعض عورتون کے پاس نقدی قسم سے کوئی چیز نہ تھی اُنھون نے اپنے زیور اُتار اُتار کے بھیج دیے۔ اِس طریقہ سے ایک لاکھ درہم کا سرمایہ جمع ہو گیا۔ اُسے لے کے کمیت کے پاس آئے اور کہا "یہ بنی ہاشم نے تم کو دیا ہے۔ اِسے اپنے کام مین لاؤ۔ فی الحال ہم دشمنون کے زیر فرمان ہین۔ زیادہ استطاعت نہین۔ دیکھو اس مین زیور تک پڑے ہوئے ہین" کمیت نے کہا "آپ نے بڑی فیاضی سے کام لیا مگر مین نہ لون گا۔ جس جس سے آپ لائے ہون واپس کر دیجیے۔ میری غرض سوا خدا و رسول کے کچھ نہین ہے" جب کمیت نے کسی طرح نہ قبول کیا تو عبداللہ نے وہ رقم تو واپس کر دی اور کمیت سے کہا "اچھا تو میری ایک خواہش ہے تم اُسے پورا کر دو تو بڑا کام نکلے۔ کوئی ایسی نظم کہو جس سے لوگون مین بڑی بیداری ہو جائے اور ایک فتنہ اُٹھ کھڑا ہو۔ شاید اُس سے ہمارے خاطر خواہ کوئی نتیجہ نکل آئے" کمیت نے عرض کیا "بہت خوب۔ یہ کون بڑی بات ہے"

بس اسی اشارے کے بعد جب کمیت نے وہ مشہور قصیدہ کہا جس مین اپنے قبیلہ مضر بن نزار اور تمام قبائل نزار کی تعریف کی تھی۔ اُن کی افضلیت پر بڑا زور دیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ وہ یمانیون کے دادا قحطان سے افضل و اعلےٰ ہین۔ اُس قصیدے کا مطلع ہے

الا حییت عنا یا مدینا وہل باس بقول مسلمینا

(اے شہر مدینہ کیا تجھے ہماری طرف سے مبارکباد نہین دی گئی؟ اور آیا ایسے لوگ ہین

جو دعویٰ اسلام کرتے ہین ۹ اس کے بعد کہتے کہتا ہے۔

لنا قمر السماء و کل نجم　　تشیر الیه ایدی المهتدینا

(ہمارے لیے آسمان کا چاند اور سب تارے ہین جن کی طرف ہدایت پانے والون کے ہاتھ اشارہ کرتے ہین)

وجدت الله اذ سمی نزاراً　　واسکنهم بمکة قاطنینا

(الله نے چونکہ نزار نام رکھا اور اُنکو بالاستقلال مکہ مین آباد کیا اس سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے)

لنا جعل المکارم خالصات　　وللناس القفا ولنا الجبینا

(تمام خوبیان خالص ہمارے لیے مخصوص کین اور سب کے لیے پشت اور ہمارے لیے جبین مقرر کی)

وما ضربت هجائن من نزار　　فوالج من فحول الاعجمینا

(نزار کی پاکیزہ اونٹنیون پر عجمی نرسانڈون کا کبھی حملہ نہین ہوا)

وما حملوا الحمیر علی عتاق　　مطهرة فیلفوا مبلغینا

(اور کبھی گدھے انکی پاک وصاف اور جوانی کی بھری گھوڑیون پر اس طرح نہین جھپٹے کہ کامیاب ہو گئے ہون۔)

وما وجدت نبات بنی نزار　　حلائل اسودین واحمرینا

(اور بنی نزار کی لڑکیون نے کبھی کالے اور سرخ آشناؤن کی صورت نہین دیکھی) کالے سے مراد حبشی ہین جو پہلے کے زمانہ مین یمن پر قابض ہو گئے تھے اور سرخ سے ایرانی مراد ہین جنہون نے سیف بن ذی یزن کی فریاد پر یمن کو پامال کیا تھا۔)

اس قصیدے نے سارے عرب مین آگ لگا دی۔ ہر طرف لوگ بگڑ کھڑے ہوئے جہان جہان یمانی قبائل آباد تھے سب جان دینے پر آمادہ ہو گئے۔ دعبل بن علی خزاعی نے جو اُس عہد کا نامور یمانی شاعر تھا اس قصیدہ کو خود دکمیت پر الٹا ہے۔ اس مین اپنے اور اپنی قوم کے فضائل بیان کیے ہین اور نزاریون پر طعن و تشنیع کی ہے۔ کہتا ہے۔

افیقی من ملامک یاظعینا کفاک اللوم مرالاربعینا
(اے محمل نشین اب ملامت موقوف کر تجھے یہی ملامت بہت ہے کہ چالیس برس کی عمر گذری)
الم تحزنک احداث اللیالی یشیبن الذوائب والقرونا
(کیا تجھے اس کا صدمہ نہین کہ حوادث لیل و نہار نے چوٹیان اور زلفین سفید کر دین)
احیی العز من سرادات قومی لقد حییت عنا یامدینا
(مین اپنے اچھے اچھے شجاعان قوم کو مبارکباد دیتا ہون۔ اور اے شیر بیشہ تجھے تو ہماری طرف سے مبارکباد دی ہی جا چکی)
فان یک آل اسرائیل منکم وکنتم بالاعاجم فاخرینا
اگر بنی اسرائیل تم مین سے ہین اور تم عجمیون پر فخر کرتے ہو۔
فلاتنس الخنازیر اللواتی مسخن مع القرود الخاسینا
تو اُن سورون کو نہ بھولو جو مسخ شدہ زبان کا ربندرون کے ساتھ مسخ ہو کے خنزیر بن گئے تھے۔
بایلة والخلیج لہم رسوم وآثار قدمن دماعفینا
ایلہ اور خلیج مین اُن کے نشان اور آثار آج تک موجود ہین پرانے ہو گئے، مگر مٹے نہین۔
وماطلب الکمیت طلاب وتر ولکنا لنصرتنا ہجینا
اور کمیت نے کینہ وری نہین کی بلکہ ہماری جو ہجو کی گئی اُس سے خود ہم کو مدد ملی۔
لقد علمت نزار ان قومی الی نصر النبوة فاخرینا
نزاری لوگ جانتے ہین کہ میری قوم تائید نبوت پر فخر کر رہی ہے۔ ہشام نے سندھ مین یہ رنگ دیکھ کے طیفور کو معزول کیا اور جابر بن اشعث طائی کو روانہ کیا جسکے ہاتھ مین سندھ کے ساتھ مکران کی حکومت بھی دی گئی۔ جابر حاکم سندھ و مکران

تھوڑے زمانہ کے بعد جابر معزول ہوا اور اُسکی جگہ حکومت سندھ کی باگ سعید بن مسلم بن قتیبہ کے ہاتھ مین آئی۔ سعید بھی اُن لوگون مین تھا جنکو خاندانی دولت نے آرام طلب بنا کے وطنی صحبتون کا شیدا بنا دیا تھا۔ یہ بھلا کیونکر ممکن تھا کہ وہ اتنی دور کے سفر پر آمادہ ہو جاتا۔ اور نہ یہ مناسب تھا کہ انکار کر کے شاہی قدردانی سعید حاکم سندھ و مکران

نیابۃً حکومت کیثر سندھ پر

کے معاوضہ مین ناشکری کی جائے ان اسباب سے اُس نے خود تو وطن ملوف چھوڑا مگر اپنے بھائی کیثر بن سلم کو اپنی طرف سے والی بنا کے سندھ روانہ کیا۔[عسہ]

کیثر سے یہان آکے ایسی بداخلاقیان اور ایسی بُری خصلتین نمودار ہوئین کہ اپنے نالائق چال چلن کی وجہ سے چند ہی روز مین وہ ہر ایک کی نظر مین ذلیل ہو گیا۔ اُس کی بداخلاقیون کی فریاد رشید کے کان مین پہونچی تو سعید کی اس غفلت ولاپروائی سے برہم ہو کے حکومت سندھ اُس کے ہاتھ سے نکال لی اور اپنے چچا زاد بھائی عیسیٰ بن جعفر بن منصور کو اُس کے سیاہ وسفید کا متکفل کر دیا۔ جب سعید کو دولت نے عشرت پسند بنا دیا تھا تو عیسیٰ کی تو کوئی شکایت ہی نہین کی جا سکتی اس لیے کہ خاص شاہی خاندان مین تھا اور اُس کا بھی ایک معزز ومحترم رُکن تھا۔ عیسیٰ نے اپنی طرف سے محمد بن عدی کو مقرر کر کے روانہ کیا۔[عسہ]

عیسیٰ بن جعفر حاکم سندھ

اُٹھا نایب محمد بن عدی

محمد بن عدی عجب فتنہ جو طبیعت کا شخص تھا۔ اس نے منصورہ مین قدم رکھتے ہی ایسی کارروائیان شروع کردین کہ یکایک ... تعصبات کی آگ بڑی سختی سے بھڑک اُٹھی اور عدی نے اس آگ مین تیل ڈال ڈال کے اپنے شعلے بلند کیے کہ تمام قبائل آپس مین لڑنے اور کٹنے لگے۔ اُن کی باہمی لڑائیون کا خوب جی بھر کے تماشا دیکھ کر وہ منصورہ سے نکلا اور ملتان کی طرف روانہ ہوا۔ اہل ملتان اُس کی فتنہ پردازیون کا حال سُن کے اس قدر برہم ہو چکے تھے کہ اُنھون نے دل مین ٹھان لی کہ چاہے کچھ ہو عدی کی اطاعت ہرگز نہ کرین گے۔

اہل ملتان سے اُسکی شکست

محمد بن عدی جب ملتان کے قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ اہل ملتان بڑے ساز وسامان اور جوش وخروش سے اُس کے مقابلہ کو موجود ہین۔ اور محمد نے لڑائی شروع کی تو اہل ملتان اس بہادری سے لڑے کہ اُسے سخت شکست ہوئی۔ یہی بڑی خیریت گذری کہ محمد بن عدی چند ہمراہیون کے ساتھ بھاگ کے اپنی جان بچا سکا۔ ملتان والون نے کامیاب ہو کے محمد کا تمام مال واسباب لوٹ لیا۔ اور اپنی کامیابی پر خوشی کے نغمے گاتے ہوئے ملتان مین داخل ہوئے۔[عسہ]

رشید کو جب یہ حال معلوم ہوا تو گو خاندانی پاس ولحاظ کی وجہ سے کوئی کلمہ

عسہ یعقوبی۔ عسہ یعقوبی۔ عسہ یعقوبی۔

زبان پر نہ لا سکا مگر دل مین عیسیٰ بن جعفر کی غفلت پر سخت برہم ہوا - اور مجبوراً سندھ کا انتظام خاص اپنے ہاتھ مین لے لیا - محمد بن عدی کو جواب کسی طرح سندھ مین حکومت کرنے کے قابل نہین رہا تھا معزول کیا اور عبد الرحمن نام ایک شخص کو اپنی طرف سے مامور کر کے سندھ روانہ کر دیا - عبد الرحمن وہان پہونچا مگر محمد بن عدی نے کچھ ایسی بد انتظامی کر دی تھی کہ عبد الرحمن سے کسی طرح انتظام نہ سنبھل سکا تب رشید نے ایوّب بن جعفر بن سلیمان کو مقرر کر کے بھیجا لیکن افسوس کہ ایوب بھی سندھ کی بد انتظامیون کی اصلاح نہ کر سکا اور بالکل ناکام رہا۔عہ

عبد الرحمن و ایوب ناکام والیان سندھ

جب رشید کو معلوم ہوا کہ ایوب کے بنائے بھی کچھ نہ بنی تو اُس نے آخر تھک کے ۱۸۴ھ مین داؤد بن یزید بن حاتم مہلبی کو والی مقرر کر کے ہندوستان روانہ کیا - داؤد کے ہمراہ ایک شخص ابو الصمہ نام بھی وارد ہند ہوا تھا جس نے بعد کے زمانہ مین بغاوت کر دی اور جسکی نسبت بلاذری لکھتا ہے کہ میرے وقت مین وہ علم بغاوت بلند کیے ہوئے تھا -

داؤد مہلبی والی سندھ

داؤد بھی کسی حد تک آرام طلب تھا لیکن اِس کے ساتھ وہ ایک ایسی سخت گیر طبیعت کا افسر تھا کہ اگر چھیڑ دیا جائے تو پھر شائد اُس سے زیادہ مستعد اور جفاکش بھی کوئی نہ ثابت ہوتا - یہی حال اُس کے زمانہ مین ولایت سندھ کا ہوا - جب ابتدائے ۱۸۴ھ مین رشید نے سندھ کی حکومت اُس کی ہاتھ مین دی تو اُس نے دل مین کہا کہ اب یاران وطن کو چھوڑ کے کون جائے اور اپنے بھائی مغیرہ کو اپنا نائب بنا کے ہندوستان بھیج دیا۔عسہ

مغیرہ نائب والی اور سندھ مین فساد

مغیرہ راستہ ہی مین تھا اور ابھی وہ داخل ہند بھی نہ ہوا تھا کہ یکایک نزاری لوگون نے سر اُٹھایا - اور اِس قدر جوش و خروش سے بگڑے کہ حکومت کو دبنا پڑا - اور جب اُنھون نے حکام کو دبا لیا تو باہم قرار دے لیا کہ تمام بلاد سندھ کو چار حصون پر تقسیم کر دینا چاہیے - ایک حصہ مین قریشی لوگ رہین - ایک مین قبیلۂ قیس والے - ایک مین ربیعہ کے لوگ آباد ہون - اور چوتھے مین بھی ایک نزاری ہی قبیلہ آباد ہو - یمانی لوگون کے لیے بالکل زمین نہ رکھی جائے - اور جسطرح بنے اُن کو نکال کے

عہ یعقوبی عسہ یعقوبی -

باہر کر دینا چاہیے - یہ ایک ایسی تجویز تھی جسکو خلافت کسی طرح منظور نہ کر سکتی تھی - لیکن نزاری لوگ اڑ گئے کہ یہی ہونا چاہیے - اور ہم یمانیون کو اپنے ملک مین ہرگز نہ رہنے دین گے - [عہ]

مغیرہ جب شہر منصورہ کے قریب پہونچا تو اہل شہر نے پھاٹک بند کر لیے اور کہا کہ کسی ایسے حاکم کو جو ہماری مرضی کے خلاف کرنا چاہیے ہم نہ آنے دین گے - مغیرہ نے شہر کے گرد پڑاؤ ڈالدیا اور اہل سندھ کے موافق بنانے مین مشغول ہوا - آخر بڑے اصرار کے بعد مغیرہ سے درخواست کی گئی کہ جب تک یہ اقرار نہ کر لیا جائے گا کہ ہمارے اوپر متعصبانہ حکومت نہ کی جائے گی اور کبھی تعصب کا نام بھی نہ لیا جائے گا اسوقت تک ہم کسی کو شہر مین نہ آنے دین گے - یا اگر خیر تعصب کرنا ہی ہے تو ہمین پہلے سے اطلاع دے دی جائے - تاکہ دوسرا انتظام کیا جائے وہ یہ کہ دونون پھاٹک ایک ساتھ کھولے جائین - ایک طرف سے آپ داخل ہو جیے اور دوسری طرف سے ہم نکل جائین - [عہ]

ظاہر ہے کہ یہ ہرگز نہ گوارا کیا جا سکتا تھا کہ شہر کے تمام لوگ نکل جائین - باقی رہا تعصب اس مین بھی یمانیون پر ظلم ہو رہا تھا اور نزاری انھین ستا رہے تھے کیونکر ممکن تھا کہ مظلومون کی مدد نہ کی جاتی - مغیرہ نے کسی بات کا صاف وعدہ تو نہ کیا مگر حکمت عملی سے شہر والون کی دلجوئی کر کے آخر پھاٹک کھلوا لیے - اور عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی - لیکن پھر وہی نزاریون کے ہاتھ سے یمانیون پر زیادتی ہونے لگی - مغیرہ نے از روئے انصاف نزاریون کو دبانا اور خلاف ورزی کرنے والون کو سزا دینا چاہا تو وہ اپنی قوت کے زعم مین بگڑ کھڑے ہوئے - [عہ]

آخر لڑائی کا رنگ جم ہی گیا - ایک طرف مغیرہ کی فوج مع مظلوم یمانیون کے تھی اور دوسری طرف اُس کے مقابلہ مین نزاری قبائل صف آرا ہوئے - نزاریون کی قوت دراصل بہت زیادہ تھی - اور پھر اُس کے ساتھ قومی تعصب نے انھین لڑایا بھی بڑے جوش و خروش سے - آخر اُنھون نے خوب استقلال و جانبازی سے مقابلہ کر کے یمانیون اور شاہی طرفدارون کو شکست فاش دے دی - مغیرہ شکست کھا کے منصورہ سے چلا گیا اور دیگر بلاد سندھ مین جا کے فروکش ہوا [للعہ]

[عہ] یعقوبی - [عہ] یعقوبی - [عہ] یعقوبی - [للعہ] یعقوبی -

نزاریون کا استیصال

داؤد کو جب یہ خبر پہونچی تو رگ حمیت جوش مین آئی اور بھائی کی شکست پر اُسے بڑا صدمہ ہوا - فوراً اپنے عشرتکدون سے نکل پڑا - فوج مرتب کی اور سندھ پر چڑھ دوڑا - نزاریون پر وہ اِس قدر جھلّا یا ہوا تھا کہ منصورہ کے علاوہ دیگر اضلاع سندھ جو اُس کے راستہ مین پڑے اُن مین جس قدر نزاری آباد تھے اُن کی بھی مرمت شروع کردی - برابر اُن کو مارتا اور سزائین دیتا ہوا منصورہ کی دیوارون کے نیچے خیمہ انداز ہوا - منصورہ والون نے سہم کے شہر کے پھاٹک بند رکھے مگر داؤد نے بآزادی تلوار بلند کرادی - اور شہر پر اِس سختی سے حملہ آور ہوا کہ منصورہ کے باہر جو لڑائیان ہوئین اُن مین نزاریون کی ایک خلقت عظیم قتل ہوگئی [1] -

منصورہ کے باہر برابر بیس روز تک بازار قتل گرم ہولیا تو زبردستی شہر کے پھاٹک کھولے گئے - اور نزاریون کو اُن کی فتنہ پردازیون کی پاداش مین خوب سزائین دے کے عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لی - لیکن اتنے بڑے قتل عام اور ایسی خون ریزی کے بعد بھی نزاریون کے حوصلے پست نہ ہوئے - انھون نے آتش فساد کو نہ بجھنے دیا اور کئی مہینہ تک برابر جنگ و ہنگامہ برپا رہا - یہ رنگ دیکھ کے داؤد نہایت ہی غضبناک ہوا اور اُس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ جسطرح بنے نزاریون کی قوت کو ہمیشہ کے لیے بالکل توڑ دے - اُس نے منصورہ کے اندر نزاریون کے محلے اور مکانات بالکل خاک مین ملا دیے - عام طور پر مارا اور جلا وطن کیا تب جا کے منصورہ مین امن و امان قائم ہوا [2] -

شہر منصورہ کا انتظام کر کے اُس نے دیگر بلاد سندھ کی طرف توجہ کی - چونکہ نزاریون کی بھڑکائی ہوئی آگ تمام اطراف و جوانب مین پھیلی ہوئی تھی لہذا اُس نے عام طور پر سندھ کے تمام وہ شہر قصبہ اور محلہ جہان نزاری آباد تھے تباہ و برباد کر دیے - گھر کے گھر ویران ہوگئے تب جا کے ملک کو اِن فسادون سے نجات ملی اور حکومت کو اپنی قوت بڑھانے اور امن و امان سے حکمرانی کرنے کا موقع ملا [3] -

داؤد نے اِس مستعدی سے ہندوستان کے فتنون اور فسادون کو مٹایا کہ رشید کو اُس کی بیدار مغزی پر پورا اطمینان ہوگیا - اور پھر اُسے کسی جدید والی

[1] یعقوبی - [2] یعقوبی - [3] یعقوبی -

کے مقرر کرنے کی ضرورت نہ لاحق ہوئی۔ اُس کے آخر عہد تک یہی حکمران سندھ رہا۔ اِن فسادون کے فرو ہونے کے بعد داوُد نے نہایت ہی انصاف و شایستگی سے حکومت کی۔ بیرونی راجاؤن پر اُس نے کوئی حملہ نہین کیا۔ اُس کے زمانہ کے حالات مین کہا جاتا ہے کہ اپنے مفتوحہ بلاد کی حفاظت خوب مضبوطی سے کیجاتی تھی۔ نہ اُس پر کوئی ہندو راجہ حملہ کرتا تھا اور نہ وہ کبھی کسی غیر کے ملک پر چڑھ کے جاتا تھا۔ یہ جتنے والی بیان کیے گئے وہ ہین جن کا سلسلہ وار پتہ عربی تاریخون یعقوبی ابن اثیر اور ابوالفدا سے لگایا جا سکا۔ اور بیشک یہ سلسلہ بہت ٹھیک ہے۔ اس لیے کہ سنہ وار ایک دوسرے کی جانشینی ثابت ہو گئی ہے۔ مگر تعجب ہے کہ فارسی مورخین عہد رشید کے چند اور والیون کے نام بھی بتاتے ہین ایک تو شیخ ابوتراب جو حاجی ترابی کے نام سے مشہور ہین۔ جن کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مغربی سندھ مین ضلع ساکورہ کے مضبوط قلعہ پر قابض تھے اُن کا مقبرہ آج تک ٹھٹھہ سے آٹھ میل پر زیارتگاہ خاص و عام ہے۔ جس پر ۱۷۱ھ تاریخ وفات کندہ ہے اِس نام کے کسی بزرگ کے ہونے سے انکار نہین اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی خاص قلعۂ ملک پر اُن کو حکومت حاصل ہو مگر یہ کسی طرح قابل اعتبار نہین کہ پورا ملک سندھ از جانب خلافت کبھی اُن کے ہاتھ مین تھا[ع]۔

خلافت ہرن الرشید مین ایک اور والی ابو القاسم کا نام بھی بتایا جاتا ہے لیکن اس کا بھی پتہ نہین چلتا[عہ]۔

اِس زمانہ مین سندھ کی اسلامی سلطنت جس قدر باہیبت و جبروت تھی اُس کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے کہ تمام دیسی راجاؤن پر عربون کا بے انتہا دباؤ پڑا ہوا تھا۔ اور شمالی حدود سندھ تک ہر جگہ اُن کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اب اِس سے زیادہ کیا ہوگا کہ خاقان تبت اِس سلطنت کی روز افزون ترقی دیکھ دیکھ کے دل ہی دل مین کانپا جاتا تھا[سہ]۔

اِس زمانہ مین ہندوستان سے دارالخلافت کے تعلقات اِس قدر زیادہ ہو گئے تھے کہ رشید نے بحیرہ عرب براہ دریا کسی دیسی راجہ کے پاس بہت سے

ع تحفۃ الکرام - عہ تاریخ سندھ و تحفۃ الکرام - سہ ایلیٹ -

داؤد کی اعلیٰ حکومت

فارسی مورخین کی غلط بیانی

سندھ مین عربون کا جبروت

رشید کی سفارت ایک راجہ دربار میں

تحف و ہدایا کے ساتھ ایک سفارت بھیجی اور لکھا "میں ایک سخت مرض میں مبتلا ہوں اور چونکہ خراسان کے دور و دراز سفر پر آمادہ ہوں لہذا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کا مشہور طبیب "کنکہ" جس کا دوسرا نام "نانکہ" ہے یہاں بھیج دیا جائے تاکہ اس سفر میں میرے ساتھ رہے اور وعدہ کرتا ہوں کہ جیسے ہی موکب اقبال بلخ پہونچے گا اُسے واپسی کی اجازت دے دی جائے گی" (اس ہندوستانی طبیب کا نام گنگا اور "مانکوہ" تھا جو عربی زبان کے تصرفات سے اس غیر مانوس صورت پر آگیا) یہ طبیب فوراً روانہ کیا گیا۔ اور اُس نے پہونچ کے ایسا اچھا علاج کیا کہ حُلوان پہونچتے پہونچتے خلیفہ تندرست تھا اور کوئی شکایت نہ تھی۔ لیکن طوس پہونچ کے رشید مر گیا۔ اور گنگا حسب وعدہ بلخ روانہ کیا گیا جہاں سے وہ اپنے وطن میں واپس آیا۔[ع۵]

ہندو طبیب دربار رشید میں

مگر بعض عربی معتبر مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا نام "کنکہ" نہیں بلکہ "منکہ" تھا (غالباً یہ عربی تحریر کی خرابی سے ہوا) جسے رشید نے بڑے اہتمام سے اور بہت کچھ صرف کرکے بلوایا اور اُس نے علاج کیا اور رشید کو صحت حاصل ہوگئی۔ رشید نے قدر کی اور اُسے بہت وافی مشاہرہ پر راضی کرکے روک لیا۔ اُسی منکہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس نے محکمۂ بیت الحکمۃ میں بڑی مدد دی۔ چنانچہ ہندوستان کے قدیم مشہور طبیب شاناق کی کتاب السموم کا اُس نے ترجمہ کیا۔ وہ بتاتا جاتا تھا اور ابو حاتم بلخی لکھتا جاتا تھا۔ اس طریقہ سے یہ کتاب سنسکرت سے ترجمہ ہو کے اسلامی کتب خانے کے لیے باعث رونق ہوئی۔ یہ منکہ آخر میں اسحٰق بن سلیمان بن علی ہاشمی کے وابستگان دامن میں تھا۔[ع۵]

دوسرا ہندو طبیب

رشید کے زمانہ کی رونق ایک دوسرا ہندوستانی طبیب بھی تھا جو غالباً مسلمان ہوگیا تھا اس لیے کہ اُس کا نام صالح بتایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ بہلہ نام ہندو کا بیٹا تھا۔ یہ اتنا بڑا نامور اور یکتائے زمانہ تھا کہ رشید کے طبیب خاص ابن بختیشوع یونانی طبیب کا رقیب مقابل تھا۔ اُس نے رشید کی بہن عباسہ بنت مہدی کے شوہر ابراہیم بن صالح کا ایسا عجیب و غریب اور معجز نما علاج کیا کہ سب لوگ اُس کی یکتائی کے معترف ہوگئے۔[۵]

اس عہد میں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ رشید کے دربار میں بعض اہل سندھ نہایت

ع۵ ایلیٹ بحوالہ ابن ابی اصیبعہ ع۵ طبقات الاطباء - ۵ - طبقات الاطباء -

اہل سندھ دربار رشید مین

اعتماد رکھتے تھے اور خلافت کی طرف سے اکثر ذمہ داریون کے کام اُن کے ہاتھ مین دیے جاتے تھے۔ چنانچہ ۱۷۹ھ مین رشید ماہ مبارک رمضان مین قضاے عمرہ کے لیے مکہ معظمہ مین گیا۔ وہان سے واپس ہوتے وقت بغرض زیارت قبر نبوی مدینۂ طیبہ

رشید اور امام موسیٰ کاظم رض

مین داخل ہوا۔ رشید جسوقت روضۂ پاک پر پہونچا تو قبر نبوی کی طرف مخاطب ہو کے کہا "السلام علیک یا رسول اللہ یا ابن عم" یعنی اے رسول اللہ اور اے ہمارے چچا کے بیٹے السلام علیک۔ اتنا کہہ کے رشید نے فخر و نازکی نگاہون سے ادھر اُدھر حاضرین کی طرف دیکھا جس سے گویا یہ مقصود تھا کہ کوئی ہے جو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ان الفاظ مین خطاب کر سکے۔

اتفاقاً اسوقت وہان امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ جو ایک خموشی کے ساتھ دور سے کھڑے ہوے رشید کے حرکات کو دیکھ رہے تھے۔ جب اُس کی زبان سے یہ جملہ نکلا اور اُس نے افتخاراً چارون طرف دیکھا تو اُن سے نہ رہا گیا بے اختیار جوش مین آ کے آگے بڑھے اور تربت پاک کی طرف مخاطب ہو کے کہا "السلام علیک یا ابت" یعنی اے پدر بزرگوار آپ پر سلام۔ اُن کی یہ جرأت دیکھ کے رشید کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور ندامت آمیز غصّہ کے لہجہ مین بولا "ابو الحسن! (یہ امام ممدوح کی کنیت ہے) ایسا فخر!"

رشید نے اس کے بعد امام موسیٰ کاظم کو ماخوذ کر لیا اور اپنے ساتھ بغداد مین لے گیا۔ اور اپنے ایک معتمد علیہ سندھی شخص کے حراست مین رکھا جس کا لقب ہی سندھی پڑ گیا تھا۔ سندھی نے آپ کی نگہبانی کے لیے اپنی ایک بہن کو مقرر کیا جو ایک نیک بخت عورت تھی اور خاندان نبوت سے بڑی محبت رکھتی تھی۔ اُس نے اپنی حراست مین امام ممدوح کی بڑی خدمتین کین۔ اور نہایت آرام سے رکھا

امام موسیٰ کاظم کے معمولات

اُسی عورت کا بیان ہے کہ امام موسیٰ کاظم رات کو عشا کی نماز پڑھ کے جو یاد الٰہی اور حمد و ثناے ذات لا متناہی مین مشغول ہوتے تھے تو صبح ہو جاتی تھی۔ اُسوقت نماز صبح پڑھتے تھے اور اُس کے بعد بھی برابر یاد جناب باری ہی مین مشغول رہتے تھے یہان تک کہ چاشت کا وقت آ جاتا تھا۔ بعد چاشت آپ آرام فرماتے تھے جس کے بعد قبل از زوال پھر اُٹھ بیٹھتے تھے۔ اور وضو کر کے بعد نماز

پھر اُسی ذکر الٰہی مین مشغول ہو جاتے تھے - آپ اِسی طرح خداوند جل وعلا کی یاد مین محو ہوتے تھے اور عصر کا وقت آجاتا تھا - عصر پڑھ کے پھر جناب ایزدی کی طرف توجہ فرماتے تھے تو شام ہو جاتی تھی - اور بعد مغرب بھی آپ اُسی طرح عشا کے وقت تک ذکر حق اور عبادت مین گزرا تے تھے - عه

اہل سندھ کی یہی حالت تھی کہ سنہ ۱۹۳ھ آگیا اور رشید کی زندگی پوری ہو ئی - وہ تو دوسرے عالم کا راہی ہوا - اور امین نے تاج خلافت سر پر رکھا - امین کو بھلا اتنا دماغ کہان کہ اُس کی بزم عشرت مین کوئی سندھ کے معاملات کا نام بھی لیتا اور وہ بغیر بد دماغ ہوئے سن لیتا - ابتداءً تو ناز و نعمت کے مزے لوٹتا رہا - اور جب لوگون نے اُسے مامون سے لڑا دیا تو مامون کے حملون اور خلافت کے خانگی جھگڑون نے اُس کے نظر کو کبھی سندھ کی طرف نہ متوجہ ہونے دیا - اِسی وجہ سے داؤد بن یزید بن ابی حاتم اُس کے زمانہ بھر آزادی و کامرانی سے ملک سندھ پر متصرف رہا - تاہم امین کے زمانہ مین داؤد کے ہاتھون جو رشید کے عہد سے ولایت سندھ پر مامور تھا ہندوؤن پر جہاد کا سلسلہ کسی حد تک ضرور جاری رہا - چنانچہ شقیق بلخی جو اُس عہد کے مشہور و معروف زہاد مین تھے اور جو ابراہیم ادہم کی صحبت کی یادگارون مین تھے سنہ ۱۹۵ھ مین ہندوستان کے ایک جہاد مین جو کسی دیسی راجہ پر ہوا تھا شہید عه اور رواصل بحق ہوئے اور یہی ایک واقعہ ہے جو ثبوت دیتا ہے کہ داؤد صرف باہمی جھگڑون کی طرف مشغول نہین رہا بلکہ اُس نے دشمنان اسلام پر بھی جہاد کیا -

محمد امین کی خلافت سنہ ۱۹۳ سے سنہ ۱۹۸ تک

شقیق بلخی کا جہاد سندھ

آخر امین طاہر ذوالیمینین کے زبردست ہاتھون سے نذر اجل ہوا اور خلافت نے سنہ ۱۹۸ ہجری مین کلیتہً اپنے تمام ممالک مامون کے ایسے جلیل القدر اور علم دوست بادشاہ کی نذر کیے - مامون کے ہاتھ پر اگرچہ اِس سے دو برس پہلے بیعت کی جا چکی تھی مگر امین عراق

عه - ابن اثیر - عه یہ واقعہ علامۂ ذہبی نے آثار الدول مین لکھا ہے - مگر علامۂ ابن اثیر لکھتے ہین کہ شقیق بلخی ترکستان کے شہر کولان کے جہاد مین اِسی سال شہید ہوئے - تعجب ہے کہ ابن خلکان نے بحوالہ ابن جوزی لکھ دیا ہے کہ اُن کا انتقال سنہ ۱۵۳ مین ہوا - لیکن ان سب کے مقابلہ مین ذہبی کی وقعت بہت بڑھی ہوئی ہے اس لیے کہ وہ سب کے آخر مین اور سب سے بڑا ناقد روایات ہوا ہے -

مامون کی خلافت ۱۹۶ء سے ۲۱۸ء تک

مین زندہ موجود تھا اور دار الخلافت مدینۃ السلام بغداد خاص اُس کے تابع فرمان تھا۔ اسی سال امین مارا گیا۔ اور بغداد سے لے کے تمام مشرقی و مغربی انتہائی حدود تک کل ممالک خلافت نے مامون کے آگے سر جھکا دیا۔ اور اسی سال کے بعد سے اُسے انتظام ممالک اور نظم و نسق کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا۔ مامون نے بھی داؤد کے انتظامون کو پسند کیا اور دیگر خلفا کی طرح یہ بات اُس کی طبیعت مین بھی نہ تھی کہ کسی والی کو خواہ مخواہ معزول کر کے اُس کی جگہ اپنے کسی شناسا کو مقرر کر دے۔ غرض اُس کے زمانہ مین بھی سندھ پر داؤد ہی حکمران رہا۔

بشیر والی سندھ

۲۰۰ہجری مین داؤد رہگرائے عالم جاودان ہوا۔ مامون نے مزید قدردانی کی راہ سے اُس کے بیٹے بشیر بن داؤد کو اُس کی جگہ والی سندھ مقرر کر دیا اور اقرار لے لیا کہ اُس کی طرف سے ہر سالی دس لاکھ درہم داخل خزانہ کیے جائین گے[۵۹]۔ بشیر نے چار ہی پانچ سال سندھ پر حکومت کی تھی کہ اپنی فضول خرچیون کی بدولت سرکاری روپیہ خزانہ مین داخل نہ کر سکا جس پر لوگون کو طرح طرح کے خیالات قائم کرنے کا موقع مل گیا۔ یہ خبر مامون کے کان مین اس قدر بڑھا کے پہونچائی گئی کہ اُس نے سرتابی کی شاہی روپیہ کھا گیا اور بغاوت پر آمادہ ہے۔

حاجب حاکم سندھ

مامون نے یہ سُن کے حاجب بن صالح کو حکم دیا کہ سرزمین سندھ مین پہونچ کے بشیر بن داؤد سے سرکاری روپیہ وصول کرے اور وہان کی حکومت اپنے ہاتھ مین لے۔ حاجب ۲۱۱ھ مین تھوڑی فوج اپنے ہمراہ لے کے سندھ کی طرف روانہ ہوا۔ تمام منازل طے کر کے وہ داخل مکران ہوا جہان سے بشیر کی حکومت شروع ہوتی تھی۔ اس لیے کہ داؤد کے قبضہ مین سندھ کے ساتھ ساتھ مکران بھی تھا جو اس کے مرنے پر بحکم مامون حسب سابق بشیر کے قبضہ مین دے دیا گیا۔

بشیر نے مکران کی حکومت پر اپنی طرف سے اپنے ایک بھائی کو مقرر کیا تھا۔ حاجب مکران پہونچتے ہی بشیر کے بھائی سے ملا اپنے آنے کا سبب بیان کیا۔ مامون کا پروانہ دکھایا۔ اور درخواست کی کہ حکومت مکران میرے سپرد کرو۔ بشیر کے بھائی نے کہا بے شک آپ کے حکم کی تعمیل بسر و چشم کی جائے گی۔ مگر آپ پہلے منفودہ

[۵۹] ابن اثیر و ابن خلدون۔

حاجب کی بے اعتدالی

مین جائیے اور بشیر کے ہاتھ سے تمام انتظامات اپنے ہاتھ مین لے لیجیے۔ اس کے بعد جب بشیر مجھے لکھین گے تو مین بھی یہان کی حکومت آپ کے سپرد کر دون گا۔ اس لیے کہ مین تو حسب قاعدہ بشیر ہی کا تابع فرمان ہون۔" حاجب نے بگڑ کے کہا "آخر بشیر لکھین ہی گے امیر المومنین کے حکم سے کبھی سرتابی تو کر سکتے نہین پھر تمھین کیا عذر ہے۔ ابھی قوت میرے ہاتھ مین مکران کی حکومت دیدو۔" بشیر نے کہا "یہ نہین ہو سکتا۔ آپ بشیر ہی کے پاس جائیے اور انھین پر اس فرمان کی تعمیل فرض ہے۔ مین بغیر اجازت بشیر کے کچھ نہین کر سکتا۔" آخر دونو مین بحث کو طول ہو گیا۔ حاجب نے برہم ہو کے مامون کو لکھ بھیجا کہ بشیر نے بغاوت کی بیعت توڑ دی اور لڑائی پر آمادہ ہے[5]۔

حاجب نے یہ امر خلاف واقع صرف اس غرض سے لکھ بھیجا تھا کہ اُسے بشیر اور اُس کے اعزا پر ظلم و زیادتی کرنے کا موقع ملے اور اسی وجہ سے جواب کے انتظار مین وہ مکران ہی پر خیمہ زن رہا تاکہ حسب خواہش جواب آئے تو فوج مرتب کر کے کافی قوت کے ساتھ منصورہ مین داخل ہو۔ مگر اس کا نتیجہ بالکل برعکس ہوا۔ مامون کو بشیر کی سرتابی کا تو بیشک یقین ہو گیا مگر اُس کے ساتھ حاجب کی نسبت یہ خیال بھی قائم ہو گیا کہ وہ ضعیف، کمزور اور پست ہمت ہے۔ اور اُسے یہی فکر ہوئی کہ کسی بہادر شخص کو سندھ کی طرف روانہ کرے۔

مامون کی صحبت شوری

مامون اسی سوچ مین تھا اور اُس کے دل مین بار بار یہی رائے قائم ہوتی تھی کہ غسان بن عباد کو اس مہم پر روانہ کرے۔ مگر چونکہ غسان بشیر کا ہم قوم و ہم قبیلہ تھا اور نیز اسوجہ سے کہ اُس کے مزاج مین خود رائی کا مادہ بالکل نہ تھا ایک دن اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کے پوچھا "مین غسان سے ایک بڑا بھاری کام لینا چاہتا ہون تم سب کی اُس کی نسبت کیا رائے ہے؟" تمام لوگ ہر طرف سے تعریفین کرنے لگے کہ وہ بہت ہی بہادر شایستہ اور لائق شخص ہے۔ انھین لوگون کے مجمع مین احمد بن یوسف بھی تھا مگر سب کے خلاف وہ خاموش تھا۔ مامون نے اُس کی طرف مخاطب ہو کے کہا "احمد۔ تم کچھ نہین بولتے!" احمد نے نہایت ہی سنجیدگی اور متانت کے لہجہ مین

[5] یعقوبی۔ ابن اثیر۔ ابن خلدون کا بیان ہے کہ بشیر نے حاجب کو شکست دیدی اور وہ منصورہ پر شکست کھا کے مکران مین واپس آیا اور وہان سے مامون کو یہ اطلاع دی۔

عرض کیا "امیر المومنین غسان بے شک ایسا شخص ہے کہ اُس کی خوبیاں معائب سے زیادہ ہیں۔ اور آپ جس کام پر بھیجین گے اُس کے ہاتھ سے وہی عمل میں آئے گا جو ٹھیک ہوگا۔ اور جب آپ اُسے دھمکی دین گے تو اُس سے کوئی ایسا امر نہ ظاہر ہو گا جس کے باعث پھر معذرت کرنے اور معافی چاہنے کی ضرورت لاحق ہو"

احمد کے اس جواب پر مامون متحیر ہو گیا اور کہا "احمد۔ تم تو غسان کے بہی خواہون اور مخالفون مین ہو تعجب ہے کہ تمھاری زبان سے اُسکی نسبت ایسے خیالات ظاہر ہوان" احمد نے جواب دیا "امیر المومنین مین تو اُس شاعر کی راے پر ہون جو کہتا ہے[۵]

كَفىٰ شُكراً لما اسديتَ اَنّي ‏ صَدَقتُكَ فِي الصَّدِيقِ وَفِي عِدَاتي

(جو مہربانیان حضور نے فرمائی ہین اُن کے شکریہ مین بس اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے دوست اور اپنے دشمن کی نسبت مین نے آپ کی خدمت مین سچی راے ظاہر کر دی)

غسان والی سندھ

اس طرح مامون نے غسان کی نسبت مستقل راے قائم کر کے اُس کے بھائی محمد بن عباد تغلبی کو جو اہل بصرہ مین نہایت ہی صاحب اثر تھا اور وہان ایک سردار کی حیثیت رکھتا تھا اپنے سامنے بلایا اور کہا "تم نے کچھ اور بھی سُنا؟ بشیر باغی ہو گیا" محمد بن عباد نے عرض کیا "کیا مجال! اس کی ذات سے ہرگز ایسی امید نہین اُس نے کبھی بغاوت نہ کی ہو گی" مامون نے کہا "اچھا تو مین تمھارے بھائی غسان بن عباد کو وہان روانہ کرتا ہون تم بھی اُس کے ہمراہ جاؤ" محمد بن عباد نے کہا "جو حکم ہو۔ مین جانے کو تیار رہون[۵]"

الغرض حاجب نامی کا التزام دے کے بُلا لیا گیا اور غسان ۲۱۳ھ مین بہت سی فوج لے کے مع اپنے بھائی محمد بن عباد کے عازم سندھ ہوا۔ غسان نے اپنے ہمراہ یحیی بن خالد برمکی کے بیٹے موسیٰ[۵] کو بھی لے لیا۔ اس لیے کہ مامون نے حکم دیا تھا

[۵] ابن اثیر [۵] یعقوبی۔ [۵] ابن اثیر اور ابن خلدون لکھتے ہین کہ غسان اپنے ہمراہ یحیی برمکی کے بیٹے عمران بن موسیٰ برمکی کو لے گیا تھا۔ مگر تو قیاس غلطی نسخون کی تحریف سے بن گیا جو اصل مین برمکی ہی تھا مگر یہ نہین سمجھ مین آتا کہ عمران اور موسیٰ کا اختلاف کہان سے پیدا ہوا۔ یعقوبی اور بلاذری مین ٹھیک ٹھیک واقعہ لکھا ہوا ہے اس مین اس قدر لکھا ہے جو ہم نے بیان کیا۔ انھین کتابون سے یہ کہ واقعات ابن اثیر اور ابن خلدون وغیرہ مین لیے گئے ہین لہذا ہم نے انھین کے بیان کو ترجیح دی۔

کہ بشیر کو ماخوذ کر کے موسیٰ کے ہاتھ مین حکومت سندھ دے دینا اور اقرار لے لینا کہ سالانہ دس لاکھ درہم خزانۂ خلافت کی نذر کرتا رہے - اِن سامانون اور تجویزون کے ساتھ غسان سرزمین سندھ مین داخل ہوا۔[۱]

غسان اور بشیر

جب غسان منصورہ کے قریب پہونچا اور بشیر کو اُس کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اُسی کے استقبال کے لیے شہر سے باہر نکلا - اور بڑی تعظیم و تکریم سے اُسے ہاتھون ہاتھ لیا - جیسا کہ بغداد مین سُنا گیا تھا اُس کے خلاف یہان آ کے دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا - بشیر سے کسی قسم کی مخالفت و سرتابی نہین ظاہر ہوئی - اور جب اُس کی معزولی اور موسیٰ کے تقرر کا حال اُس کے سامنے بیان کیا گیا تو اُس نے فرمان خلافت کے سامنے فوراً سر جُھکا دیا - اور خود ہی تمام انتظامات اور کل دفاتر موسیٰ کے قبضۂ اختیار مین دیدیے۔[۲]

غسان نے اِن سب باتون کی تعمیل کر کے سندھ کے دفاتر اور معاملات کی بخوبی اصلاح کی - اور کل باتون کو ٹھیک ٹھاک کر کے موسیٰ کو خوب فہمائش کر دی اور اُسے بتا دیا کہ یون انتظام کرنا چاہیے غسان بن عباد کے ہمراہ اُس کا مشہور اور نامور

ابراہیم طبیب

طبیب ابراہیم بن فزارون بھی اُس کے ہمراہ وارد سندھ ہوا تھا - ابراہیم کا بیان ہے کہ عباد کو یہان طاؤس کا گوشت نہایت پسند آیا - کہا کرتا تھا کہ مین نے اپنی عمر مین اُس سے اچھا گوشت نہین کھایا - اور جب تک رہا ہمیشہ طاؤس ہی بھون بھون کے کھائے۔[۳]

یہ تمام کام کر کے غسان نے موسیٰ کو بہ حیثیت والی سندھ کے منصورہ مین چھوڑا اور خود بشیر کو ہمراہ لے کے بغداد کی طرف کوچ کیا - اور سنہ ۲۱۶ھ مین بشیر کو لیجا کے مامون کے سامنے کھڑا کر دیا -

مامون نے بشیر کی مخالفت کا حال سُن کے قبیلۂ مہلب کے اور بھی بہت سے لوگون کو حراست مین کر لیا تھا - جب غسان بشیر کو لے کے پہونچا - اُس کی سفارش کی - اور یقین دلایا کہ اُس نے ہرگز سرتابی نہین کی تھی - اور کسی قسم کی نافرمانی اُس سے نہین ظاہر ہوئی تو مامون سمجھ گیا کہ محض حاجب کی زیادتی اور بغداد کی معمولی گپ تھی - اُس نے فوراً تمام مہلبی لوگون کو چھوڑ دیا جو بے خطا و قصور رسوم عرب کے مطابق ماخوذ کر لیے گئے تھے -

یہ سب ہوا مگر بشیر کے ذمہ سلطنت کی طرف سے دعوای خراج باقی تھا - تاہم

---

[۱] یعقوبی و ابن اثیر [۲] یعقوبی - [۳] طبقات الاطباء

مامون کا رحم

مامون بشیر کی اطاعت کیشی پر ایسا خوش ہوا کہ اُس کی فطرتی رحم دلی جوش مین آئی - سب اپنے دعوے سے دست بردار ہوا بشیر کی خطا معاف کی - روپیہ بھی بخشا اور اُسے رہا کردیا - مامون نے ماخوذشدہ مہلبیون اور نیز بشیر کو رہائی دیتے وقت بہت کچھ انعام واکرام سے سرفراز کیا - اور وہ کردکھایا جو کہا کرتا تھا کہ "مجھے رحم مین اسقدر مزہ ملتا ہے کہ اگر اُس کو ظاہر کردون تو لوگ گناہون کو بطور ہدیہ کے لے لے کے میرے پاس آنے لگین" ع۵

راجہ بالا کا قتل

غسان کے جانے کے بعد موسیٰ نے مملکت سندھ کی طرف بآزادی توجہ کی - اور جو کام اُس نے سب سے پہلے کیا وہ یہ تھا کہ مشرقی اضلاع سندھ کے راجہ بالا کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا - بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ مذکور موسیٰ کو پانچ لاکھ درہم دیتا تھا کہ میری جان بخشی کے عوض مین یہ رقم قبول کرو اور مجھے چھوڑدو - مگر موسیٰ نے ایک نہ مانی اور اُس کی خودپسندی پر اسقدر برہم تھا کہ جان ہی لے کے چھوڑا ع۵

اُس کا جرم

اِس راجہ کا جرم یہ بتایا جاتا ہے کہ جس وقت غسان بن عباد منصورہ مین ٹھہرا ہوا تھا اُس وقت راجہ بالا نے باوجود اِس کے کہ مطیع الاسلام تھا غسان سے انحراف کیا - اور انحراف بھی ایک ایسی نالائق بنا پر کیا کہ سوا اِسکے اور کچھ نہین کہا جا سکتا کہ اُس نے اپنی موت کو آپ ہی بُلایا - راجہ نے ایک دعوت کی تھی جسمین تمام گردونواح کے راجاؤن کو بلایا تھا - یہ دعوت بظن غالب اُسی قسم کی دعوت تھی جسمین کہ تمام دیگر راجاؤن سے اپنی عظمت کا اعتراف کرایا جاتا تھا - گھوڑے کی قربانی ہوتی تھی اور اُسکے بعد تمام شرکاے دعوت جو اکثر صاحبان مُلک ہوا کرتے تھے دعوت کرنے والے راجہ کی عظمت وجلال سے پھر کبھی انحراف نہین کرسکتے تھے -

غرض راجہ بالا نے اسی قسم کا ایک جلسہ جسے آجکل کی اصطلاح مین دربار قیصری کہنا چاہیے اپنے گھر بیٹھے بیٹھے کیا اور اُسمین غسان کو بھی مدعو کیا تاکہ دعوے کے ہی دھوکے مین اُس سے بھی اپنی عظمت کا اقرار کرالے - غسان نے جب اِس جلسہ کی کیفیت سُنی تو اسمین شریک ہونا اپنی ذلت سمجھا اور راجہ کی حماقت پر متعجب ہوا کہ اسلامی حکومت کا

ع۵ ابن اثیر - ع۵ ایلیٹ -

مطیع ہو کر ایسے مجنونانہ خیالات مین پھنسا ہوا ہے۔ بہرحال غسان نے شرکت دعوت سے صاف انکار کر دیا۔

غسان کی طرف سے ایسے حطاہت توقع انکار کو سُن کر دو ملین بہت ہی برہم ہوا۔ اور اس برہمی مین جو خیالات اُس سے ظاہر ہوئے اُس کی آشفتہ مزاجی اور ارادۂ بغاوت کی خبر دیتے تھے۔ غسان تو راہی بغداد ہوا مگر موسیٰ نے جب اُس کے یہ تیور دیکھے تو اُسے سخت ناگوار ہوا۔ فوراً فوج بھیج کے اُسے گرفتار کرا لیا۔ اور بعد گرفتاری گو اُس نے بہت منت و خوشامد کی اور بہت کچھ لالچ دلایا مگر موسیٰ نے بلا تامل قتل کر ڈالا عـه

بعض مورخین کی غلطیاں

کہا جاتا ہے کہ مامون کے عہد مین جب اضلاع خراسان اور قریب قریب تمام مشرقی ممالک خلافت طاہر ذوالیمینین کے ہاتھ مین دیے گئے تو سندھ پر بھی اُس کا قبضہ ہوا۔ اور اُس کا بیٹا بیان کا والی مقرر ہو کے آیا۔ اسی طرح یہ بھی کہا جاتا ہے جب بنی سامان کا زمانہ آیا تو سندھ پر وہ حکمران تھے مگر ان واقعات کا کوئی صحیح پتہ نہین چلتا بخلاف اس کے معتبر شہادتین یہ کہہ رہی ہین کہ سندھ کو اُن لوگون سے کسی قسم کا تعلق نہ تھا عـه

سندھ میں خود مختار عربی ریاستیں

مامون کے عہد مین جب کہ موسیٰ منصورہ پر حکومت کر رہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ بعض اضلاع سندھ پر چند عربی نژاد خاندان مستقل طور پر حکمران ہو گئے تھے۔ جو والی منصورہ کی اطاعت سے آزاد تھے اور خود خلافت نے بھی اُن کی اس آزادی کو تسلیم کر لیا تھا۔ چنانچہ مامون ہی کے زمانہ کا یہ واقعہ ہے کہ بنی سامہ کے غلام فضل بن ماہان نے شہر سندان پر قبضہ کر لیا۔ اور خوب اچھی طرح آزادی سے تصرف حاصل کر کے یہ چالاکی کی کہ مامون کی خدمت مین ایک ہاتھی بطور نذر روانہ کیا اور اُس کے ساتھ ایک عریضہ بھی بھیجا جس کے ذریعہ سے اطاعت و فرمانبرداری کا اعتراف کیا تھا عـه

فضل حاکم سندان

اس کے بعد فضل نے سندان میں ایک جامع مسجد بنائی اور اُس مین بڑے جوش و خروش سے مامون کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اُس کے لیے درازی دولت کی دعائین مانگین۔ چنانچہ مامون رشید نے اُس کی طرف سے اپنا اظہار اطاعت منظور کیا

عـه بلاذری عـه بلاذری - عـه بلاذری

سے اُسے بالاستقلال والی سندان تسلیم کر لیا - اور اس کے بعد بغیر اس کے کہ کبھی والی سندھ کے آگے سر جھکانا پڑے وہ اپنے دم واپسین تک شہر سندان پر متصرف رہا[عہ]

محمد بن فضل — فضل نے جب اس دنیاے فانی سے انتقال کیا تو اُس کے مرتے ہی اُس کا بیٹا محمد بن فضل اپنے باپ کا جانشین ہوا - یہ محمد ایک اولوالعزم شخص تھا - اس نے صرف ایک شہر کی چار دیواری مین بیٹھنا اور ایک متوکلانہ زندگی بسر کرنا پسند کیا - اور ستر کشتیان فراہم کر کے اپنے جوانون کو سوار کرایا اور براہ دریا جا کے شہر میدہند پر حملہ آور ہوا - وہان بہت سے لوگون کو قتل کر کے اور کامیابی کے ہار گلے مین ڈال کے شہر خالی پر تاخت کی اور ایک ہی پُر جوش حملہ مین اُسے بھی فتح کر لیا - مگر افسوس کہ خانگی جھگڑے یکایک ایسے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اُسے مجبوراً خالی سے آگے بڑھنے کا موقع نہ ملا اور نہایت تردد و تشویش کے ساتھ سندان مین واپس آیا جس کا حال ہم آگے معتصم کے عہد مین بیان کرین گے[عسہ] -

ولایت سندھ کی کمزوری — یہی زمانہ ہے جس وقت کہ ولایت سندھ کی مجموعی قوت ٹوٹ گئی - اور تمام بلاد شہر جو اس سے پیشتر ایک والی کی ماتحتی مین رہا کرتے تھے اُن مین سے بعض نے اپنے سیلے علحدہ حکمران اختیار کر لیے - اسی عہد مین جب کہ موسی ولایت سندھ پر دار الخلافت کی طرف سے مامور تھا سندان والون نے سند آزادی حاصل کی -

---

چوتھا باب

سندھ مین عباسیون کا آخری اثر

المعتصم کی [illegible] — آخر زمانہ نے مامون کا ورق اُلٹا اُس نے سنہ ۲۱۸ھ مین دنیا کو رخصت کیا اور اُس کا بھائی المعتصم باللہ تخت خلافت پر جلوہ آرا ہوا[سہ] - المعتصم کے عہد مین محمد بن فضل کو اپنے سفر جہاد پر سے مجبوراً سندان مین واپس آنا پڑا - وہ اپنی ہمت اور حوصلہ مین ٹھکانہ تھا یقیناً وہ اپنی فتحمندی کی رفتار مین بہت دور تک نکل جاتا وہ شہر خالی پر قبضہ کر ہی چکا تھا کہ یکایک گوشش گزار ہوا کہ اُس کی غیبت مین موقع پا کے اس کے بھائی ماہان بن فضل نے سندان پر قبضہ کر لیا[للعہ] -

خاص اپنے بھائی کی طرف سے ایسی خلاف توقع سرد مہری کا حال سُن کے وہ بہت

عہ بلاذری - عسہ بلاذری سہ ابن اثیر للعہ بلاذری -

ہی حیران ہوا - اور جب سندان پہونچ کے اُسے اِس خبر کی تصدیق ہوئی اور وہ شہر جو اپنا مرکز حکومت تھا اور مدت تک خاص اپنے قبضۂ اقتدار مین رہ چکا تھا اُس کے پھاٹک خود اپنے اُوپر بند دیکھے تو باہر کسی گاؤن مین ٹھہر گیا - اور دار الخلافت بغداد کی طرف بغرض چارہ جوئی عریضہ روانہ کیا - اِس عریضے کے ساتھ اُس نے ایک ساگھو کی لکڑی کا اتنا بڑا بے داغ ٹکڑا بھی بطور نذرانہ بھیجا جو عراق مین نہایت حیرت کی نگاہون سے دیکھا گیا - اِس لیے کہ اِس سے بڑا ساگھو کا ٹکڑا وہان کبھی کسی کی نظر سے گزرنا کیا معنے خیال مین بھی نہ گزرا تھا عہ

محمد بن فضل کا بے خبر بھاگنا

معتصم باللہ نے اُس کے عریضے پر توجہ کی اور ارادہ کیا کہ ماہان کو ہٹا کے پھر محمد بن فضل مقرر کیا جائے - مگر جب تک خلافت کی طرف سے کوئی بندوبست ہو ہو ماہان نے اُسے کمزور پا کے مقابلہ کیا - خرابی یہ تھی کہ سندان اور اُس کے قرب وجوار کی رعایا عموماً ماہان کی طرفدار تھی اور محمد کے سب خلاف تھے - فوجی حلقون مین بھی ہر طرف اُس کی ناراضی کا اثر پھیلا ہوا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس غریب کو کہین پناہ بھی نہ مل سکی - خود اُس کے ہمراہی اُسے چھوڑ چھوڑ کے ماہان سے جا ملے اور آخر وہ اپنے بے مہر بھائی کے ہاتھ مین گرفتار ہو کے فوراً قتل کر ڈالا گیا - اور اُس کی لاش منظر عام مین مصلوب کی گئی تاکہ لوگون کو عبرت ہو عہ

مامون کے آخر عہد تک منصورہ کی حکومت موسیٰ برمکی ہی کے ہاتھ مین تھی معتصم کے زمانہ مین بھی ابتدائً وہی حکمران رہا - اُس کی نسبت مورخین کہتے ہین کہ ایک نیک اور فیاض فرمانروا تھا - بہت انصاف اور معدلت پروری سے حکومت کی - اور سندھ مین اپنی نیکیون اور رحم دلیون کی بہت سی یادگارین چھوڑین - اور آخر چند روز بعد اپنی داستان فسانہ گویون کی زبان پر چھوڑ کے ۲۲۱ ہجری مین رہ گرا سے عالم جاودان ہوا - اور مرتے وقت اپنے بیٹے عمران کو اپنا جانشین مقرر کر گیا - دار الخلافت مین جب یہ خبر پہونچی تو معتصم باللہ نے بھی عمران کو والی سندھ تسلیم کر لیا - اور حکومت کا فرمان لکھ کے اُس کے پاس بھیج دیا سہ

عمران حاکم سندھ

عمران کو جب یہ فرمان مل گیا تو اُس نے اپنے دل کے پُر جوش حوصلہ پورے

عہ بلاذری - عہ بلاذری - سہ بلاذری -

کرنے کی طرف توجہ کی۔ سب سے پہلے اُس نے قیقان پر حملہ کیا جس پر جاٹ لوگ متصرف ہوگئے تھے۔ جاٹون کو اُس نے اُن کی سرتابی پر خوب سزا دی۔ اور اچھی طرح قلع وقمع کرکے قیقان پر قبضہ کیا۔ یہ کارروائیان کرکے وہ واپس آیا راستہ مین آتے وقت ایک مناسب مقام دیکھ کے وہان ساحل بحر پر ایک نیا شہر آباد کیا جس کا نام "بیضاء" رکھا اس جدید شہر بیضاء کو اُس نے ایک فوجی مستقر قرار دیا اور اُس مین چھاؤنیان بنوائین اور منصورہ مین چلا آیا[عہ]

عمران کا قیقان پر حملہ

نیا شہر بیضاء

منصورہ مین چند روز قیام کرکے اُس نے شہر قندابیل کی طرف کوچ کیا۔ اس شہر پر محمد بن خلیل نامی ایک شخص نے زبردستی تصرف کرلیا تھا۔ جو احکام خلافت سے سرتابی کرتا تھا۔ اُس کی طرف سے علم بغاوت بلند دیکھ کے عمران قندابیل پر حملہ آور ہوا۔ یہ شہر ایک پہاڑ کی چوٹی پر آباد تھا اور نہایت مضبوط مقام تھا۔ گو دقتین تھین مگر عمران نے فوراً محاصرہ کرلیا۔ آخر محمد بن خلیل جب عاجز ہوا تو نکل کے مقابلہ کیا عمران نے اس عمدگی اور شائستگی سے اپنے سپاہیون کو لڑایا کہ محمد کو شکست ہوئی۔ اور عمران نے شہر پر قبضہ کرلیا۔

باغی قندابیل پر حملہ

عمران نے اس طرح قندابیل پر قبضہ کرکے وہان کے صاحب اثر فتنہ پرداز اور پرخاش جو رؤساے عرب کو جلاوطن کردیا اور شہر قصدار مین جاکے سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح تمام فسادانگیز لوگ قندابیل سے نکل گئے۔ اور عمران کی جرأت آمیز کوشش سے یہ مضبوط شہر جس کا فتح کرنا ایک ادنے کمزور باغی کے مقابلہ مین بھی دشوار ہوجاتا تھا ہر قسم کے فتنہ و فساد سے آزاد ہوگیا۔[عہ]

عربی سرگروہون کی جلاوطنی

قندابیل کا انتظام کرکے جوان ہمت عمران مید لوگون پر حملہ آور ہوا۔ اسلیے کہ ان لوگون نے یہان تک سر اُٹھایا تھا کہ بالکل خلافت کے اطاعت سے نکل گئے تھے۔ عمران ان لوگون سے جو لڑائیان لڑا اُن مین بھی بہت کشت و خون کی نوبت آئی۔ خاص قوم مید مین سے تین ہزار آدمی تہ تیغ ہوئے۔ ایسی زکین پائے اور اتنی جانین دینے پر بھی مید لوگون نے اطاعت کا اقرار نہ کیا تب عمران نے بڑھ کے اُن کے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ اور ارادہ کردیا کہ چاہے کچھ ہو بغیر مید لوگون کو سزا دیے نہ رہے گا۔

مید لوگون کی سرکوبی

عہ بلاذری۔ عہ۔ بلاذری۔

اس محاصرہ کے زمانہ مین عمران نے ایک کھڑ سنجہ کی مضبوط سڑک بنوائی "جو سکۃ المید" (سڑک مید) کے نام سے مشہور ہوئی - پھر وہ شہر سے ذرا ہٹ کے نہر رود کے کنارے خیمہ زن ہوا - اور اُن جاٹون کو جنھین گرفتار کر کے ہمراہ لایا تھا اپنے سامنے بلوایا اُن کے ہاتھون پر مہرین لگوا دین - پھر اُن پر جزیہ مقرر کیا - اور حکم عـه دے کے چھوڑ دیا کہ تم لوگون کا جب کبھی جائزہ لیا جائے تو لازم ہے کہ تم مین سے ہر شخص کے ساتھ ایک کتا بھی ہو - اس حکم کا یہ نتیجہ ہوا کہ کتون کی قیمت بہت زیادہ ہو گئی تھی اور نہ ملتے تھے - اور آخر ایک ایک کتا پچاس پچاس درہم پر فروخت ہوتا تھا۔ عـه

قلعہ پر یورش

یہ کارروائیان کر کے اُس نے بڑی سختی سے مید پر حملہ کیا - اُسوقت سرداران قوم جاٹ جنھون نے اطاعت اسلام قبول کر لی تھی اُس کے ہمراہ رکاب تھے - اُنھی مید کے محاصرہ مین جیسی مستعدی اور جیسی کارگذاریان دکھائین شاید اس سے پہلے کسی عرب سردار نے کسی شہر کے محاصرہ مین نہ دکھائی ہون گی - اُس نے صرف محاصرہ ہی نہین کیا اور باہر کی مدد ہی نہین رد کی بلکہ شہر والون کو ہر طرح تنگ اور عاجز کیا -

کمال انجنیری کا ایک نمونہ

یہان ایک نہر تھی جو شہر مید کے اندر سے ہو کے گذری تھی - یہ ایک پہاڑ سے نکلی تھی اور اُس کا پانی نہایت صاف شیرین اور خوشگوار تھا - چنانچہ شہر والون کی زندگی اُسی کے پانی پر بسر ہوتی تھی - عمران نے سمندر کا پانی کاٹ کے اُس نہر مین گروا دیا جس کی تلخی سے نہر کا پانی بالکل کھاری ہو گیا - اور شہر والے آخر ایک ایک بوند پانی کو ترسنے لگے لیکن اُس پر بھی مید والون نے شہر کے پھاٹک نہ کھولے اور اُسی طرح شہر مین چھپے بیٹھے رہے - حملہ آور کی اطاعت کا اقرار نہ کرنا تھا نہ کیا - عمران نے بھی ہمت نہین ہاری - اُسی طرح محاصرہ کیے پڑا رہا - روز چارون طرف اضلاع پر تاخت و تاراج کرتا تھا - اور شہر پر سختی کرتا تھا۔ عـه

اس مین کوئی شک نہین کہ عمران کے ہاتھ سے مید لوگون کے بچ جانے کی کوئی امید نہ تھی مگر دنیا مین بعض اتفاقات ایسے پیش آیا کرتے ہین جن سے تقدیر کا مسئلہ بخوبی

عـه یہ حکم کوئی نیا نہین بلکہ جاٹون کے لیے قدیم زمانہ سے اور چچ کے عہد سے چلا آتا تھا جس کو محمد بن قاسم نے بھی جائز رکھا - غالباً اسی وجہ سے آج تک بلوچستان اپنے کتون کے اعتبار سے مشہور ہے جو کسی اجنبی کو پاس پھٹکنے نہین دیتے - عـه بلاذری - عـه بلاذری -

ثابت ہو جاتا ہے - اور جو انسان کے لیے ایک عجیب عبرت کا سبق ہو جایا کرتے ہین - ایسا ہی معاملہ یہان بھی پیش آیا - ادھر تو میدؔ کا فتح ہونا ایک ہونے والی بات نہ تھی اور دوسری طرف عمران بن موسی کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا تھا -

پھر نزاری یمانی کا جھگڑا

ان آخر الذکر تقدیری معاملات کا وقوع اس طرح ہوا کہ وہی منحوس متعصبانہ جھگڑا جس نے اسلام کو بہت جگہ نقصان پہونچایا یعنی یمانیہ اور نزاریہ قبائل عرب کا تعصب اضلاع سندھ مین پھر چمک اُٹھا - عمران یمانیہ لوگون کا جانبدار تھا اسی عناد مین نزاری لوگ اُسکی جان کے درپے ہو گئے - عمر بن عبد العزیز ہباری جو ہبار بن اسود کی نسل سے تھا اور اپنی جرأت و لیاقت کی وجہ سے تمام نزاریون کا سردار مانا جاتا تھا یکایک اُٹھ کھڑا ہوا - اور ایک فوج لے کے عمران کے مقابلہ کو چلا[عہ]

عمران میدؔ لوگون کے محاصرے مین اسقدر سرگرم تھا کہ دیگر تمام معاملات کی طرف توجہ بھی نہ کرتا تھا اُسے عمر کی روانگی کی خبر بھی نہ ہوئی اور عمر نے اس تیزی سے منازل قطع کیے کہ اچانک آپڑا - عمران کے ہمراہی ہوشیار بھی نہ ہونے پائے اور چالاک حریف نے ایسا ایک حملہ کر کے عمران کو قتل کر ڈالا - یہ عمر بن عبد العزیز تین پشتون سے ہندوستان مین تھا - اور اُس کا دادا حکم بن عوانہ کلبی کے ساتھ وارد سندھ ہوا تھا[عہ]

عمران کا مارا جانا

عمران کے مارے جانے کی خبر جب معتصم کو پہونچی تو اُس کو یہ پسند نہ ہوا کہ ایک شخص خلافت کے متعین کیے ہوئے والی کو مار ڈالے اور پھر اُس کی یہ کارروائی جائز بھی رکھی جائے - اُس نے فوراً عنبسہ بن اسحق ضبی کو والی سندھ مقرر کر کے روانہ کیا

عنبسہ حاکم سندھ

عمر بن عبد العزیز نے اگرچہ ایک لائق اور بہادر والی کو مار ڈالا تھا - اور خود بھی ذاتی طور پر بہت بڑی قوت رکھتا تھا اس لیے کہ مسلمانان سندھ پر اُن دنون اُس سے زیادہ کسی کا اثر نہ تھا مگر خلیفہ معتصم کی جانب سے عمران کی جگہ عنبسہ بن اسحق ضبی والی مقرر ہو کے آگیا تو اُسکو سوا اطاعت و فرمان برداری کے اور کوئی چارہ نہ نظر آیا -

اُسکی پالیسی

اس کے ساتھ یہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود عنبسہ کے دل پر بھی عمر کی قوت کا اتنا اثر پڑا ہوا تھا کہ خلافت کا منشا تو یہ تھا کہ اُسکی قوت توڑی جائے مگر عنبسہ نے

عہ بلاذری عہ بلاذری -

اس نے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی۔ متعدد اطراف مین دیگر مسلمان سردارون نے جہان جہان سرتابی کی اُن کو اُس نے بخوبی سزا دی اور ثابت کر دیا کہ وہ طرح دینے والا یا دل کا ضعیف بھی نہ تھا لیکن عمر بن عبد العزیز اپنے اطمینان و آزادی سے بیٹھا رہا۔ اور عنبسہ نے کبھی پوچھا بھی نہین کہ عمران کی جان لینے کے اسباب کیا تھے۔

اُس کا تسلط

عنبسہ جب حکومت سندھ پر مامور ہوا ہے تو قبل اِس کے کہ وہ سرزمین منصورہ مین پہونچے کئی عربی شہزادہ صاحب اثر و رسوخ کئی شہرون کو دابے بیٹھے تھے۔ لیکن جب وہ منصورہ مین داخل ہو گیا تو مجبوراً سب نے سرِ اطاعت جھکا دیا۔ اور اُس کی خدمت مین حاضر ہو کے حکومت سندھ پر مبارکباد دی صرف عثمان نامی ایک شخص نے اپنی سرتابی مین استقلال دکھایا۔ اور اگرچہ عنبسہ کی طرف سے بڑی بڑی کوششین کی گئین مگر اُس نے اطاعت سے انحراف ہی کیا۔ آخر عنبسہ ایک لشکر لے کے چڑھ دوڑا۔ عثمان نے شہر مین چھپ کے پناہ لی۔ اور اِس مضبوطی و احتیاط سے مقابلہ کرتا رہا کہ حملہ آورون کو نو برس کے مسلسل محاصرہ کے بعد شہر فتح کرنا نصیب ہوا۔[عہ] عنبسہ نے ایسی کارگذاریان کین اور اِس بیدار مغزی سے سرزمین سندھ پر حکومت کی کہ معتصم کو کبھی اُس کے بدلنے کی ضرورت نہین معلوم ہوئی۔ یہان تک کہ اُس کا دور تمام ہو گیا

زبردست باغی خلافت بابک کی گرفتاری

معتصم کے زمانہ مین سب سے بڑا اور زبردست دشمن خلافت بابک تھا جس نے ایک مدت سے سر اُٹھا رکھا تھا۔ اور افواج خلافت کو اُس کے مقابلہ مین اکثر زک و صدمہ اُٹھانا پڑے تھے۔ آخر معتصم کے ترکی جوان مرد سپہ سالار افشین نے اُسے کامل زک دے کے گرفتار کر لیا جب سنہ ٢٢٣ ہجری مین افشین نے اس نامور قیدی کو لے دار الخلافت سامرہ مین معتصم کے سامنے لا کے حاضر کیا تو معتصم اسقدر خوش ہوا کہ جوش مسرت مین دو موتیون کے ہار افشین کے گلے مین ڈال دیے۔ اور خاص اُس کو اپنی ذات کے لیے دو کرور درہم دیے[عہ]

[عہ] یعقوبی[عہ] مسٹر الیٹ لکھتے ہین کہ یہ دو کرور سندھ کے محاصل سے دیے گئے جو یہان کے دو سال کے خراج کے برابر تھے ابن اثیر اور دیگر مورخین نے بھی اِس واقعہ کو بیان کیا ہے مگر یہ نہین لکھا کہ یہ روپیہ محاصل سندھ کا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ بالکل غلط ہے اِس لیے کہ مامون نے جب سے برمکی کو حکومت سندھ

پھر ایک کروڑ درہم اِس غرض سے دیے کہ اپنے ہمراہی جوان مردوں کو انعام و اکرام کے طریقے سے دے کے مسرور و محظوظ کرے۔ اور اِس قدر قدردانی کی کہ جس وقت وہ بابک کو لے کے سامرہ کی طرف روانہ ہوا ہے تو میدان جنگ سے لے کے سامرہ تک یہ پورا انتظام کر دیا گیا تھا کہ ہر منزل پر اُسے ایک خلعت گران بہا دیا گیا۔عہ

سپہ سالاران خلافت کو سندھ میں جاگیر

قدردانی اتنے ہی پر تمام نہیں ہو گئی تھی بلکہ معتصم نے اِس خدمت کے صلہ میں افشین کو سرزمین سندھ میں ایک بڑی جاگیر بھی مرحمت فرمائی۔ اور شعرا کو بھیجا کہ جا کے اُس کی مدح خوانی کریں عہ۔ یہ جاگیر دینا صاف بتاتا ہے کہ المعتصم کے عہد تک سندھ کے صرف بلاد سواحل ہی نہیں بلکہ زیادہ حصہ ہائے زمین خلافت کے قبضہ میں تھے۔ ہاں بعض شہروں پر البتہ جیسا کہ ہم خود ہی اوپر بیان کر آئے ہیں بعض سرکش مسلمانوں نے تغلب کر لیا تھا۔ اور جنھوں نے آخر میں چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں اور امیروں کی حیثیت پیدا کی۔

عسیقان اور اُس کا مندر

المعتصم باللہ کے عہد کا ایک یہ واقعہ بلاذری نے نقل کیا ہے جو غالباً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ بلاذری اُسی عہد کے لوگوں میں ہے لہذا اُس کے بیان کی مجرد اپنے قیاس پر تکذیب نہیں کی جا سکتی۔ گو ہم جانتے ہیں کہ بعض طبائع اِسے کسی قدر مستبعد خیال کریں گی۔ وہ یہ کہ اُن دنوں کشمیر ملتان اور لاہور کے درمیان میں ایک مقام تھا جس کا نام عسیقان عہ تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی حکومت تھی جس پر ایک ہندو راجہ فرمان روائی کرتا تھا۔ عموماً بُت پرست لوگوں کی آبادی تھی۔ اور ایک بڑا بُت خانہ سارے شہر اور گرد و نواح کے عقیدت مندوں کا مرجع تھا جس میں اس بڑے دیوتا کی مورت رکھی تھی جس کی پرستش وہاں عموماً سب سے افضل خیال کی جاتی تھی۔ اُس بُت خانہ کی

مامور کیا ہے تو اُس سے سندھ کا خراج دس لاکھ درہم مامور کرایا تھا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ دو کروڑ درہم دو سال میں کیونکر خزانے کو وصول ہو گئے۔ اصل یہ ہے کہ سندھ کی زمین جاگیر کے طور پر دیگئی تھی۔ اور انعام خاص خزانہ دارالخلافت سے دیا گیا۔

عہ ابن اثیر۔

عہ مسٹر ایلیٹ عسیقان کی تحقیق میں لکھتے ہیں کہ "عسیقانی ہے جس کا ذکر اِس سے پیشتر کے زمانہ میں بعض لوگوں نے کیا ہے"۔

عمارت بہت عالیشان تھی - غیر معلوم زمانہ سے برابر اُس کی پرستش ہوتی چلی آتی تھی - اور ہمیشہ سے وہان کے راجہ اس دیوتا کے آگے سر جھکاتے رہتے تھے -

اتفاقاً معتصم کے زمانہ مین وہان کے راجہ کا لاڈلا بیٹا بیمار ہوا - جان نثار باپ نے دوا درمن مین کوئی بات فروگذاشت نہین کی - دُور دُور سے اطبا آئے اور مجبوراً تھک کے چلے گئے - لڑکا روز بروز گھلتا چلا جاتا تھا اور بیماری روز افزون ترقی کر رہی تھی - دنیا کا عام قاعدہ ہے کہ ایسی مجبوری کی حالت مین انسان مذہب کا دامن پکڑتا ہے - چنانچہ راجہ نے اُس عظیم الشان مندر کے تمام پنڈتون اور پوجاریون کو بلا کے کہا "دیوتا کے سامنے جا کے دعا مانگو اور التجا کرو کہ میرے لڑکے کو اچھا کر دے" پوجاریون نے راجہ کی درخواست منظور کی اور بہت دعا نے کی [illegible] لی -

دیوتا سے جواب تو کیا ملا ہوگا مگر پوجاریون نے بات بنا کے راجہ کے خوش کر دینے کے لیے تھوڑی دیر کے بعد آکے کہا "مہاراج - آپ اپنا کلیجہ ٹھنڈا رکھیے دیوتا کی مدد سے راج کنور اچھے ہو جائین گے - ہم نے ٹھاکر جی سے دعا کی اور ہم کو معلوم بھی ہو گیا کہ ہماری دعا قبول ہو گئی - جب دیوتا وعدہ کر چکے تو پھر کسی بات کا اندیشہ نہین ہے" یہ ایسا تسکین بخش وعدہ تھا کہ راجہ نے علاج کی طرف سے بھی غفلت کی اور بالکل برہمنون کے کہنے پر بھروسا کر لیا - اُس کی امیدین قوی ہو گئین - اور دل مین آرام پیدا ہوا -

لیکن اتفاق - یا برہمنون کی بدقسمتی کہ اُن کے وعدے کے خلاف یکایک مرض نے ترقی کی - اور وہ لاڈلا بیٹا باپ کے حسرت زدہ دل کو داغ دے گیا - یہ اتنا بڑا صدمہ تھا کہ راجہ کے ہوش و حواس بجا نہ رہے - اور خصوص برہمنون پر تو اُس کا غصہ جنون کے درجہ کو پہونچ گیا - نتیجہ یہ ہوا کہ یکایک اُس کے دل سے بت مندر اور برہمنون کی وقعت بالکل جاتی رہی - اُس نے فوراً بلا لحاظ اس کے کہ رعایا کے عقائد کا کچھ پاس و لحاظ کرے یا ملک کے جوش و خروش اور عام برہمی کے نتائج پر غور کرے جا کے مندر کھدوا ڈالا - مورت کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور تمام پوجاریون اور خدام بت خانہ کو تہ تیغ کیا -

مندر کا انہدام

راجہ کا مسلمان ہونا

اِس کارروائی کے بعد راجہ کو مذہبی امور اور عقائد نجات کی تحقیق و تفتیش ہوئی۔ اُس نے اُن تمام مذاہب پر نظر ڈالی جو اُس کے سامنے تھے اور جن سے وہ واقفیت حاصل کر سکتا تھا۔ اور دریافت کرنے لگا کہ دنیا مین کون مذہب سچا ہے۔ اتفاقاً اُن دنون اُس کی قلمرو مین کچھ مسلمان تاجر بھی موجود تھے۔ راجہ کو جب اُن کی موجودگی کا حال معلوم ہوا تو انھین اپنے سامنے بلا بھیجا۔ اُن لوگون نے اُس کے دربار مین جا کے اسلام کے اصول و عقائد بیان کیے اور کہا کہ "اسلام کی غرض صرف اسقدر ہے کہ خالص توحید دنیا مین مروج ہو۔ اور انسان کے عادات حرکات سکنات اور عبادات سے کسی قسم کا شائبۂ شرک نہ ظاہر ہو۔ اور صرف اسلام ہی ہے جو ایسی خالص توحید کی طرف دنیا کو بلاتا ہے"۔ یہ باتین راجہ کے دل پر اثر کر گئین اور اُس نے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑ کے فوراً دین اسلام قبول کر لیا۔

الواثق باللہ کی خلافت ۲۲۷ھ سے ۲۳۲ھ تک

اب ۲۲۷ھ ہجری آیا۔ المعتصم باللہ نے داعی اجل کو لبیک کہی اور فرش خاک پر جا کے متمکن ہوا۔ اور سریر خلافت پر اُس کی جگہ الواثق باللہ نے قدم رکھا۔ عنبسہ[۱] بن اسحٰق جو معتصم کے زمانہ[۱] مین والی سندھ مقرر کیا گیا تھا اُس کے عہد تک برابر رہی تھا اور اس کی کارگذاریان ایسی قابل قدر تھین کہ واثق نے بھی تبدیلی کی کوئی وجہ نہ پائی اور اختیارات حکومت سندھ انھی کے ہاتھ مین رکھے۔

سندھ مین پہلا قیدخانہ

واثق کے عہد خلافت مین عنبسہ نے منصورہ کے تمام انتظامات سے فراغت کر کے شہر دیبل کی راہ لی۔ اس وقت تک سرکاری مجرمون کے رکھنے کے لیے سندھ مین کوئی خاص عمارت نہ تھی۔ عنبسہ کو اسکی زیادہ ضرورت پڑی۔ اِس لیے کہ اُسے سندھ کی طوائف الملوکی مٹاتے وقت بہت سے لوگون کے مقید رکھنے کی ضرورت پڑی۔

---

[۱] ابن اثیر۔[۱] مگر یعقوبی کہتا ہے کہ عنبسہ کا تقرر واثق باللہ کے عہد مین ہوا۔ اُس کا بیان ہے کہ واثق نے اپنے زمانہ مین کل اضلاع مشرق کی حکومت لب دجلہ سے لے کے سواحل سندھ و ہند تک تمام و کمال ایتاخ ترکی کے ہاتھ مین دیدی تھی۔ ایتاخ نے جب سُنا کہ سندھ کی انتظامی حالت خراب ہو رہی ہے اور بدنظمی اس حد تک پہونچ گئی کہ طوائف الملوکی نے والی سندھ عمران کا بھی کام تمام کر دیا تو اُس نے اپنی طرف سے عنبسہ کو والی سندھ مقرر کر کے بھیجا۔ یعقوبی اِس بیان مین متفرد ہے۔ لیکن بلاذری اور دیگر مورخین یہی کہتے ہین جو ہم نے اوپر کہا کہ عنبسہ بن اسحٰق ضبی کا تقرر معتصم کے زمانہ مین ہوا۔ اگرچہ وہ واثق باللہ کے عہد مین بھی اسی خدمت پر مامور رہا۔

دیبل پہونچ کے اُس نے اُس قدیم شکستہ حال مندر کو اس کام کے لیے تجویز کیا جو محمد بن قاسم کے حملے کے وقت منجنیق عروس کی مار کھا چکا تھا۔ اور باوجود ڈیڑھ سو برس گذر جانے کے اب تک کھڑا ہوا زمانہ کو اپنی گذشتہ داستان سنا رہا تھا۔

عنبسہ نے اُس کے طولانی گنبد کی چوٹی توڑ کے گروا دی۔ عام مکانات کی طرح اُس کی چھت مسطح کرا دی اور جو پتھر اس عمارت سے نکلے اُن سے شہر کی دیگر ضروری عمارات کی مرمت شروع کی۔ شہر دیبل کی اصلاح کی اُسے بڑی خواہش تھی جس کی طرف وہ اب آزادی اور فارغ البالی سے توجہ کر سکا[عہ]۔ اب سنہ ۲۳۲ھ آیا اور الواثق باللہ کو سفر آخرت درپیش ہوا۔ تاج خلافت المتوکل باللہ کے سر پر رکھا گیا۔ متوکل نے تخت پر بیٹھتے ہی عہد واثق کے نامور ترکی سردار ایتاخ کو کسی ناراضی پر قتل کر ڈالا۔ والی سندھ عنبسہ اُسی کی سفارش اور کوشش سے ولایت سندھ پر مامور کیا گیا تھا۔ اتفاقاً سنہ ۲۳۲ھ ہجری مین خلافت کا تاج جب متوکل کے سر پر رکھا گیا اور ایتاخ پر تباہی آگئی تو اُس کے مامور کردہ لوگون پر بھی جدید صاحب اختیار سردارون کی نظرین پڑنے لگین۔ یہ سُن کے عنبسہ انتہا سے زیادہ خائف ہوا اور آخر اُس سے سوا اُس کے اور کچھ نہ بنی کہ ولایت سندھ چھوڑ کے عراق کی راہ لے اور دار الخلافت بغداد کے قریب پہونچ کے لوگون کے موافق بنانے کی کوشش کرے۔ المتوکل باللہ کی خلافت سنہ ۲۳۲ھ سے سنہ ۲۴۷ھ تک

ایسے نازک وقت مین جبکہ پہلے ہی سے پُر غضب نگاہین پڑ رہی تھین۔ عنبسہ کا اپنے مستقر سے ہٹنا متوکل کے لیے ایک کافی حیلہ تھا۔ اُس نے فوراً اُسے ولایت سندھ سے معزول کر دیا۔ اور ہرون بن ابی خالد مروروزی کو مقرر کر دیا[عہ]۔ ہرون بن ابی خالد حاکم سندھ

ہرون کے زمانۂ حکومت کا حال بالکل نہین معلوم ہو سکا۔ اور اب وہ زمانہ آگیا جب سے ہند کو خلافت سے بہت کم علاقہ رہا۔ اس لیے کہ عربی سردار اور شہسوار جو خلافت اسلامیہ کے رکن اور قوت بازو تھے۔ انھین تو ڈھائی سو برس کی دولت مندی نے عشرت پسند بنا کے عالیشان محلون اور پریوش و نازنین لونڈیون

عہ بلاذری عہ یعقوبی۔ مگر بلاذری کا بیان ہے کہ یہ والیون کا تغیر الواثق باللہ کے ہاتھ سے عمل مین آیا۔

کے جھرمٹ مین بٹھا دیا۔ اور جفاکش اسلم ترک جو اپنی اطاعت کیشی کے صلہ مین ترکستان کے پہاڑون اور درون سے آکے خلفا کے مشیر بنے تھے اکثر اضلاع پر مسلط اور قابض ہوگئے۔ اِن لوگون نے اکثر اطراف مین بجائے خود سر اُٹھایا۔ اُدھر عربون مین بنی فاطمہ نے امامت کے دعوے کر کرکے ایسے مختلف فرقہ پیدا کر دیے جنھون نے خلافت کی بچی کھچی قوت کو اپنی طرف جذب کرلیا۔

ہرون چند ہی روز حکومت کرنے پایا تھا کہ یکایک عربی قبائل متوطن سندھ مین باہمی مخالفتون اور جھگڑون کا ظہور ہوا۔ ہرون نے اصلاح چاہی تو یہ اُلٹا نتیجہ ہوا کہ مفسدون نے ۲۴۲ھ ہجری مین سرزمین سندھ ہی مین اُس کا کام تمام کر دیا[عہ]۔

ہرون بن ابی خالد والی سندھ جب مفسدون اور باغیون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تو سندھ کو کسی شاہی وکیل اور نائب خلافت سے بالکل خالی پاکے عمر بن عبدالعزیز ہباری جس کا اثر یہان روز افزون ترقی کرتا جاتا تھا اپنی ترقی کے تدابیر مین مشغول ہوا۔ اہل عرب کا غالب گروہ پہلے ہی سے اُس کا طرفدار تھا اب اُس نے قریب قریب تمام لوگون کو اپنے موافق بنا کے حکومت سندھ کی باگ بلا تامل اپنے ہاتھ مین لے لی۔ اور شاید خلیفۂ بغداد جعفر متوکل کو ہرون کے مارے جانے کی خبر پہونچے ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے ہون گے اور ہنوز کسی نئے والی کا انتخاب نہین کرنے پایا تھا کہ عمر بن عبدالعزیز ہباری کی عرضداشت دربار خلافت مین جا پہونچی جس کا مضمون یہ تھا کہ ملک سندھ مین سخت بدنظمی ہو رہی ہے۔ اور یہان کے انتظام کے لیے مجھ سے زیادہ مناسب کوئی کم ہوگا اس لیے کہ مین یہان کے تمام حالات سے بخوبی واقف ہون۔ اور مدتون سے یہین مقیم ہون۔ اگر یہ حصۂ خلافت میری تولیت مین دیا جائے تو وعدہ کرتا ہون کہ کبھی بدنظمی کی شکایت وہان نہ پہونچے گی۔ متوکل دیگر ممالک کے فساد سے اسقدر پریشان ہو رہا تھا کہ اُس کو عمر بن عبدالعزیز کی درخواست منظور ہی کرتے بنی۔ چنانچہ فوراً عمر بن عبدالعزیز کے نام پروانۂ حکومت[عہ] آگیا۔

سرزمین سندھ کو اب دارالخلافت بغداد سے بہت کم تعلق رہ گیا۔ عمر بن عبدالعزیز گویا حکم خلافت سے والی سندھ قرار پایا۔ لیکن اس کے بعد پھر کبھی خلافت کو اپنی طرف

عمر بن عبدالعزیز ہباری کی حکومت

اُس کی عرضداشت دارالخلافت مین

دارالخلافت بغداد سے سندھ کی بے تعلقی۔

[عہ] بلاذری [عہ] یعقوبی

سے کوئی والی مامور کر کے روانہ کرنا نہین نصیب ہوا۔ سندھ کے متعدد اضلاع تو پہلے ہی سے عربی النسل حکمرانون کے تابع ہو کے سند آزادی حاصل کر چکے تھے۔ جو حصہ ملک اب تک خلافت کے تابع تھا اُسکی قسمت عمر بن عبدالعزیز ہباری کے ہاتھ مین ایسی دی گئی کہ پھر واپس نہین لی جا سکی۔ اس لیے کہ آیندہ سے حکومت سندھ عمر بن عبدالعزیز ہی کے خاندان مین رہی

خلافت عباسیہ کی کمزوری

در اصل اب خلافت عباسیہ مین ضعف آگیا تھا۔ اور اُس کے قویٰ اُن مختلف حکمرانون مین جذب ہوتے جاتے تھے جو صرف نام کے لیے تو خلفاے بغداد کی اطاعت کا دم بھر رہے تھے مگر حقیقت مین سلطنت کے باغی اور خلافت کے دشمن تھے۔ خلفا مین اب اتنی طاقت ہی نہین رہی تھی کہ کسی حاکم کو کسی صوبہ یا ملک کی حکومت سے جدا کر سکین۔ خراسان۔ غزنہ اور سیستان وغیرہ ممالک مشرق مامون رشید ہی کے عہد سے طاہر ذوالیمینین کے خاندان کے قبضۂ اقتدار مین ہو گئے تھے

خراسان کی دولت طاہریہ

مگر اِس فیاض اور نیک خاندان نے کبھی مخالفت نہین کی اور نہ خلافت کے احکام سے کبھی انحراف کیا۔ یہ چھوٹی سلطنت اگرچہ خودمختار اور آزاد نظر آتی ہے مگر حقیقت مین بلاد وممالک مشرق مین دولت خلفا کی دقعت صرف اسی خاندان کی وفاداری سے باقی تھی۔ خاندان طاہریہ ہی کی شوکت وہیبت سے کسی باغی یا فتنہ انگیز شخص کا اثر بغداد پر دباؤ نہین ڈال سکتا تھا۔

خلافت بغداد کی بدقسمتی سے اب خاندان طاہریہ مین بھی ضعف آگیا۔ اور خلافت کی حفاظت درکنار وہ خود اپنی حفاظت کرنے سے بھی معذور ہو گیا۔ اس خاندان کے ضعف کے ساتھ ہی سیستان مین مختلف باغی اور سرکش پیدا ہونے لگے۔ چنانچہ ۲۳۹ھ مین صالح بن نضر کنانی نام ایک متوطن بست شخص پیدا ہوا جس نے لوگون کو اپنے موافق بنا کے علاقہ سیستان پر قبضہ کر لیا اِس کی فوج مین یعقوب بن لیث صفاری نام ایک

یعقوب بن لیث کی ابتدا

شخص تھا جس کی کارروائیان ابھی سے بتا رہی تھین کہ کچھ کرنے والا اور قسمت ور شخص ہے۔ طاہر بن عبداللہ بن طاہر امیر خراسان مین ابھی اتنی قوت باقی تھی کہ خبر سنتے ہی فوراً چڑھ دوڑا۔ اور صالح کو شکست فاش دے کے سیستان کو پھر اپنی قلمرو مین شامل کر لیا۔ طاہر بن عبداللہ کے سیستان سے واپس جانے کے بعد صالح مر گیا اور ایک اور باغی

درہم بن حسین

اُسی گروہ کو ے کے نمودار ہوا جس کا نام درہم بن حسین تھا یہ ایک فوجی شخص تھا۔ یعقوب بن لیث جو پہلے صالح بن نصر کے ہمراہیوں میں تھا اب درہم کے مزاج میں اُسنے اتنا رسوخ ہوگیا تھا کہ درہم کی فوج کی سپہ سالاری اُسی کے ہاتھ میں تھی۔ طاہر بن عبداللہ کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ پھر فوج لیکے آتے اور باغی درہم کا کام تمام کردے۔ آخر اُس کی سستی اور غفلت نے درہم کے گروہ کو سنبھلنے اور ایک زبردست فوج کی حیثیت پیدا کر لینے کے لیے کافی مہلت دے دی۔

یعقوب کی حکومت

درہم صرف ایک سپاہی تھا۔ اُس میں افسری کی لیاقت نہ تھی۔ اُس کے لشکر میں بدنظمی اِس درجہ پہونچی کہ لوگون میں شکایت پیدا ہوئی۔ اور آخر تمام لوگون نے مل کے یعقوب بن لیث کو اپنا حکمران بنالیا۔ اِس لیے کہ اُس کے حُسن تدبیر اور لیاقت کا ہر شخص کو اقرار تھا۔ جب درہم کو اِس کی خبر ہوئی تو اُس نے خود بھی یعقوب کی سرداری تسلیم کر لی۔ غرض اُسوقت سے یعقوب بن لیث کی قوت اور شوکت بڑھنا شروع ہوئی۔ یہانتک کہ خراسان غزنہ کران وغیرہ تمام ممالک مشرقی اُسی کے تحت تصرف ہوگئے۔ اب یعقوب بن لیث کی سطوت یہانتک بڑھی کہ خلیفۂ بغداد کو بھی اُس سے دبنا پڑا لیکن یعقوب نے کبھی خلافت کی مخالفت کا دعوے نہین کیا۔ بغداد کے ماتحت صوبجات پر متصرف ہوکے خلیفہ کو لکھ بھیجا کہ مین دربار خلافت کی ہمیشہ اطاعت کرون گا۔

خلفاے بغداد کا جلد جلد بدلنا

اب خلافت بغداد کی حالت اور زیادہ ابتر ہو رہی تھی۔ روز تخت سلطنت کو ایک نئے خلیفہ کی صورت دیکھنا پڑتی چنانچہ اُسوقت سے جبکہ صالح بن نصر نے سیستان مین پہلے پہل خروج کیا ہے یعنی سنہ ۲۳۸ھ ہجری سے اُس زمانہ تک جبکہ یعقوب بن لیث نے خلافت کو دبا کے بہت سے صوبجات پر قبضہ رکھنے کی اجازت حاصل کی ہے یعنی سنہ ۲۵۷ھ تک پانچ خلیفہ تخت پر بیٹھ چکے تھے۔ متوکل جس کے زمانہ مین صالح نے علم بغاوت بلند کیا تھا سنہ ۲۴۷ھ مین مارا گیا۔ مستعین باللہ خلیفہ ہوا جو سنہ ۲۵۱ھ مین تخت و تاج سے علیحدہ کردیا گیا۔ پھر معتز خلیفہ ہوا اور سنہ ۲۵۵ھ مین بڑی ذلت کے ساتھ قتل کیا گیا۔ تب مہتدی کے ہاتھ مین خلافت آئی مگر گیارہ ہی مہینہ کے بعد سنہ ۲۵۶ھ مین تخت سے ہٹا دیا گیا اور معتمد خلیفہ ہوا۔

معتمد خلیفہ بغداد

معتمد نے اپنے زمانہ مین جب دیکھا کہ مشرق مین اب کوئی قوت یعقوب بن لیث

سے بڑھ کے نہین ہے تو اُنکی تالیف یا دلدہی کے لیے اپنی طرف سے بھی سیستان اور سندھ کے صوبجات کی حکومت اُس کو دے دی۔ مگر یعقوب کی حرص نے اتنے ہی پر قناعت نہین کی بلکہ اُس نے ممالک کرمان خراسان اور فارس پر بھی قبضہ کرلیا۔ مجبوراً معتمد نے ان مقامات کی حکومت کے لیے بھی اُس کو ایک سند لکھ دی ۲۶۵ھ مین یعقوب مرگیا تو اس کا بھائی عمرو بن لیث اُس کا جانشین ہوا۔ عمرو نے اتنی بڑی سلطنت پر تصرف حاصل کرتے ہی خلیفہ معتمد کی خدمت مین اپنی جانشین ہونے کا حال لکھ کے اقرار کیا کہ مین بھی ہمیشہ آپ کی اطاعت کرون گا۔ معتمد کو یہ وعدہ بہت غنیمت معلوم ہوا چنانچہ اُس کے بھائی موفق نے جو معتمد کے زمانہ مین تمام سیاہ و سفید کا مالک تھا عمرو بن لیث کی جانشینی کو تسلیم کرلیا۔ خراسان۔ اصفہان۔ سیستان۔ سندھ اور کرمان اُس کے قبضہ مین دیے۔ اور مزید عزت کے لیے اُسے بغداد کے صاحب شرطہ یعنی کوتوالی کی خدمت بھی دی گئی عہ۵۔

عمرو بن لیث کا زمانہ

ان تاریخی شہادتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سندھ خلافت کے قبضہ سے جدا ہوتے ہی صفاریہ خاندان کی قلمرو مین شامل ہوگیا تھا۔ لیکن اگرچہ حکومت تھی بھی تو محض برائے نام تھی۔ اس لیے کہ کبھی یہ بھی نہین ثابت کیا جاسکتا کہ یعقوب بن لیث یا اُس کے بعد عمرو بن لیث نے سرزمین سندھ پر قدم بھی رکھا۔ وہ دونون ہمیشہ ممالک مغرب ہی مین رہے۔ اور اُن کی حملہ آوریون اور فوج کشیون کے میدان صرف خراسان۔ سیستان۔ کرمان۔ زابلستان۔ (غزنہ) اور فارس ہی رہے۔ یعقوب بن لیث کی نسبت صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار اُس نے ہندوستان کے فتح کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ اسی غرض کے حاصل کرنے کے لیے وہ فوج لے کے مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ مگر تھوڑی ہی دور پہونچا تھا اور بامیان ہی فتح کرنے کی نوبت آئی تھی کہ فتح ہند کے ارادہ سے دست بردار ہوگیا۔ فتح بامیان کے وقت جو سونے اور قدیم زمانہ کے بُت اُس کے ہاتھ لگے ان کو اُس نے دارالسلام بغداد روانہ کیا اور خود اپنی فوج کا رُخ بھی مغرب کی طرف پھیر دیا عہ۶ بہر تقدیر یہ نہین ثابت ہوتا کہ یعقوب بن لیث کبھی سندھ کی حدود کے اندر داخل ہوا۔

سندھ برائے نام ہی یعقوب بن لیث وغیرہ کے قبضہ مین تھا

یعقوب کا ارادۂ فتح ہندوستان

عہ۵ ابن اثیر۔ و ابن خلدون۔ عہ۶ کتاب الفہرست

سندھ کا ہباری خاندان

اس کے ساتھ ہم کو زبروہاب شہادتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سندھ پر المتوکل کے عہد سے خاندان ہباری کا جو تسلط ہوا تو برابر اُسی کی نسل مین چلا گیا۔ غالباً جب معتمد نے یہ ملک یعقوب بن لیث اور اُس کے بھائی عمرو کو دے لیے تو عمر بن عبد العزیز ہباری نے بھی ان دونون کی اطاعت کا وعدہ کر لیا۔ اپنی طرف سے پورا اطمینان دلا کے اُن صفاری جنگجوؤن کو دیگر ممالک مشرق کے جھگڑون مین مصروف کر دیا۔ اور اس ترکیب سے اپنی آزادی اور حکومت قائم رکھی۔ یہان تک کہ ہم کو مختلف سیاحون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صفاری لوگ اپنی حکومت کا پورا دور دکھا کے تمام بھی ہو گئے اور سندھ پر عمر بن عبد العزیز کی نسل اُسی اطمینان اور سنجیدگی سے حکومت کرتی رہی جس طرح کہ پہلے کر رہی تھی۔ اسی عہد کا ایک اور واقعہ اس موقع پر بیان کرنے کے قابل ہے۔ خلیفہ مامون رشید نے ۲۰۳ھ مین عبد اللہ بن زیاد کے بیٹے محمد زیاد کو والی یمن مقرر کیا تھا۔ محمد زیاد نے یمن کی حکومت مین ایسی شائستگی دکھائی کہ خلافت کو کبھی اُس کے معزول کرنے کی ضرورت نہین ہوئی۔ بلکہ اُس کے حسن کارگزاری کی یہان تک قدر کی گئی کہ یمن کی حکومت اُس کے بعد بھی اُسی کی نسل مین رکھی گئی۔ اسی کے خاندان مین سے آخر ابو الجیش اسحق بن ابراہیم حکمران ہوا۔ اس شخص کی عمر بہت زیادہ ہوئی اور اسے اسّی برس تک حکومت کرنے کا موقع ملا۔ متوکل اور مستعین کے عہد تک برابر ابو الجیش ہی حکومت کر رہا تھا۔

ابن طباطبا اور سندھ مین مذہب زیدیہ کی ابتدا

آخر یحییٰ بن حسین نے جو ابن طباطبا ے علوی کی نسل سے تھے یمن مین ظاہر ہو کے دعوت زیدیہ شروع کر دی۔ یہ سندھ سے یمن مین وارد ہوئے تھے۔ اس لیے کہ اُن کے دادا قاسم نے سرزمین عرب چھوڑ کے سندھ مین سکونت اختیار کر لی تھی اور وہین مقیم ہو گئے تھے۔ یحییٰ جب مذہب زیدیہ کی ترویج کے لیے یمن مین آئے ہین اُس وقت ۲۸۸ھ ہجری تھا[۵]۔ اس سے اندازہ کر لیا جا سکتا ہے کہ اس وقت تک سندھ مین عرب کے معزز خاندانون کی کس قدر آمد و رفت تھی۔

عمر بن عبد العزیز حاکم سندھ

عمر بن عبد العزیز جو بہ حکم و اجازت خلیفۂ المتوکل سندھ کے سیاہ و سفید کا مالک ہوا تھا۔ ایک قریشی نژاد شخص تھا۔ اس کے دادا ہبار بن اسود بن

---

[۵] ابن خلدون۔

عبد العزیٰ بن قصی القریشی صحبت یافتگان حضرت [ص] سے ہیں عـه۔ ہبار نے
ابتداءً جناب رسول خدا صلعم کی سخت مخالفت کی تھی مگر آخر بعد فتح مکہ ایمان لائے
اور اطاعت احکام دین میں بہت مستقل ثابت ہوئے عـه۔ ہبار بن اسود کی ماں کا نام
فاختہ بنت عامر بن قرط قشیریہ تھا عـه۔ ابتداءً ان لوگوں کا قیام عرب ہی میں رہا۔ مگر
سنہ ۱۱۱ھ کے قریب یہ خاندان دریائے سندھ کی اطراف میں آ کے سکونت پذیر
ہوا عـه۔ سندھ میں سب کے پہلے ان لوگوں نے مقام بانیہ کو اپنا مسکن قرار
دیا عـه۔ اور بانیہ ہی میں رہتے رہتے اپنی کوششوں میں یہاں تک کامیابی حاصل کی۔
اور خلافت کے ضعف اور عربوں کے باہمی جنگ و جدال سے یہاں تک فائدہ اٹھایا
کہ منصورہ کی ولایت ان کے ہاتھ میں ہو گئی۔ عمر بن عبد العزیز کے عہد کے حالات
بالکل نہیں معلوم ہوتے کہ اس نے کیسے انتظامات کیے۔ اور رعایا کے ساتھ اس
کا کیا برتاؤ رہا۔ اس کی زیادہ تر وجہ صرف یہ ہے کہ خلافت بغداد کے ساتھ ہی
مورخین عرب نے بھی سندھ کے حالات کی طرف سے بے توجہی کر لی۔ اس خاندان
کو اگرچہ اب دار الخلافت سے کوئی پولیٹکل تعلق نہیں تھا مگر عراق و عرب سے
خانگی تعلقات برابر قائم تھے۔ چنانچہ قاضی ابو الشوارب کے خاندان میں جو عراق
کی طرف مقیم تھا اور ہباریوں میں جن کے ہاتھ میں سندھ کی حکومت تھی عزیزداری
اور جدی قرابت تھی عـه۔ اسکے علاوہ یہ بھی ثابت ہے کہ عمر بن عبد العزیز کی لیاقت و دانائی کی
عراق میں دھوم تھی۔

سندھ و عراق کے تعلقات

اس بات کا بالکل پتہ نہیں چلتا کہ عمر بن عبد العزیز ہباری خود اپنی ذات
سے کس زمانہ تک حکومت کرتا رہا۔ غالباً اس کی عمر زیادہ ہوئی۔ تخت خلافت پر
بہت سے خلفا کا بیٹھنا اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اور یعقوب صفاری کی لڑائیوں کے
شعلے سیستان و کرمان میں اسی کے سامنے بلند ہوئے۔ اور خلیفہ معتمد نے
جب دیگر ممالک کے ساتھ مملکت سندھ بھی یعقوب صفاری کو دی تو عمر بن عبد العزیز
کو ناچار صفاری بہادر کی اطاعت کرنا پڑی تاہم اس کی وفاداری کے ثبوت نہیں

عـه مسعودی۔ عـه تہذیب الاسماء للنووی۔ عـه اصابہ ابن حجر عسقلانی
عـه ایلیٹ۔ عـه ابن حوقل۔ عـه مسعودی۔

یہی کافی ہے کہ اپنے آخر عہد تک اُس نے خلفاے بغداد ہی کا خطبہ جامع منصورہ
مین جاری رکھا۔

عبداللہ حاکم سندھ

ہم ۲۷۰ھ ہجری مین یعنی یعقوب بن لیث کے مرنے کے پانچ سال بعد منصورہ
کے سند حکومت پر عمر بن عبدالعزیز کے بیٹے عبداللہ کو حکومت کرتے دیکھتے ہین۔
اور معلوم ہوتا ہے کہ سارے ہندوستان مین عقائد اسلامیہ اور تمام دینی باتون
کا مرکز منصورہ ہی خیال کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اُس کے زمانہ مین کشمیر کے قریب
کوئی زبردست راجہ تھا جو راے کے لقب سے مشہور تھا۔ اُس کا نام عربی
سیاح مہروق بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ رایق کا بیٹا تھا۔ اُس نے مذکورہ ۲۷۰ھ
مین عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز ہباری کو لکھا کہ مجھے اصول و عقائد اسلام کے دریافت
کرنے کا بہت شوق ہے۔ اس لیے تم کو اتنی تکلیف دیتا ہون کہ ہندی زبان مین
اپنے مذہب کے تمام اعتقادات لکھ بھیجو تاکہ اُن پر غور کرون اور سمجھون۔ عبداللہ نے
منصورہ کے ایک شخص کو اپنے سامنے بلوایا جو اب تو منصورہ ہی کا رہنے والا ہو گیا
تھا مگر حقیقت مین عراقی الاصل تھا۔ اس شخص کی ذہانت و خوش فہمی کی تعریف تھی۔
اور قطع نظر دیگر لیاقتون کے وہ شاعر بھی ایسا اچھا تھا کہ تمام لوگون مین اُس کے اشعار
کی بڑی قدر تھی۔ چونکہ اُس کا نشو و نما خاص سرزمین سندھ مین ہوا تھا اس وجہ سے ہندوستان

سندھی زبان کا ایک عربی الاصل شاعر

کی مختلف زبانون کو بھی جانتا تھا اور اُن مین اُسے کافی دستگاہ حاصل تھی۔ امیر عبداللہ
نے اُس سے ہندو راجہ کی درخواست بیان کی اور کہا اُس کی خواہش تم ہی پوری
کر سکتے ہو۔ اس عربی الاصل سندھی شاعر نے خاص سندھ کی زبان مین ایک قصیدہ
تصنیف کیا جس مین اُس نے تمام عقائد اسلامیہ کو بوضاحت بیان کر دیا تھا۔ یہ
قصیدہ لکھ کے اُس نے امیر عبداللہ کی خدمت مین حاضر کیا۔ عبداللہ نے اُسے پسند
کیا۔ اور فوراً اُس راجہ کے پاس روانہ کر دیا۔ یہ قصیدہ جب راجہ کے دربار مین
پیش ہوا۔ اور اُسے پڑھ کے سنایا گیا تو اُس نے شاعر کی لیاقت اور رتقادرالکلامی
کی بے انتہا تعریف کی۔ اور فوراً عبداللہ بن عمر کو لکھا کہ جس طرح ممکن ہو اس شاعر کو میرے
پاس بھیجدو۔ چنانچہ امیر عبداللہ نے اُس کی یہ خواہش بھی منظور کی اور اس شخص کو رخصت
کر کے شمال کی طرف راجہ مذکور کی خدمت مین بھیجدیا۔ راجہ نے اُس کی بڑی قدر و منزلت

کی۔ اور بیان کیا اُس کی دلجوئی کی اور اس قدر اصرار کیا کہ تین سال تک اُسے اپنے دربار سے نہین جدا ہونے دیا۔ تین سال کے بعد جب وہ واپس آیا تو امیر عبداللہ نے اُسے اپنے سامنے بلا کے راجہ کے حالات پوچھے۔ اُس نے کہا جسوقت مین نے راجہ کے دربار کو چھوڑا ہے اسوقت تو میرا خیال اُس کی نسبت یہ تھا کہ اسلام نے اُس کے دل مین پوری جگہ کر لی ہے۔ لیکن غالباً اِس خوف سے نہین ظاہر کر سکتا کہ سلطنت جاتی رہے گی۔

ایک ہندو راجہ کے دل مین مسلمان ہونے کا شوق

اِس شخص کا بیان تھا کہ راجہ نے مجھے قرآن کا ترجمہ کرنے اور اُس کی تفسیر بیان کرنے کا حکم دیا۔ اُس کے حکم کے مطابق مین نے ہندی زبان مین قرآن پاک کا ترجمہ کرنا شروع کیا۔ ترجمہ لکھتے لکھتے جب مین سورۂ یسین تک پہونچا اور اِس آیت کی تفسیر کی قال من یحیی العظام وہی رمیم قل یحیھا الذی انشاءھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم (کون ان ہڈیون کو زندہ کرے گا جب کہ وہ گل کے خاک ہوگئی ہون گی کہہ اے محمد وہی زندہ کرے گا جس نے اُن کو پہلے بنایا تھا۔ وہ ہر چیز کا بنانا جانتا ہے) اس آیت کے معنی جب مین نے اُس کو سُنائے اور سمجھایا تو وہ بے اختیار ہو کے اپنے سونے کی مرصع چوکی پر سے اُتر پڑا اور کہا۔ پھر کہو۔ مین نے دوبارہ بیان کیا تو وہ آگے بڑھا فوراً زمین پر سجدے مین گر پڑا۔ اپنے رخسارے دیر تک زمین پر رگڑتا رہا۔

قرآن کا ترجمہ ہندی مین

اور برابر آنسو جاری تھے چونکہ اُسی وقت پانی چھڑکا گیا تھا اور زمین بھیگی ہوئی تھی اسوجہ سے راجہ نے اپنے گال زمین پر رگڑے جب سر اُٹھایا تو اُس کے چہرے پر جابجا بہت سی مٹی بھری ہوئی تھی۔ راجہ نے زمین سے سر اُٹھاتے ہی چارون طرف دیکھا اور یہ کلمہ زبان سے نکالا۔ بس یہی معبود ازلی ہے نہ جس کی ابتدا ہے۔ اور نہ جس کے مثل کوئی ہے۔ اِس واقعے کے بعد راجہ نے ایک گھر بنایا جس مین اکیلا جا کے بیٹھا کرتا ہے اور سب سے چھپا کے نماز پڑھتا ہے۔ اگر کوئی پوچھتا ہے کہ مہراج وہان کیون تشریف لیجاتے ہین تو یہ حیلہ کر دیتا ہے کہ وہان مین اپنے مہمات سلطنت پر غور کرتا ہون۔ اِس سندھی شاعر کو اِس بات کا بھی اقرار تھا کہ راجہ نے اُسے تین مرتبہ بہت بہت سا سونا دیا۔[ع]

ع عجائب الہند مصنفہ بزرگ بن شہریار ناخدائے رام ہرمزی۔

عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کے حالات ہم کو صرف اسی قدر معلوم ہو سکے اور افسوس کہ مورخین عرب نے اب سندھ کی طرف سے ایسی بے توجہی اختیار کر لی ہے کہ ہم مجبوراً بغیر اس امر کے ظاہر کئے کہ عبد اللہ بن عمر کب مسند حکومت پر بیٹھا اور کب اور کیونکر حکومت سے علحدہ ہوا اُسے رخصت کئے دیتے ہیں۔ اور بعد کے جغرافیہ نویسان عرب کے بیان کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

چھٹا باب

عربی النسل خود مختار دول سندھ ؎

سنہ ۲۷۰ھ میں ہمارے سابقہ بیان کے مطابق منصورہ کی حکومت عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ میں تھی اُس کے تین سال بعد یعنی سنہ ۳۰۳ھ میں ہم منصورہ پر اُس کے بیٹے عمر بن عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز ہباری کو حکمران پاتے ہیں۔ جس سے

عمر بن عبد اللہ حاکم منصورہ

اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عبد اللہ بن عمر کو حکومت کرنے کا موقع کچھ کم زمانہ تک نہیں ملا۔ اس کے وارث عمر بن عبد اللہ ہباری کی کنیت ابو المنذر تھی۔ اور اس کے زمانے میں معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے راجاؤں کی دیکھا دیکھی اس خاندان کے فرمانرواؤں نے اپنی اس چھوٹی سی سلطنت میں شاہی ٹھاٹھ پیدا کر لئے تھے کیونکہ ریاح نام ایک شخص اس کا وزیر تھا۔ اور حمزہ نام ایک اور شخص بھی اس کے دربار میں بہت کچھ اثر رکھتا تھا۔ جو ایک معزز اور شریف عرب تھا۔ اس کی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر

؎ سندھ کے مسلمانوں میں ایک زبردست گروہ بہت زمانے سے امیر حمزہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ جو نسل وہاں کثرت سے موجود تھی۔ مگر امیر حمزہ کی اولاد سے ہونا بالکل بے اصل و بے معنی ہے۔ اس لئے کہ عم رسول اللہ صلعم سید الشہدا وجناب امیر حمزہ کی کسی اولاد نرینہ کا موجود ہونا کتب تاریخ و سیر سے نہیں ثابت ہوتا۔ آپ کی ایک صاحبزادی البتہ تھیں جن کی اولاد کا بھی افریقہ کے سوا بلاد مشرق میں آنا نہیں ثابت ہوتا۔ فارسی مورخوں اور نسابوں کو اس نسب کے ماننے میں بڑی دقتوں سے دوچار ہونا پڑا۔ اور سوا اس کے کہ نہایت بے مزہ تاویلیں کریں کوئی بات بن نہ آئی۔ چنانچہ تحفۃ الکرام کے مصنف کہتے ہیں محمد بن ہرون جو محمد بن قاسم کے ساتھ سندھ کی مہم پر آیا تھا محمد بن ابان بن عبد الرحمن

اُسے بھی منصورہ کا اعلیٰ سردار اور حاکم کہا جائے تو بالکل بے اصل نہ ہوگا۔

عمر بن عبداللہ موجودہ فرمانروائے منصورہ کے دو بیٹے تھے۔ ایک محمد اور ایک علی۔ اور چونکہ یہاں کثرت سے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی نسل کے لوگ موجود تھے۔ اور ان علوی شیوخ میں زیادہ شمار اُن لوگوں کا تھا جو اپنے آپ کو عمر بن علی اور محمد بن علی کے خاندان سے بتاتے تھے۔ اس لیے یقیناً عمر بن عبداللہ ہباری کی نسل ان محترم نسب والوں میں مل گئی۔ منصورہ کی حکومت کا رقبہ بھی تھوڑا نہ تھا۔ کیونکہ تین لاکھ گاؤں[۵] اس کی قلمرو میں شامل تھے۔

دربار منصورہ کے ہاتھی۔

ملکی مناسبت سے فرمانروائے منصورہ نے دیگر راجگان ہند کی طرح اپنی فوج میں اسی جنگی ہاتھی جمع کیے تھے۔ جن کی سونڈوں پر ایک قسم کی دھار دار تلواریں جو یہاں کی اصطلاح میں کرتل کہلاتی ہیں چڑھی رہتی تھیں۔ اور اُن کے تمام جسم پر بھاری بھاری زرہیں پڑی رہتیں تاکہ لڑائی میں دشمنوں کے حملوں سے وہ محفوظ رہیں۔ ہندوستان کے رواج کے مطابق ان میں سے ہر ایک جنگی ہاتھی کے گرد پانچسو سپاہیوں کا ہجوم رہتا تھا۔ مذکورہ اسی ہاتھیوں میں سے دو ایسے اچھے اور ایسی شان و نمود کے ہاتھی تھے کہ تمام راجگان ہند میں اُن کی شانداری اور خوبی کی تعریف ہوتی تھی۔ اور ہر ایسی راجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) بن حمزہ بن عبدالمطلب کا پوتا تھا۔ امیر حمزہؓ اتفاقاً کسی شکار کے تعاقب میں جاتے جاتے ایک کف دست بیدان میں جا پڑے وہاں ایک پری نمودار ہوئی جس سے امیر حمزہ کو تعلق ہوگیا۔ چند روز دل بہلا کے حمزہ تو اپنے وطن چلے گئے مگر وہ پری حاملہ تھی جس کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اُس کا نام عبدالرحمن رکھا گیا۔ محمد بن ابان اُسی کی نسل سے تیسرے درجہ پر ہے۔ اُسکے پوتے محمد بن ہرون کی سات بی بیوں سے پچاس اولادیں ہوئیں۔ یہ ایک شرمناک اور لغو قصہ بنا کے سندھ کے لوگوں کا نسب ملایا گیا ہے۔ اور لطف یہ کہ جس محمد بن ہرون کی یہ سرفرازی کی گئی ہے اُسکی نسبت نہ قدیم مورخین عرب صاف لکھ رہے ہیں کہ وہ محمد بن ہرون بن ذرع نمری تھا اُس کا حمزہ کی نسل سے نہ ہونا درکنار وہ قریشی الاصل بھی نہ تھا۔ بہرتقدیر یہ کہانی لغو ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے بلکہ یقین کے درجہ کو پہونچا ہوا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو امیر حمزہ کی اولاد بتاتے ہیں۔ وہ عم رسول حمزہ کی اولاد نہیں بلکہ اسی حمزہ کی اولاد میں ہیں جو عمر بن عبداللہ ہباری کے عہد میں منصورہ کا حکمران بنا ہوا تھا۔

[۵] مسعودی جس نے اگرچہ خود دیکھا اور خاص منصورہ میں گُھسکے یہ شمار بتایا ہے مگر بظن غالب اس میں مبالغہ ہے۔

اُن کو حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک کا نام منفرقلس اور دوسرے کا حیدرہ تھا۔ منفرقلس کے عجیب و غریب حالات اور حیرت انگیز قصے سارے ہندوستان میں مشہور تھے۔ چنانچہ کہا جاتا تھا کہ اتفاقاً اسکا فیلبان مرگیا۔ اُسے اس قدر صدمہ ہوا کہ کئی دن تک نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ دردناک آواز سے برابر روئے جاتا تھا۔ اور نہ آنسوؤں کا سلسلہ موقوف ہوتا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس یہ بھی مشہور تھا کہ فرمان روائے منصورہ کے یہ سب جنگی ہاتھی ایک دن فیل خانہ سے نکل کے منصورہ کی سڑکوں پر اس ترتیب سے گزر رہے تھے کہ سب کے آگے منفرقلس اُس کے پیچھے حیدرہ پھر اور سب ہاتھی تھے۔ اتفاقاً راستہ میں ایک عورت غافل کھڑی تھی کہ ہاتھیوں کا یہ دل بادل اُس کے سر پر جا پہونچا۔ عورت نے گھبرا کے اس آفت کو جو دیکھا تو نہ بھاگتے بنتی تھی اور نہ ٹھہرتے۔ ایک چیخ مار کے زمین پر گری۔ اور بے ہوش ہو گئی۔ گھبراہٹ میں اس کے کپڑے جا بجا سے ہٹ گئے تھے اور ستر کھل گیا تھا۔ منفرقلس یہ دیکھتے ہی رُکا اور پیچھے والے ہاتھیوں کے بھی روکنے کے لئے اس طرح آڑا ہو کے کھڑا ہو گیا کہ کسی ہاتھی کو بڑھنے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ پھر منفرقلس نے سونڈ بڑھا کے اس عورت کے کپڑے پھیلا کے درست کر دئے۔ اور اُس کا ستر ڈھانک دیا۔ دیر کے بعد جب عورت کو ہوش آیا۔ اور اُس کے حواس درست ہوئے تو وہ اُٹھ کے بھاگ گئی۔ اُس کے چلے جانے کے بعد منفرقلس سب ہاتھیوں کو لے کے آگے بڑھا۔

منصورہ مختار عربی حکومت ملتان

اِن دنوں یعنے سنہ ۳۰۰ھ میں ملتان حکومت منصورہ کے تابع فرمان نہ تھا منصورہ کے ہباری خاندان کی حکومت صرف منصورہ اور گرد و نواح کے اضلاع تک محدود تھی۔ ملتان میں اُس کی ہم رتبہ و ہم قوت ایک دوسری حکومت قائم ہو گئی تھی۔ جہان کا مسند نشین بھی عربی النسل تھا۔ بلکہ قریشی الاصل ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اس زمانہ میں اس خاندان کا جو شخص اریکہ آرائے ریاست تھا اُس کا نام ابو ب ب المنبہ بن اسد القرشی السامی تھا۔ یہ سامی خاندان ایک مدت سے ملتان پر قابض و متصرف تھا۔ بلکہ مسعودی نے تو یہ بھی لکھدیا ہے کہ ابتدائے اسلام سے یہ ملک اسی شخص کے آبا و اجداد میں چلا آتا ہے[۵]۔

---

[۵] مذکورہ کل واقعات علامہ مسعودی کی مروج الذہب سے لئے گئے ہین۔

بنی سامہ کے نسب کی تحقیق

اکثر علمائے انساب اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ بنی سامہ بن لوی قریشی تھے۔ مگر بعض لوگون نے اس نسب سے انکار بھی کر دیا ہے۔ جو کہتے ہین کہ بنی سامہ کا شمار لوی بن غالب کی نسل مین نہین ہے۔ لیکن صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قریشی نژاد تھے۔ ان کا پہلا مستقر عرب کا ملک عمان تھا جو جزیرہ نمائے عرب کے مشرقی ساحل پہ جنوب کی طرف ہٹا ہوا ہے۔ اور جہان ہی ہندوستان تک جہازون کی آمد و رفت رہا کرتی تھی۔[۵] عمان مین ابتدا اً خوارج کی بڑی کثرت تھی۔ جنھون نے خلافت عباسیہ سے سرکشی اختیار کی تو اسی سامہ بن لوی کے قبیلہ کے ایک بہادر جوانمرد محمد بن قاسم سامی نے خلافت کی طرف سے فوج کشی کر کے خوارج کو وہان سے نکال باہر کیا۔ اور وہ لوگ عمان کی آبادی چھوڑ کے کوہستان تردی (مواقعہ عرب) کی گھاٹیون مین پناہ گزین ہوگئے اس وقت سے محمد بن قاسم سامی نے عمان مین خلافت عباسیہ کا سکہ جاری کیا۔ اور اُس کے بعد اُس کی اولاد ولایت عمان پر حاکم و متصرف رہی۔ اور اس خاندان کے عہد مین ہمیشہ وہان خلفائے بنی عباس ہی کا خطبہ جاری رہا۔ یہان تک کہ ۳۰۵ھ مین اس خاندان مین خانہ جنگی شروع ہوئی۔ اور بعض لوگ اپنے جد دادی عمان سے ٹوٹ کے قرامطہ سے جا ملے جنھون نے بحرین مین فساد مچا رکھا تھا۔ ان باہمی لڑائیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار ابو طاہر قرمطی نے ۳۱۷ھ مین عمان کی حکومت کو بنی سامہ کے ہاتھ سے چھین کے اپنے قبضہ مین کر لیا۔ اور عبید اللہ مہدی فاطمی خلیفہ مصر کا خطبہ جاری کر دیا۔

حکومت بنی سامہ کی ابتدا۔

مذکورہ واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ دوسری صدی کے آخر مین وارد سندھ ہو کے ملتان پر متصرف ہوئے۔ مامون رشید کے عہد مین ہم بتا آئے ہین کہ سب سے پہلے جس شخص نے والی سندھ عمران سے انحراف کر کے شہر منصورہ پر قبضہ کر لیا۔ اور خود مامون کے دربار سے آزادانہ حکومت کی اجازت حاصل کی وہ فضل بن ماہان تھا جو بنی سامہ کا غلام تھا بنی سامہ یہی خاندان تھا جو پہلے عمان مین تھا اور اب ملتان کی حکومت پر متصرف نظر آتا ہے۔ اسی تعلق کی بنا پر مسٹر الکیٹ نے لکھ دیا کہ "ملتان پر بنی سامہ کی حکومت قائم تھی اُس کا بانی للطبن غالب وہی فضل بن ماہان تھا۔" اس حساب سے ہم کو بنی سامہ کے حکمران ملتان ہونے کی ابتدا مامون کے عہد سے قائم کرنی چاہئے لیکن

---

[۵] کتاب البلدان لابی بکر احمد بن محمد الہمدانی المعروف بہ ابن الفقیہ۔ صفحہ ۱۵ ابن خلدون۔

مسعودی جو اُسی عہد کے قریب تھا۔ اور خود ملتان کی سیر کو آیا تھا وہ لکھتا ہے کہ " یہ خاندان ابتداء اے زمانہ اسلام (یعنی فتح اسلام) سے یہاں فرمان روائی کر رہا ہے"۔ علاوہ برین مسٹر ایلیٹ نے اس امر کا بھی لحاظ نہ کیا کہ مامون کے عہد مین جو شخص تقرر اور متعرف ہوا وہ خود بنی سامہ مین سے نہ تھا بلکہ بنی سامہ کا غلام تھا۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ ستر اسی ہی برس کی مدت مین ایک نمایان خاندان عربی پبلک کی آنکھون کی سامنے خود بخود غلام سے آقا کا درجہ حاصل کر لے۔ اور بنی سامہ کی غلامی کا داغ مٹا کے خود سامی بنجائے

تاریخ مین ہم کو ایک اور ایسا واقعہ ملتا ہے جس سے مسعودی کے بیان کی ایک حد تک تصدیق ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ محمد بن قاسم نے ملتان فتح کرنے کے بعد جس شخص کو وہان کا والی مقرر کیا ہے وہ امیر داؤد نصر بن ولید عمانی تھا[۵]۔ چونکہ بنی سامہ کا خاندان مت ہائے دراز سے عمان مین مقیم تھا۔ اس لئے کوئی تعجب نہین کہ یہ عمانی شخص جس کو فاتح سندہ محمد بن قاسم ثقفی نے والی ملتان مقرر کیا تھا بنی سامہ ہی مین سے ہو۔ اور زیادہ قرین قیاس بھی یہی ہے۔ اس لئے کہ گذشتہ واقعات کے دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ملتان اگرچہ ہمیشہ دولت اسلامیہ مین شامل رہا مگر والیان منصورہ نے کبھی کسی نے نہ وہان کے والی کو بدلا اور نہ وہان اپنی طرف سے کوئی انتظام جاری کیا۔ جس کی بنا پر اگر ہم یہ کہین کہ محمد بن قاسم کے زمانے سے آخر تک حکومت ملتان اُسی والی کے خاندان مین رہی جس کو محمد بن قاسم نے مقرر کیا تھا تو کسی کو انکار کرنے کی کوئی وجہہ نہ ہوگی۔ علی الخصوص جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ اسلام کے قبضہ مین آتے ہی ملتان جس شخص کے ہاتھ مین دیا گیا وہ بھی عمانی تھا۔ اور جو آزادی حاصل کرنے کے بعد ملتان پر حکومت کرتا نظر آیا وہ بھی عمانی تھا۔ بالفرض اگر مورخین کے اس سکوت سے فائدہ نہ اُٹھایا جائے تو بھی مسعودی کا یہ کہدینا کافی ہے کہ " حکومت ملتان ابتدائے زمانہ فتح سے اس وقت تک اسی ایک خاندان کے تحت تصرف مین ہے"۔ اس لئے کہ مسعودی جب ملتان مین آیا ہے تو یقیناً اس خاندان کے لوگون اور نیز والی شہر سے ملا ہوگا۔ اور جو کچھ اُس نے لکھا ہوگا خود اُن سے پوچھ کے لکھا ہوگا۔

---

[۵] چچ نامہ۔

امیر منبہ بن اسد سامی حاکم ملتان

غرض امیر ابو اللباب المنبہ بن اسد القرشی السامی جو ۳۰۰ھ میں ملتان پر حکومت کر رہا تھا۔ ایک دولت بلند فرمان روا تھا۔ اور ایک بڑی فوج رکھتا تھا۔ ایک لاکھ بیس ہزار گاؤن توابع ملتان مین تھے۔ اسلامی ممالک سے تعلقات قائم تھے خراسانی قافلہ مغربی ممالک کے لوگون کو برابر یہان لا لا کے پہونچایا کرتے تھے اور ملتان دولت اسلام کی ایک مضبوط اور زبردست سرحد تصور کیا جاتا تھا۔ بعض دیسی ہندو راجہ امیر ملتان سے زیادہ شوکت وحشمت رکھتے تھے۔ اگرچہ اُن کو

ہندو راجاؤن کو حملہ سے بچنے کی وجہ

امکان مین تھا کہ ملتان کو مسلمانون سے چھین لیتے مگر ایک ایسی قدرتی صورت پیدا ہو گئی تھی کہ کبھی کسی راجہ کو ملتان کی طرف رُخ کرنے کی جرارت نہ ہوتی تھی۔ وہ یہ کہ یہان کا مشہور و معروف اور عالیشان مندر جس کا ذکر ملتان کی فتح کے وقت کر چکے ہین اور جو سورج دیوتا کا مندر خیال جاتا تھا اس وقت تک موجود تھا۔ اور قدیم زمانے کی طرح آج بھی سارے ہندوستان کے لوگون کا مرجع تھا۔ جہان انتہائی جنوبی سواحل ہند تک کے لوگ آتے تھے اور طرح طرح کی قیمتی چیزین چڑھاتے تھے۔ اسی مندر کی آمدنی سے امیر ملتان اپنا خزانہ بھرتا تھا۔ اور اسی کے ذریعہ سے اُس کی سلطنت کی حفاظت ہوتی تھی۔ حفاظت یون ہوتی تھی کہ جہان کسی راجہ نے فوج کشی کا ارادہ کیا والی ملتان دھمکی دیتا تھا کہ کوئی حریف شہر کے قریب پہونچا اور مین نے مورت کو توڑ پھوڑ کے برابر کر دیا۔ ہندو راجاؤن پر مذہبی خوف اس قدر طاری تھا کہ یہ گوارا تھا کہ اُن کا مقدس و عالیشان مندر مسلمانون کے قبضہ مین رہے۔ مگر یہ نہین گوارا کر سکتے تھے کہ مورت توڑی جائے اور مندر کی بے حرمتی ہو

دولت ملتان کے حدود۔

امیر ملتان کی حد شمال کی طرف خراسان سے ملی ہوئی تھی۔ اور جنوب کی طرف شہر رور (جو قدیم ہندو فرمان رواؤن کے عہد مین سارے سندہ کا دار السلطنت تھا) قلمرو ملتان اور منصورہ کے درمیان بین حد فاصل[5] تھا۔ گو وہ منصورہ کے ماتحت تھا۔

سندھ میں اصطخری سیاح کا آنا

اس زمانے کے تقریباً تیس برس بعد دوسرا سیاح عرب ابو اسحٰق اصطخری وارد سندہ ہوا۔ جس نے سنہ ۳۴۰ھ مین اپنا سفرنامہ مرتب کیا ہے۔ وہ اگرچہ سلطنت ہائے منصورہ و ملتان کے متعلق زیادہ واقعات نہین بتاتا مگر اس قدر ضرور لکھتا ہے کہ

---

۵ مسعودی۔

ملتان کا حاکم قریشی نسل ہے۔ وہ حاکم منصورہ کا ماتحت نہین۔ اور خلیفۂ بغداد کا خطبہ پڑھتا ہے۔ اس کے بعد غالباً ۳۵۰ھ مین مشہور زمانہ جغرافیہ نویس ابن حوقل وارد سندھ ہوا۔ جس نے ۳۵۸ھ مین اپنا سفر ختم کیا۔ اُس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک اس ملک مین کوئی بڑا تغیر وتبدل نہین ہوا تھا۔ کیونکہ اس کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ منصورہ پر وہی پہلا ہباری خاندان متصرف تھا۔ اور ملتان پر بھی حسب سابق سامہ بن لوی کی نسل کا قبضہ تھا۔ منصورہ کی حکومت کوہسار بالہ کے اُس طرف یعنے موجودہ بلوچستان کے اندر تک پھیلی ہوئی تھی۔

ابن حوقل کا بیان

اب اس وقت کے سیاحون کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ منصورہ اور ملتان کے یہان اور بھی کئی چھوٹی چھوٹی آزاد سلطنتین مسلمانون کے قبضہ مین تھین۔ چنانچہ توران مین جو اب بلوچستان مین ہے ایک ستوطن بصرہ شخص کی حکومت تھی جو ابوالقاسم کے لقب سے مشہور تھا۔ یہ یہان کا حکمران تھا۔ مالگذاری وصول کرتا تھا۔ انفصال مہمات بھی اُسی کے سامنے ہوتا تھا۔ اور خود ہی سپہ سالار فوج بھی تھا۔ مگر باوجودیکہ یہ سب کام اس کے ذمہ تھے اس قدر جاہل تھا کہ رد اور تین مین امتیاز نہ کر سکتا تھا۔ ایک حکومت شہر قصدار مین قائم تھی۔ اور اُس کی باگ بھی ایک عربی نژاد شخص کے ہاتھ مین تھی۔ اس شخص کا نام معین ابن احمد تھا۔ یہ مقام قیقان مین رہتا تھا۔ اور وہان کی جامع مسجد مین خلفائے بغداد کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مکران جو اُس عہد کے انتظامات کی رو سے اکثر والی سندھ ہی کے زیر حکومت رہا کرتا تھا وہان بھی اب عیسیٰ بن معدان نام ایک شخص کی حکومت تھی۔ اس شخص نے شہر کیز کو اپنا مستقر قرار دیا تھا حدود مکران پر ایک اور علاقہ تھا جو مشکی کے نام مشہور تھا۔ یہان مطہر بن رجاء نام ایک جداگانہ امیر تھا۔

سندھ کی دیگر دول اسلام

اِن باتون کا بھی پتہ چلتا ہے کہ والی ملتان شہر کے اندر نہین رہتا تھا۔ بلکہ اُس نے ملتان کے باہر کئی میل کے فاصلہ پر ایک لشکر گاہ بنا رکھی تھی جہان بعض معزز عرب خاص شاہی خاندان کے متعلقین اور ملازمین رہا کرتے تھے۔ اس مقام کا نام جندرور رکھا گیا تھا۔ لیکن جامع مسجد جو محمد بن قاسم کے عہد مین بنائی گئی تھی خاص شہر ملتان کے اندر تھی۔ آٹھوین روز ہر جمعہ کو والی ملتان ہاتھی پر سوار ہو کے

حاکم ملتان کا مسکن

سے کتاب الاقالیم ابواسحق اصطخری۔

مع خدم و حشم ملتان مین داخل ہوتا تھا۔ اور اس مسجد مین جماعت سے نماز جمعہ پڑھتا تھا۔

اہل سندھ کے دیگر حالات۔

حکمرانان سندھ نے کوئی خاص اپنا سکہ نہین جاری کیا تھا۔ بلکہ ان بلاد مین قندھاری اور طاطری سکے چل رہے تھے۔ مگر بہت بعد کو پتہ چلا کہ سندھ کے اکثر مسلمان والیون اور حاکمون نے اپنے نام کے سکے جاری کئے تھے۔ جو سرکاری سکون کے ذخیرہ مین موجود ہین۔ اور جن کو دیکھ کے پتہ چل جاتا ہے کہ مسلمانون کی حکومت سندھ کس قدر مضبوط اور مستقل تھی۔ ان سکون پر ہم کسی آئندہ موقع پر بحث کرین گے۔ اہل سندھ کا لباس اہل عراق سے ملتا جلتا تھا۔ بعض لوگ اپنے بال لمبے رکھتے تھے۔ اور گرمی کی شدت سے ڈھیلے ڈھالے کپڑے پہنتے تھے۔ ہندوٴن اور مسلمانون کے لباس مین بہت کم فرق تھا۔ خاصتہً امرائے سندھ کی وضع تو بالکل ہندو راجاوٴن کی سی تھی۔ منصورہ اور ملتان مین عموماً عربی اور سندھی زبانین بولی جاتی تھین۔ برخلاف اس کے اہل مکران مین عربی کا بہت کم رواج تھا۔ وہان فارسی اور مکرانی زبانین بولی جاتی تھین۔[۵]

فاطمی دعیان خلافت اور اُن کے پیرو

خلاصہ یہ کہ معلوم ہوتا ہے اس وقت تک یہان کوئی مذہبی جھگڑا نہین پیدا ہوا تھا۔ اور نہ خلفائے عباسیہ کا نام خطبون سے نکالا گیا تھا۔ اس مین شک نہین کہ بنی فاطمہ کو اس سرزمین سے بہت کچھ تعلقات تھے۔ جو ابتدا سے چلے آتے تھے۔ یہان کثرت سے اُن کی آمد و رفت تھی۔ علی الخصوص زیدیہ مذہب کے لوگون کا یہان بہت مجمع تھا۔ جو پہلے پہل عبداللہ اشتر کے ہمراہ آئے تھے۔ اور اُن کے بعد بھی یہین مقیم رہے۔ علاوہ برین ممالک مغرب مین اُن دنون دستور سا پڑ گیا تھا کہ جس علوی نژاد کو اپنے دعوے مین ناکامی ہوتی سیدھا ارض سندھ کا راستہ لیتا۔ کیونکہ اُن کے لئے اس سے بہتر کوئی پناہ کی جگہ نہ تھی۔ لیکن باوجود اس کثرت آمد و رفت کے یہ لوگ یہان صرف ایک پناہ گزین کی حیثیت سے رہتے تھے۔ اور موجودہ حکمرانان سندھ گو انھین اپنے ملک مین پناہ دیتے تھے مگر حکومت پر

[۵] قندھاری افغانستان کے قندھار کی طرف منسوب نہین۔ یہان جس قندھار سے مراد ہے وہ ایک اور شہر تھا جو جزیرہ نمائے کچھ کے ساحل پر آباد تھا۔ اور طاطری سکہ سومنٹرا اور جاوا کے قریب کا بنا ہوا تھا۔ جو سارے ہندوستان مین مروج تھا۔ [۵] مسعودی۔ ابن حوقل۔ واصطخری۔

دعوت بنی فاطمہ کا کوئی اثر نہین پڑنے پایا تھا۔

سنہ ۳۶۶ھ مین ایک اور واقعہ ہوا جس کا سندھ اور توابع سندھ پر بہت کچھ اثر پڑا
ان دنون خاندان بنی بویہ نے بڑی ترقی حاصل کی تھی۔ اُن کی سطوت و جبروت اور اُنکی
فتحمندیون کی تمام بلاد اسلامی علی الخصوص مشرقی ممالک اسلام مین دھوم مچی ہوئی تھی
۳۶۵ھ مین جب عضد الدولہ ابن بویہ تخت نشین ہوا تو اُس نے یہان تک وقعت حاصل کی کہ
اُس سے پیشتر خلیفۂ بغداد کے سوا کسی مسلمان فرمان روا کو نہین نصیب ہوئی تھی خلیفۂ
بغداد کے بعد اُس کا نام خطبات مین داخل کیا گیا۔ اور منبرون پر ہر جمعہ کو اُسکے دولت و
اقبال کی دعا مانگی جاتی تھی۔ اُس کے دروازے پر دن مین تین بار نوبت بجتی تھی۔ خطبہ مین
اُس کا نام داخل کرنے کے علاوہ نوبت بھی خاص اُسی کے لئے ایجاد کی گئی۔ کیونکہ
اس سے پہلے مسلمان فرمان رواؤن کی ڈیوڑھیون پر نوبت کا رواج نہ تھا۔ اُس کی
بیٹی کا عقد خلیفۂ بغداد الطائع للہ کے ساتھ ہوا۔ جس کی وجہ سے اس عہد کے مذاق کے
موافق عضد الدولہ کو بہت بڑی فضیلت اور اعلیٰ درجہ کا شرف حاصل ہو گیا۔

عضد الدولہ نے سنہ ۳۶۶ھ یعنے اپنی ولی عہدی ہی کے زمانہ مین کرمان پر حملہ کیا۔
کرمان کو فتح کرنے کے بعد اُس نے مکران پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس نواح مین دو قومین
آباد تھین قفص[۵] اور بلوص۔ یہ دونون قومین انتہا درجے کی لوٹ مار کرتی رہتی تھین۔ خاصتہً

---

۵ قفص سے افغان مراد ہین۔ اور بلوص سے بلوچ۔ افغانون کی اصلیت کا پتہ لگانے مین مورخین کو بڑی بڑی دشواریان پیش آتی ہین اور پھر بھی کچھ قابل اطمینان طور پر کچھ نہین معلوم ہو سکا۔ انگریزی مصنفین نے عموماً اور بعض بڑے اپنے فارسی مورخون نے بھی ان لوگون کو یہودی الاصل بتایا ہے۔ مگر یہ بالکل بے بنیاد ہے۔ عرب کے قدیم سیاحون اور جغرافیہ نویسون نے ایسے واضح طور پر پتہ دیا ہے کہ اسی قوم قفص سے افغان مراد ہونے مین کوئی شبہ باقی نہین رہتا۔ علامہ بشاری اپنی کتاب احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم مین لکھتے ہین کہ "ہندوستان جانے کی سب راستہ قفص نام ایک قوم کی وجہ سے مخدوش ہین۔ جو کوہستان مکران سی نکل کے سب طرف جاتے ہین۔ ان لوگون مین ذرا بھی نیکی نہین۔ چہرون سے وحشت برستی ہے۔ دل سخت ہین۔ اور اس کے ساتھ اُن مین شجاعت ہے اور انسان اُن سے مرعوب ہو جاتا ہے۔ کسی کو بھی زندہ نہین چھوڑتے۔ جو اُن کے ہاتھ مین پھنس گیا اُس کے مال ہی پر قناعت نہین کرتے بلکہ خواہ مخواہ مار بھی ڈالتے ہین۔ اور قتل بھی اس بے رحمی سے کرتے ہین کہ پتھرون سے آدمی کا سر کچل ڈالتے ہین جیسے

بلوچی اور افغان

بلوص جن کے نام سے مسافر کانپ اُٹھا کرتے تھے۔ عضد الدولہ نے مکران پر حملہ کر کے ان لوگوں کو بالکل برباد و پامال کر دیا۔ قفص تو بھاگ کے بچ گئے مگر بلوص یعنے بلوچ لوگوں کو ایسی سزا ملی کہ پھر ان کو کبھی رہزنی اور مسافروں کے لوٹنے کی جرأت نہین ہوئی۔ اُسی کے عہد مین یہ لوگ مسلمان بھی ہوئے۔ مگر اب انھون نے آبادی چھوڑ کے پہاڑون کی گھاٹیون مین سکونت اختیار کر لی۔ عضد الدولہ نے آباد بستیون مین اُن کی جگہ زراعت پیشہ لوگون کو لا کے آباد کیا۔[ع]

مگر ان کو چونکہ سندھ کے ساتھ قدیمی تعلق تھا اور موجودہ بلوچستان کا زیادہ حصہ سندھ اور خاصۃً حاکم منصورہ کے تصرف مین تھا اس وجہ سے مکران کے فتح ہوتے ہی اہل سندھ کے دلون مین بھی عضد الدولہ کی ہیبت بیٹھ گئی۔ چنانچہ عضد الدولہ کے حملہ کے دس بارہ برس بعد ہم دیکھتے ہین کہ جامع منصورہ کے منبر پر خلیفۂ بغداد کے نام کے بعد عضد الدولہ ابن بویہ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔[ہ]

علامہ مقدسی کا بیان

دس پندرہ برس آگے بڑھ کے ۳۷۵ھ مین ہم کو آخری سیاح عرب علامہ مقدسی کے بیان سے سندھ کے حالات زیادہ تفصیل سے معلوم ہوتے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ مکران کا مستقر حکومت پنج پور ہے ہین۔ یہان ایک مٹی کا قلعہ بنا ہے جس کے گرد خندق

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) سانپ کا سر کچلا جاتا ہے۔ اُن کے قتل کرنے کی یہ وضع ہوتی ہے کہ انسان کا سر پکڑ کے کسی پتھر پر رکھا اور دوسری سلون سے کچل ڈالا۔ مین نے اس قوم کے ایک شخص سے پوچھا کہ میان تم تلوار سے کیون نہین قتل کرتے تو اُس نے جواب دیا کہ اپنی تلوار کون خراب کرے۔ یہ لوگ پہاڑون اور گھاٹیون مین رہتے ہین اور دشمنون کو اپنے تک نہین پہونچنے دیتے۔ بلوص ان سے بہت زیادہ سنگدل تھے مگر عضد الدولہ نے اُن کو مار کر سیدھا کر دیا۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ افغان لوگ نہین ہین۔ اور جب یہ مان لیا کہ قفص اُن دنون افغان کہلاتے تھے تو اب صاف پتہ چل جاتا ہے کہ قفص کا لفظ قبچ کا معرب ہے۔ اور قبچ سے مراد دشت قبچاق ہے جو کیسپین سی کے اس طرف ترکستان مین واقع ہے۔ یہ لوگ وہین سے آتے تھے۔ اور اُس وقت تک اپنے وطن ہی کی طرف منسوب کئے جاتے تھے۔ لہذا یہ بھی اصل مین تاتاری مین اور کوئی تعجب نہین کہ قفص ہی کا لفظ مرور زمانہ سے افغ بنا ہو۔ اور اُس مین جمع کا الف نون بڑھا کے لوگون نے افغان کر دیا ہو۔ ع ابن اثیر و ابن خلدون۔ ہ احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم مصنفہ علامہ بشاری بنائی مقدسی۔

دی ہوئی ہے۔ اور اس خندق کے کنارے کنارے درخت لگے ہوئے ہین۔ شہر کے دو دروازے ہین۔ باب توران اور باب تیز۔ مسجد جامع آباد بازارون کی درمیان مین ہے۔ جو لوگ بازارون مین چلتے پھرتے نظر آتے ہین صرف برائے نام مسلمان ہین۔ کیونکہ ان مین مسلمانون کی سی کوئی بات نہین۔ زبان یہان کی بلوچی ہے۔ مکران کا شہر تیز سمندر کے کنارے ہے۔ وہان درختون کی کثرت ہے۔ اچھی اچھی کاروان سرائین ہین۔ اور جامع مسجد بھی اچھی ہے مگر علم وفضل یہان کے لوگون مین کم ہین۔

قصدار ‏ قصدار علاقہ توران کا مستقر ہے۔ یہ شہر ایک صحرا کے اندر آباد ہے۔ شہر مین ہو کے ایک ندی گزری ہے جو خشک پڑی رہتی ہے اور اُس پر کوئی پل بھی نہین تعمیر کیا گیا ہے۔ مگر اس ندی نے شہر کے دو ٹکڑے کر دئے ہین۔ ایک مین فرمانروائے شہر کا قصر بنا ہوا ہے۔ اور دوسرے مین تاجرون کی آبادی ہے۔ یہ حصہ زیادہ تر پاک و صاف رہتا ہے۔ یہ اگرچہ ایک چھوٹا سا شہر ہے مگر فائدہ بخش ہے۔ خراسان۔ فارس۔ کرمان۔ اور بلاد سندھ سے لوگون کے قافلے یہان آتے جاتے رہتے ہین۔ مگر یہان کا پانی بہت خراب ہے۔ حکمران عادل انصاف پرور۔ اور منکسر المزاج ہے۔ اور مکانات کچے مٹی کے بنے ہین۔

منصورہ ‏ منصورہ جو سندھ کا مرکز ہے ایک عمدہ شہر ہے۔ مکانات مٹی اور لکڑی کے ہین اور جامع مسجد جو عمان کی جامع مسجد کے نمونے پر بنائی گئی ہے وسیع ہے۔ اور پتھر اور اینٹ سے بنائی گئی ہے۔ اُس کے ستون ساگون کی لکڑی کے ہین اور وہ بازارون کے درمیان مین واقع ہے۔ منصورہ کے چار دروازے ہین۔ (۱) باب البحر۔ (۲) باب سندان۔ (۳) باب توران۔ (۴) باب ملتان۔ دریا شہر کو چارون طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ لوگ قابل اور صاحب مروت ہین۔ اسلام کو رونق ہے۔ علم اور اہل علم کی کثرت ہے۔ تجارت ترقی پر ہے۔ اور رہنے والے ذکی و دانشمند ہین۔ شرع شریف کی پابندی کی جاتی ہے۔ اور غربا کی خبرگیری ہوتی ہے۔ رسم و رواج اہل عراق کے رسم و رواج سے ملتے جلتے ہین۔ مگر یہان گرمی کی شدت ہے۔ مچھر کثرت سے ہین۔ اور لوگون کے مزاج مین بلغمیت غالب ہے۔ دریائے سندھ کا پانی پیا جاتا ہے۔

دیبل

دیبل ساحل بحر پر واقع ہے۔ اُس کے اطراف وجوانب مین تقریباً سو گاؤن ہین۔ جو اُسی کے توابع مین ہین۔ آبادی زیادہ تر ہنود کی ہے۔ سمندر شہر کی دیوار کو تھپیڑے دیتا ہے۔ قریب قریب تمام اہل شہر تجارت پیشہ ہین۔ اور سندھی اور عربی زبانون مین گفتگو کرتے ہین۔ اسی شہر کے پیچھے دریائے سندھ سمندر مین گرتا ہے۔

دیہند یہ ایک عظیم الشان شہر ہے جو منصورہ سے بھی زیادہ آباد ہے۔ اُسکے گرداگرد پُر فضا باغ ہین۔ اور ہر چیز سستی ملتی ہے۔

قنوج ایک بڑا شہر ہے۔ اس کے گرد شہر پناہ ہے۔ جس کے باہر چارون طرف باغ لگے ہوئے ہین۔ یہان کے لوگ عموماً چاولون پر زندگی بسر کرتے ہین۔ مگر مسلمانون کی غذا گیہون ہین۔ اس شہر مین اکثر علما و فضلا رہتے ہین۔

ملتان منصورہ ہی کے مثل ہے۔ مگر منصورہ اس سے زیادہ آباد ہے۔ یہان میوہ جات کی چندان کثرت نہین مگر غلہ وغیرہ کا بھاؤ بہت ہی سستا ہے۔ مکانات اچھے بنے ہین۔ زیادہ عمارت ساگوان کی لکڑی کی ہے۔ اور اکثر مکانات کئی منزلون کے ہین۔ ان لوگون مین زنا نہین ہے۔ نہ شراب پی جاتی ہے۔ اور جو کوئی بھولے سے زنا یا شارب خمر نظر آتا ہے اُس پر حد شرع جاری کی جاتی ہے۔ یہان کے لوگ جھوٹ نہین بولتے۔ وزن اور پیمانے ٹھیک ہین خریدار کو کبھی دھوکا نہین دیا جاتا۔ غریب الوطنون سے لوگون کو محبت ہے۔ زیادہ آبادی عرب النسل کی ہے۔ اور خیرات جاری ہے۔ تجارت بھی عمدگی سے چل رہی ہے۔ فرمان روا عادل ہے۔ بازارون مین کبھی نہین کہ کوئی عورت بناؤ چناؤ کئے نظر آئے۔ اور نہ یہ ممکن ہے کہ کوئی مرد کسی عورت سے علانیہ سر بازار بات چیت کرے۔ مگر اس شہر مین خرابی ہے تو یہ کہ جا بجا نجاست نظر آتی ہے۔ مکانات تنگ ہین۔ ہوا گرم و خشک ہے۔ یہان کے لوگون کا رنگ گندم گون اور بعض کا سیاہ ہے۔[1]

یہی سیاح آگے بڑھ کے لکھتا ہے یہان کے ذمی بُت پرست لوگ ہین۔ مسلمانون مین اکثر اہل حدیث[2] ہین۔ یہان مجھے قاضی ابو محمد منصوری سے ملنے کا

[1] احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم۔ [2] ہندوستان کے مقلدان امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و علامہ بشاری مقدسی کا یہ بیان دیکھ کے شاید یقین آجائے گا کہ اہل حدیث کا فرقہ کوئی نیا فرقہ نہین ہے۔ اور نہ

اتفاق ہوا جو مذہب داؤد ظاہری کے پابند تھے اور امام مذہب کے امام تسلیم کیے جاتے تھے۔ انھون نے بہت سی کتابین تصنیف کین۔ اور ان کی ذات سے درس وتدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ اہل ملتان شیعہ ہین۔ اذان مین حی علی خیر العمل کہتے ہین۔ اور تکبیر دو دو دفعہ کہتے ہین۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کے مقلدون کی اس قدر کثرت ہے کہ ایسے گاؤن بھی کم ملین گے جن مین فقہائے حنفیہ نہ موجود ہون۔ مالکیون اور معتزلیون کا یہان نام ونشان نہین اور نہ کہین حنبلیون کا پتہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ نہایت ہی صلاحیت سے رہتے سہتے ہین۔ ان کے مذاہب بہت ہی اچھے ہین جنکی بدولت انہین صلاحیت وپرہیزگاری پیدا ہوگئی ہے اللہ نے ان کو تعصب اور غلو اور فتنہ وفساد کی آفتون سے محفوظ رکھا ہے۔ یہان قاہریہ اور طاطری درہم کا چلن ہے۔ اور ملتان والون کا سکہ فاطمیین کے سکہ کے مثل ہے۔ غزنی کا سکہ جو تنہری کہلاتا ہے وہ بھی یہان مروج ہے۔

حکومتین یہان کئی چھوٹی چھوٹی حکومتین ہین۔ امیر کران علیحدہ ہے منکسر المزاج اور عادل ہے۔ اور منصورہ مین ایک قریشی الاصل فرمان روا ہے۔ یہ دونون خلیفہ بغداد کا خطبہ پڑھتے ہین یہان چند روز ہوئے عضد الدولہ کا نام بھی خطبہ مین شریک کیا جاتا تھا۔ اور مین نے اپنے ورود شیراز کے زمانے مین دیکھا کہ اہل منصورہ کا قاصد عضد الدولہ کے بیٹے کے پاس آیا اور باریاب ہوا۔ ملتان مین خلفائے بنی فاطمہ مصر کا خطبہ جاری ہے۔ اور یہان کوئی حکم بغیر ارض مصر کے فاطمی خلیفون کی منظوری کے اجرا نہین پاتا۔ اہل ملتان کے ہدایا اور قاصد برابر مصر مین آتے جاتے رہتے ہین۔ اور اسماعیلیہ مصر کا یہان اسقدر اثر ہے کہ بغیر ان کی اجازت کے یہان کوئی شخص ملتان کے تخت پر بھی نہین بیٹھ سکتا۔

سندھ مین مذہب شیعہ۔ علامۂ مقدسی کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ سندھ مین اب شیعیت کا بہت زور ہو گیا تھا۔ اور ملتان وسندھ کے شیعون نے خلفائے بنی فاطمہ مصر سے پوری تعلقات پیدا کر لئے تھے۔ جن خلفا کے مفصل ومشرح حالات ہم آئندہ ابواب مین بیان کرین گے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ سابق) ان کی بنا محمد عبد الوہاب نجدی کے وقت سے پڑی۔ اس سے لوگون کو اب بھی انکار نہین کہ قدیم زمانے مین ایسے جلیل القدر علما گزرے ہین جو کسی خاص امام کے مقلد نہ تھے مگر علامۂ مقدسی کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری مین اہل حدیث کا بہت بڑا گروہ ہندوستان مین موجود تھا۔

اگرچہ علامہ مقدسی کہا کر بیان سی معلوم ہوتا ہے کہ اُنھوں نے ورود سندھ کے وقت یہاں کے اسلامی فرقون مین کوئی جھگڑا یا فساد اور کسی قسم کا تعصب نہین دیکھا جس کے اعتبار سے اُنھون نے اس سرزمین کے مسلمانون کی بے انتہا تعریف کی ہے۔ مگر اس مین شک نہین کہ قرامطہ کے داعی جنھون نے مذہبی حیثیت سے صرف برائے نام فاطمین مصر کا دامن پکڑ لیا تھا دفتہ رفتہ یہان کے لوگون کے دل سے عباسیہ کا اثر مٹاتے جاتے تھے۔ علی الخصوص ملتان کی سند حکومت پر قبضہ پا کے اُنہون نے اپنا اثر زیادہ قوی کر لیا تھا۔ ابن حوقل کے زمانے تک یعنی تقریباً سنہ ۳۶۵ھ مین اگرچہ مختلف حکومتین موجود تھین مگر سب جگہ بنی عباس ہی کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مگر علامۂ مقدسی نے اس کے ۲۵ برس بعد آ کے دیکھا تو ملتان اور کران مین بنی فاطمہ کا خطبہ جاری ہو گیا تھا۔ اگرچہ منصورہ ابھی تک اس نئے فرقہ کے اثر سے محفوظ تھا۔ لیکن اس کے ساٹھ ستر برس بعد جب سلطان محمود غزنوی نے ملتان اور سندھ کو فتح کیا ہے تو سارا سندھ قرامطہ یا اسماعیلیون سے بھرا ہوا تھا۔ ملتان مین بھی قرامطہ کی حکومت تھی اور منصورہ مین بھی۔ اس عظیم الشان مذہبی انقلاب نے بڑے بڑے فساد پیدا کئے ہونگے اور یقیناً سندھ کی سلطنتون مین خون ریزیان ہوئی ہون گی۔ لیکن افسوس اس عہد کا حال اس قدر لاعلمی مین پڑ گیا ہے کہ سوا قیاسی باتون کے ہم کوئی تاریخی شہادت نہین بہم پہنچا سکتے۔

سندھ کے زیادہ تر حالات کو اب چونکہ فرقۂ اسماعیلیہ سے تعلق ہے لہذا ضرورت ہے کہ ہم اس مشہور و معروف فرقہ کی طرف توجہ کریں۔ جن سے مسلمانان ہند بہت ہی کم واقف ہیں

(۶)

ساتوان باب

شیعۂ اسماعیلیہ

اگرچہ امامت کے جھگڑون کی بنیاد حضرت سرور عالم علیہ الصلاۃ و السلام کی وفات ہی کے زمانے سے پڑ گئی تھی مگر خلافت راشدہ کے ختم ہونے کے بعد امامت کے شوق نے بنی فاطمہ مین عجیب عجیب شگوفے کھلائے۔ بنی فاطمہ مین سے ہر شخص امام حسنؑ نہ تھا کہ اسلامی سلطنت کو چونٹیون بھرا کباب تصور کر کے الگ پھینک دیتا۔ حضرت مسئلۂ امامت

اس کے بعد کئے ہوتے فرقے

امام حسینؑ کو اسی جھگڑے نے شہید کرایا۔ اور بنی امیہ کے خلاف جو عام جوش و خروش بنی ہاشم کے رگ و پے مین سرایت کئے ہوئے تھا وہ بھی اسی کا ایک حیرت انگیز کرشمہ تھا۔

یہ امامت چونکہ حضرت رسالت کی جانشینی تھی لہٰذا اس مین بہت بڑا عنصر مذہب کا بھی شامل تھا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر شخص کے دعویٰ امامت کے ساتھ اسلام مین ایک نیا فرقہ پیدا ہو جاتا تھا۔ اہل سنت کے عقاید مین خلافت و امامت محض ایک دنیوی سلطنت ہے۔ اور دین جتنا تھا حضرت رسول علیہ السلام کی زندگی مین مکمل ہو گیا تھا۔ خلافت کی ضرورت دولت اسلامی کا نظام قائم رکھنے کے لئے ہے نہ دینی مسائل مین کسی قسم کا دخل دینے اور شریعت مین تصرف کرنے کے لئے۔

برخلاف اس کے اکثر مدعیان امامت نے اپنے آپ کو دین کا مالک اور حاکم قرار دیا۔ اور اسی وجہ سے اُن کے دعوؤن کے ساتھ اسلام مین نئے نئے فرقے نمودار ہوتے رہے۔ شیعون کا عام دعویٰ یہ تھا کہ امامت صرف حضرت علی اور اُن کی اولاد کے ساتھ مخصوص ہے۔ اگر کوئی غیر شخص امام یا خلیفہ ہو جائے تو غاصب ہے۔ اور اسکی خلافت ناجائز۔ یہ ظاہر ہے کہ عملی اور واقعی طور پر خلافت صرف حضرت علی اور حضرت امام حسن کو ملی۔ حضرت امام حسنؑ کے بعد جب بنی امیہ کا دور شروع ہو گیا تو محض اس بنا پر کہ فلان شخص مستحق یا اصلی وارث امامت و خلافت ہے امام کا لفظ حضرت علی کی اولاد کی جانب منسوب کیا جانے لگا۔ حضرت امام حسینؑ اگرچہ دنیوی حیثیت سے کامیاب نہین ہوئے۔ لیکن چونکہ آپ نے دعویٰ کیا تھا۔ اور یزید کی فوج سے مقابلہ کر کے شہید ہوئے تھے۔ اس لئے حضرت امام حسنؑ کے بعد آپ امام تسلیم کئے گئے۔ مگر حضرت امام حسینؑ کی شہادت کو چند ہی روز ہوئے تھے کہ مختار نے دعویٰ کیا کہ حضرت علی کے بعد اصلی امام اُن کے صاحبزادے محمدؐ بن حنفیہ تھے۔ اور شیعون ہی مین مختاریہ نام ایک فرقہ پیدا ہو گیا۔ اسکے بعد دوسرا فرقہ ہاشمیہ پیدا ہوا جس کا دعویٰ تھا کہ محمدؐ بن حنفیہ کے بعد امام زمانہ ہاشم بن محمدؐ بن حنفیہ ہین۔ اس سلسلہ مین اور بھی دو ایک فرقے پیدا ہوئے تھے کہ زیدیہ فرقہ پیدا ہوا۔ یہ لوگ قائل تھے کہ حضرت امام حسینؑ کے بعد امام زین العابدین۔ اور اُن کے بعد اُن کے صاحبزادہ زید بن علی امام ہین۔ ان لوگون کا عقیدہ تھا کہ اولاد فاطمہ کے سوا دوسرے خاندان مین امامت نہین جا سکتی مگر یہ کچھ ضرور نہین کہ ایک وقت مین ایک ہی

امام رہے۔ بلکہ ہر فاطمی نژاد جو عالم زاہد شجاع اور سخی ہو اور دعوی امامت کے ساتھ خروج کرے وہ امام جائز واجب الاتباع ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایک ہی وقت مین ایسے کئی امام موجود ہون۔ یہ فرقہ ابتدا بہت ترقی پر تھا۔ اور اُس عہد کے اکثر شیعہ اسی عقیدے کے پیرو تھے۔ اور اسی عقیدے کے بہت سے شیعہ وقتاً فوقتاً سرزمین سندھ مین بھی وارد ہوتے رہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین۔ امامت کے مسئلہ مین خود زید بن علی کا بھی یہی اعتقاد تھا۔ اصول دین مین وہ واصل بن عطا معتزلی کے شاگرد تھے۔ اور اسی وجہ سے اُن کے تمام پیرو مسئلۂ امامت مین شیعہ ہونے کے ساتھ عقائد مین معتزلی تھے۔ اُن کے بھائی امام محمد باقر مین اور اُن مین اختلاف تھا۔ کیونکہ امام محمد باقر اول تو یہ کہتے تھے کہ ایک وقت مین ایک ہی امام رہنا چاہئے۔ دوسرے وہ واصل بن عطا کے عقاید کے خلاف تھے۔ جب زید بن علی بنی امیہ کے ہاتھ سے مارے گئے اور مصلوب ہوئے تو اُن کے بیٹے یحیٰی بن زید نے دعوی امامت کیا اور اپنے والد کی طرح وہ بھی مقتول و مصلوب ہوئے۔ پھر اسی اصول پر محمد اور ابراہیم نے امامت کے دعوے کے ساتھ مدینہ مین خروج کیا۔ اور ابوجعفر منصور عباسی کے حکم سے اُن کی زندگی و دعوت کا خاتمہ ہو گیا۔

اس طور پر عباسی خلافت نے زیدیہ فرقہ کی قوت بالکل توڑ دی۔ اگرچہ عرب مین بعض قبائل آج تک اس مذہب کے پیرو موجود ہین مگر ایسی گمنامی کی حالت مین ہین کہ گویا نہین ہین۔ لیکن امامت کے دعویدار اور نیز اُن دعوؤن سے پولٹیکل فائدہ اُٹھانے والے اندر ہی اندر تقیہ کے برقع مین چھپ چھپ کے نئے فرقے پیدا کرتے رہے۔ مگر اُن مین سے دو فریق زیادہ چمکے۔ اور بعد کے زمانون مین ان کی زبردست سلطنتین قائم ہوئین۔ ایک تو شیعہ اثنا عشریہ اور دوسرے شیعۂ اسماعیلیہ۔ اول الذکر عقاید کے شیعہ سلسلۂ امامت کو اس طریقہ سے لاتے ہین کہ پہلے حضرت علیؓ۔ اُن کے بعد امام حسنؑ۔ پھر امام حسینؑ۔ پھر امام زین العابدینؒ۔ پھر امام محمد باقرؒ۔ پھر امام جعفر صادقؑ۔ پھر امام موسیٰ کاظمؑ۔ پھر امام علی رضاؑ۔ پھر امام محمد تقیؑ۔ پھر امام علی نقیؑ۔ پھر امام حسن عسکریؑ۔ پھر اُن کے صاحبزادے محمد قائمؑ جو کہ مہدی منتظر ہین۔ اور ثانی الذکر فریق یعنی شیعۂ اسماعیلیہ امام جعفر صادق علیہ السلام تک تو اثنا عشریہ شیعون کے

اسماعیلیون کے امام

ہم خیال یا ہم امام ہین۔ مگر اُن کے بعد بجاے امام موسی کاظم کے اسماعیل بن جعفر صادق کو امام تسلیم کرتے ہین۔ چونکہ شہرت ہے کہ اسماعیل نے اپنے پدر بزرگوار کی زندگی ہی مین اس دنیاے فانی کو رخصت کر دیا لہذا اس بارے مین اُن مین باہم اختلاف ہے۔ بعض تو یہ کہتے ہین کہ دراصل اُنھون نے اپنی والد کی زندگی مین وفات نہین پائی۔ صرف بنی عباس کے خوف سے تقیتہً اپنی موت کی خبر اُڑا دی اور چھپ رہے۔ اور بعض یہ کہتے ہین کہ اُنھون نے فی الواقع اپنے والد کی زندگی مین انتقال فرمایا۔ مگر چونکہ امامت منصوص ہو چکی تھی یعنے حضرت امام جعفر صادقؑ نے صریح الفاظ مین بتا دیا تھا کہ میرے بعد میرے بیٹے اسماعیل امام ہین اور نص وقوع کے بعد مستردہ نہین ہو سکتی لہذا واجب تھا کہ امامت اگر اسماعیل زندہ نہ رہے تو اُنکی اولاد مین منتقل ہو۔ چنانچہ امام جعفر صادق کے بعد اسماعیل اور اُن کے بعد محمد بن اسماعیل امام ہوئے۔ وہ اعتقاد رکھتے ہین کہ محمد بن اسماعیل سابع تام تھے۔ یعنی اُن کی ذات سے اسماعیل ہی کی امامت کا تکملہ ہوا۔ اور اُن پر ابتدائی سات ائمۂ ظاہر کا دور ختم ہو کے ائمۂ مستورین کا دور شروع ہوا۔ جو خود تو مخفی طور پر شہرون شہرون پھرتے تھے۔ مگر اُن کی دعوت ظاہر اور آشکارا رہتی تھی۔ اور وہ اپنے داعیون کو علانیہ طور پر دعوت کے لئے بھیجا کرتے تھے۔

امامت ظاہری و باطنی

ان لوگون کا اصول دینی تھا کہ دنیا امام زندہ و قائم سے کبھی خالی نہین رہ سکتی۔ امام یا تو ظاہر ہوتا ہے اور یا مستور و مخفی رہتا ہے۔ جب امام ظاہر ہوتا ہے تو جائز ہے کہ اُسکی حجّت و دعوت مستور رہے۔ لیکن جب امام مخفی ہو تو واجب ہے کہ اُسکی حُجّت و دعوت علانیہ اور عالم آشکارا ہو۔ امامت کے احکام سات سات ہین۔ وہ تمام چیزین جو عالم کو اپنے آغوش مین لے کے روز جزا تک پہونچائین گی سب کا شمار سات ہی سات ہے۔ لہذا واجب ہے کہ امام بھی سات ہی سات ہوا کرین۔ ہان اُن کے نقیب البتہ بارہ رہا کرتے ہین۔ چنانچہ وہ کہتے ہین کہ اثنا عشری شیعون نے جو بارہ امام قرار دے لئے ہین یہ انھین دھوکا ہو گیا ہے۔ کہ جو عدد نقبا کے لئے مخصوص تھا اُسے خود ائمۂ معصومین کی ذات سے وابستہ کر دیا۔

ظاہر و باطن

اسماعیلیون کا ایک اعتقاد یہ بھی تھا کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہے۔ اور ہر تنزیل کی ایک تاویل ہے۔ یعنی قرآن کے جتنے احکام ظاہری ہین اُن کا ایک باطن بھی ضرور موجود ہے جو راسخین فی العلم اور مجتہدین کو معلوم ہے۔ جس سے اس امر کی گنجایش نکل سکتی ہے کہ مقتدیان دین ہر حکم قرآنی کو جس وقت مناسب دیکھین جاری رکھین اور جب چاہین اُس کے باطن سے فائدہ اُٹھا کے

اُن احکام کی ظاہری تعمیل سے اپنے پیروُن کو روک دین۔ اسی بُنیاد پر اسماعیلی لوگ باطنی کے لقب سے بھی یاد کئے جاتے ہین۔

فلسفہ عقائد مین

بعد کے زمانون مین یونانی فلسفہ سے بھی علماے اسماعیلیہ نے بے انتہا فائدہ اُٹھایا۔ یونانیون کا نظام خلق عقول و افلاک مذہبی صورت اختیار کر کے ان کے مذہبی اصول مین شامل ہوگیا۔ اور صفات باری تعالے کی نسبت انھون نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ صفات کو عام اس سے کہ صفات ذاتی ہون یا صفاتی اُس ذات وحدہ لاشریک کی طرف منسوب بھی کرتے اور پھر نفی بھی کرتے۔ مثلاً کہتے موجود غیر موجود۔ قادر غیر قادر۔ اور یہ کہتے کہ ان صفات کو اُس کی طرف منسوب کرنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ صفت خدا نے پیدا کی نہ یہ کہ اُس مین ہے۔ یعنی موجود سے مراد وجود کو پیدا کرنے والا۔ قادر سے مقصد قدرت عطا کرنے والا ہے۔

عبید اللہ مہدی

لیکن یہ سب عقاید بعد پیدا ہوئے۔ ابتدائی مدارج مین صرف اسماعیل کی امامت سے علاقہ تھا۔ اور اُس کی تبلیغ و دعوت خفیہ طریقون پر کی جاتی تھی۔ گو اسماعیلیون کو دعوے ہے کہ اُن دنون دعوت علانیہ طور پر ہو رہی تھی۔ یہان تک کہ عبید اللہ مہدی نے ۲۹۶ھ مین اپنے داعیون اور نقیبون کی کوشش سے تخت و تاج پر قبضہ پا کے اپنے دعوے مین سلطنت کی قوت پیدا کر لی۔ عبید اللہ مہدی کے نسب مین بڑے بڑے اختلافات پڑے ہوئے ہین۔ مورخین اہل سنت ہی نہین بڑے بڑے مشہور علماے شیعۂ اثنا عشریہ نے بھی عبید اللہ مہدی کے نسب پر اعتراض کیا۔ مگر اُس کی اصلی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ بغداد کے عباسی خلفا نے اپنے اثر سے عراق کے فاطمی الاصل علما و رؤسا کو بھی اس امر پر آمادہ کر دیا تھا کہ عبید اللہ مہدی کو اپنے سلسلۂ نسب سے خارج کر دین۔ ورنہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے

ائمہ مستورین

کہ یہ لوگ قطعاً بنی فاطمہ تھے۔ جو نسب نامہ خود عبید اللہ مہدی نے پیش کیا یہ تھا کہ عبید اللہ مہدی بن الحسن التقی۔ بن احمد الوفی بن عبد اللہ الرضی۔ بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق علیہ السلام۔ مہدی کے تین اجداد تقی و وفی اور رضی کی نسبت اسماعیلین کا دعوے ہے کہ ائمہ مستورین فی ذات اللہ تھے۔ کیونکہ وہ خود مخفی رہتے تھے مگر اُن کے داعی علانیہ لوگون مین اُن کی دعوت کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ جب اسماعیلیون کے نزدیک امامت کے دورے سات سات کے ہوا کرتے ہین تو ان ائمہ مستورین کی

تعداد تین سے کیون نہ بڑھنے پائی۔ لیکن یہ اعتراض اُسی صورت مین ہو سکتا ہے جب کہ امامت مستورہ کو صرف ائمۂ رضی و وفی و تقی پر محدود کیا جائے۔ اگر اُن کے ساتھ اسمٰعیل بن جعفر صادقؑ۔ محمد بن اسماعیل۔ عبد اللہ الرضی۔ احمد الوفی۔ الحسن التقی۔ عبید اللہ مہدی اور القائم بن مہدی کو شامل کر لیا جائے تو سات کا دور پورا ہو جاتا ہے۔ آخر الذکر دو ائمہ یعنی عبید اللہ مہدی اور القائم اگرچہ تخت حکومت پر جلوہ افروز ہو چکے تھے مگر ملک مصر پر اُن کا قبضہ نہین ہونے پایا تھا۔ جس کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کی امامت پوری طرح ظاہر نہین ہونے پائی تھی۔

خلافت فاطمی

بہر تقدیر امامت ظاہر ہو یا مخفی عبید اللہ مہدی نے ۲۹۶ھ مین تخت و تاج حاصل کر کے اسماعیلیت کو فروغ دینا شروع کیا۔ افریقہ مین اُس کی قوت عروج کمال پر تھی مگر مصر پر باوجود متعدد کوششون کے قابض نہ ہو سکا۔ یہان تک کہ ۳۲۲ھ مین سفر آخرت کیا۔ اور خلافت فاطمی کی مسند پر اُس کے بیٹے ابو القاسم الملقب بہ القائم بامر اللہ نے قدم رکھا۔ ۳۳۴ھ مین جب القائم نے دنیا کو رخصت کیا تو امامت اسماعیلی کا تاج المنصور باللہ کے سر پر رکھا گیا۔ پھر ۳۴۱ھ مین المنصور کی وفات ہونے سے المعز لدین اللہ امام اور بادشاہ قرار پایا۔ المعز کے زمانے مین امامت اسماعیلی کی دعوت پورے ظہور کو اور اُس کی سلطنت اعلےٰ عروج کو پہونچ گئی تھی۔ ۳۵۸ھ مین مصر اسکندریہ اور دمشق و بیت المقدس اور حرمین شریفین تک پر قبضہ کر لیا۔ اور ۳۶۱ھ مین القاہرہ کو اپنا دار السلطنت قرار دیکے

مصر مرکز خلافت

ملک مصر کو مرکز حکومت اسماعیلی بنا دیا۔ اور اب الجیریا سے لے کے تمام عرب تک ائمۂ فاطمیین کی حکومت تھی۔ ۳۶۵ھ مین المعز نے عالم آخرت کی راہ لی۔ اور العزیز باللہ اس کا جانشین امامت و سلطنت ہوا۔ ۳۸۶ھ مین اس کی وفات پر دولت اسماعیلی کی عنان جہان پناہی الحاکم بامر اللہ کے ہاتھ مین آئی۔ ۴۱۱ھ مین اُس کے مار ڈالے جانے کی وجہ سے الظاہر لاعزاز دین اللہ کا زمانہ شروع ہوا۔ ۴۲۷ھ مین اُس نے بھی منزل آخرت اختیار کی اور اُس کا بیٹا ابو تمیم معد بن ظاہر المستنصر باللہ کا لقب اختیار کر کے اریکہ آرائے تخت امامت و خلافت ہوا۔ المستنصر نے کچھ اوپر ساٹھ سال حکومت کی۔ اُس کے زمانے مین اسماعیلیون کے نقیب و داعی تمام اطراف عالم مین پھیل گئے تھے۔ اور ان کا اثر اس قدر غالب ہو گیا تھا کہ ۴۵۰ھ مین

شیخ الجبال

اسی المستنصر کا خطبہ بغداد کے منبرون تک پر پڑھدیا گیا جو خاص بنی عباس کا دار الخلافت تھا۔ شیخ الجبال حسن بن صباح بھی اسی مستنصر کی درگاہ مین آکے آستان بوس ہوا تھا۔ اور اسی کا نقیب و داعی تھا۔

حسن بن صباح نے بیعت کرتے وقت المستنصر سے پوچھا تھا کہ جناب کے بعد ہمارا امام کون ہوگا۔ اس کے جواب مین المستنصر نے اپنے بیٹے نزار کا نام لیا لیکن خدا کو نزار کی امامت و سلطنت نہین منظور تھی۔ اور اس ارادۂ الٰہی کا ظہور یون ہوا کہ نزار ایام ولی عہدی مین ایک دن ایوان امامت کی ایک تاریک راستہ مین جا رہا تھا کہ سامنے سے المستنصر کا وزیر اعظم افضل گھوڑے پر سوار آگیا۔ اندھیرے مین اُس نے صاحب عالم (نزار) کو پہچانا نہین۔ اور صاحب عالم نے جب دیکھا کہ وہ میری تعظیم کے لئے گھوڑے سے نہین اُترتا تو غصّہ سے بیتاب ہو کے ڈانٹا اور کہا "او بے تمیز ارمنی کتّے گھوڑے سے اُتر!" اُسوقت کی بات افضل کے دل مین رہی اور اُس نے دل مین ٹھان لی کہ چاہے کچھ ہو نزار کو جانشین نہ ہونے دونگا۔ چنانچہ ۴۸۷ھ مین جب المستنصر نے دنیا سے دنی کو رخصت کیا تو افضل نے اپنی چالاکیون سے نزار کو محروم کر کے المستنصر کے دوسرے بیٹے ابو القاسم احمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور المستعلی اُس کا لقب مقرر کیا۔ نزار نے جب قاہرہ مین زمانے کا رنگ اپنے خلاف دیکھا تو بھاگ کے اسکندریہ پہونچا۔ وہان کے امرا و علما نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تو افضل فوج لیکے مقابلہ کو جا پہونچا۔ پہلی لڑائی مین تو افضل کو شکست ہوئی۔ مگر دوسری فوج کشی مین وزیر افضل نے ایسی شکست دی کہ نزار اور اُس کے اکثر معزز طرفدار افضل کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے۔ اور مستعلی نے نہایت بے رحمی کے ساتھ اپنے بڑے بھائی نزار کو قاہرہ کی ایک دیوار مین زندہ چنوا کے دنیا سے ہمیشہ کے لئے ناپید کر دیا۔ الغرض ۴۸۷ھ سے المستعلی کی امامت و سلطنت شروع ہوئی۔ ۵۰۵ھ مین وہ بھی چل بسا۔ اب الآمر باحکام اللہ کا عہد شروع ہوا۔ جس نے ۵۲۴ھ مین آغوش لحد مین آرام کرکے مسند خلافت کو الحافظ لدین اللہ کے لئے خالی کر دیا۔ الحافظ نے ۵۴۴ھ مین وفات پائی اور اسمٰعیل الظافر باعداء اللہ سریر آراے امامت ہوا۔ اس کے مارے جانے پر ۵۴۹ھ مین الفائز بنصر اللہ تخت نشین ہوا۔ جس نے ۵۵۵ھ مین

المستعلی

دیگر ائمہ اسمٰعیلیہ

اپنے نابالغ پوتے العاضد لدین اللہ کے لئے مسند امامت خالی کر دی۔ یہی خلیفہ بنی فاطمۂ مصر کا آخری خلیفہ یا اسماعیلیین کا آخری امام ہے۔ اس کے عہد مین سوائے عیش پرستی اور غفلت اور لہو ولعب کے کسی انتظامی خوبی کا پتہ نہین چلتا۔ سلطنت فاطمی وہ صبح کا چراغ تھی جس مین تیل کم رہ گیا ہو۔ اُس کے اضلاع شام و ارض مقدس پر صلیبیون کا قبضہ ہو چکا تھا۔ اور صلیبیون کی شمالی جانب بلاد شام مین نور الدین زنگی کے عروج و اقبال کا تارہ چمک رہا تھا۔ صلیبی چاہتے تھے کہ اپنی مسیحی سلطنت کے مضبوط کرنے کے لئے ملک مصر پر قبضہ کر لین۔ خلافت مصر مین اپنی حفاظت کی قوت نہ تھی۔ مگر نور الدین زنگی جو صلیبیون کے استیصال کی فکر مین لگا ہوا تھا وہ کسی طرح اس کا روادار نہ تھا کہ لاطینی حکمران ارض مقدس کی قوت ذرا بھی بڑھنے پائے۔ اور اسی سبب سے وہ صلیبیون کو مصر کی طرح رُخ کرنے کا موقع ہی نہ دیتا تھا۔ یہ حالت ہو رہی تھی کہ العاضد نے کسی بات پر برہم ہو کے اپنے وزیر شاور کو معزول کر دیا۔ اور اُس کے عوض ضرغام نام ایک معزز مصری افسر کو خلعت وزارت عطا ہوا۔ شاور کا جب یہان کوئی زور نہ چلا تو اُس نے نور الدین زنگی کے دربار مین حاضر ہو کے مدد مانگی۔ اور کہا اگر آپ اپنے اثر سے مجھے پھر وزارت مصر دلوا دین تو مین مصر کا ایک ثلث خراج ہر سال آپ کی نذر کیا کرون گا۔ نور الدین کو اس معاملت مین یہ فائدہ بھی نظر آیا کہ اس طرح صلیبیون کے شر سے بھی مصر بچایا جا سکیگا شاور کی درخواست منظور کر لی۔ اور اپنی جانب سے اسد الدین شیرکوہ جو اُس عہد کا یکتائے روزگار سپاہی اور جنرل تسلیم کیا گیا ہے شاور کے ساتھ مصر بھیجا۔ اسد الدین اپنے بھتیجے صلاح الدین کے ساتھ جو اُن دنون ایک غیر متمایز شخص تھا اور ایک بیفکرا بے اصول نوجوان خیال کیا جاتا تھا تھوڑی سی فوج لے کے ۵۵۹ھ مین مصر پہونچا۔ شاور کو دوبارہ وزارت دلوائی۔ اور خود مصر کے فاطمی دربار مین نور الدین کے رزیڈنٹ کی حیثیت سے رہنے لگا لیکن شاور نے وزارت پانے کے بعد بد عہدی کی۔ اور موعودہ رقم ادا کرنے سے انکار کیا۔ شیرکوہ کی طرف سے اصرار ہوا تو اُس نے صلیبیون کو لکھ کے اپنی مدد پر بلایا۔ صلیبی سمجھ رہے تھے کہ مصر مین نور الدین کے حقوق پیدا ہو گئے تو ہمین مشکل ہو جائے گی۔ اسلئے فوراً مدد بھیج دی۔ شیرکوہ کے پاس فوج بہت کم تھی۔ قلعہ بلبیس مین جا کے پناہ گزین ہو گیا۔ اور صلیبیون اور مصریون نے اُس کا محاصرہ کر لیا۔ یہ خبر نور الدین کو پہونچی تو اُس نے

آخری امام

نور الدین زنگی

مصر مین اُس کا رزیڈنٹ شیرکوہ

تو صلیبیون کے علاقۂ ملک شام پر حملہ کر دیا۔ اور فرنگیون کو وہان ایک ایسی فاش شکست ہوئی کہ بہت گھبرائے۔ اور مصر سے اپنی فوج واپس بلانے پر مجبور ہوئے۔ فوراً شیرکوہ سے تحریک کی کہ "اگر آپ مصر سے واپس چلے جانے پر راضی ہون تو ہم حفاظت کے ساتھ آپ کے پہونچا دینے کا وعدہ کرتے ہین۔ اور اس کا بھی اطمینان دلاتے ہین کہ ہمین مصر سے کوئی علاقہ نہ رہے گا"۔ شیرکوہ کو یہ خبر تو تھی نہین کہ سلطان نورالدین انھین شکست دے چکا ہے راضی ہوگیا۔ اور اپنے تمام ہمراہیون کو لے کے شام مین واپس چلا گیا۔

شیرکوہ دوبارہ مصر مین۔

مگر اس کے چھ برس بعد ۵۶۴ھ مین وہ پھر وارد مصر ہوا۔ اور اُسی پہلی حیثیت سے پھر انتظامات مصر کی نگرانی کرنے لگا۔ اور ثلث محاصل کا خواستگار ہوا۔ شاور کے دل مین بغض بھرا ہوا تھا مگر کچھ زور چلتا نہ تھا۔ دل مین سوچتا تھا کہ شیرکوہ کو دعوت کے بہانے بلا کے زہر دے دے مگر بیٹا اختلاف کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ آپ نے ایسا کیا تو نورالدین مصر کو پامال کر ڈالے گا۔ ان باتون کی خبر شیرکوہ کو برابر پہونچتی تھی اور وہ درگزر کرتا تھا۔ لیکن اسکے ہمراہی روز بروز مشتعل ہوتے جاتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن نورالدین کے بعض سپاہیون نے موقع پا کے شاور کو گرفتار کر لیا۔ اور فوراً قتل کر ڈالا۔ شیرکوہ نے اُس کا سر العاضد کے پاس بھیج دیا۔ جسے دیکھ کے وہ بہت خوش ہوا۔ اسلئے کہ شاور سے وہ بھی ناراض تھا۔ اب سلطنت مصر کے کل انتظامات شیرکوہ کے ہاتھ مین تھے۔ مگر اس کی عمر نے وفا نہ کی اور جس سال مصر مین داخل ہوا تھا اُسی سال یعنی ۵۶۴ھ مین مرگیا۔ اُس کی جانشینی کے لئے لوگون نے صلاح الدین کو منتخب کیا۔ جس کی قسمت مین چند روز بعد سلطان صلاح الدین اعظم ثابت ہونا تھا۔

صلاح الدین اعظم

صلاح الدین کو لوگ بے پروا اور بے اصول تصور کرتے تھے۔ لیکن ذمہ داری کا کام ہاتھ مین لیتے ہی اُس نے کچھ ایسی مستعدی دکھائی کہ سب لوگ حیران ہو گئے۔ نورالدین نے اُسے حکم دیا کہ اب تم مصر مین بنی عباس کا خطبہ جاری کر دو۔ مگر صلاح الدین کو اس کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ دل مین خیال کرتا تھا کہ سارا مصر اسماعیلی مذہب شیعون سے بھرا ہوا ہے اگر ایسی جرأت کی گئی تو ہر چھوٹا بڑا اُٹھ کھڑا ہوگا۔ اور بڑی مشکل پڑ جائے گی۔ مگر نورالدین کسی عذر کو نہین سُنتا تھا۔ بار بار اسی بات پر اصرار کئے جاتا تھا۔ آخر ۵۶۷ھ آیا جو بنی فاطمۂ مصر اور اسماعیلین کے لئے نہایت ہی منحوس سال تھا۔ غرۂ محرم ۵۶۷ھ کو

العاضد بیمار پڑا۔ اور مرض ایسی فوری ترقی کرنے لگا کہ دوہی چار روز مین صاحب فراش ہوگیا۔
اس کے بعد محرم مین جو پہلا جمعہ پڑا اُس مین ارادہ کیا گیا کہ قاہرہ کی جامع مسجد کے ممبر پر خلیفۂ بغداد (مصر مین خطبہ عباسی)
المستضی عباسی کا خطبہ پڑہا جائے۔ مگر عوام کے خوف سے کسی خطیب کو جرأت نہ ہوتی تہی۔
یہ دیکہہ کے امیر عالم نام ایک عجمی شخص نے یہ جرأت کی کہ جاکے ممبر پر کہڑا ہوگیا۔ اور عباسی
خلیفہ کا نام خطبہ مین پڑہہ دیا۔ سنتے ہی سب طرف سناٹا ہوگیا۔ اور کسی کو کوئی حرف زبان سے
نکالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کے بعد شہر مین بہی ایسی خاموشی رہی کہ کسی نے اس کی
خبر العاضد کو بہی نہین کی۔ اور بغیر اس کے کہ وہ اپنے خطبہ کے منقطع ہونے کی خبر سنے
۱۰ محرم الحرام سنہ ۵۶۷ھ کو مین عاشورے کے روز دنیا سے رخصت ہوگیا۔ اور
اُسی کی ذات پر سلطنت اسماعیلین کا خاتمہ ہوگیا۔ اور سلطان صلاح الدین
کا دور شروع ہوا۔

یہ تہے اسماعیلیون کے اصلی امام اور خلفا۔ ہم نہین جانتے کہ اُن کے بعد
اسماعیلین کے خیالات اور عقاید امامت کے بارے مین کیا ہین۔ یہ تو مشکل ہے کہ
وہ امامت کی نسبت یہ خیال کرتے ہون کہ منقطع ہوگئی کیونکہ اُن کے نزدیک امامت کے
بغیر نظام عالم قائم نہین رہ سکتا۔ ہان یہ ممکن ہے کہ اس کے بعد سے پہر امامت مخفی
اور باطنی مانی جاتی ہو۔ اور اُن ائمہ کے نام سے وہ واقف ہون۔ گو دنیا ان کے مخفی
رہنے کے باعث اُن کے ناموں سے بیخبر ہے۔

لیکن ہان اسماعیلیون کے ایک گروہ کی امامت البتہ آج تک موجود ہے اور وہ حسن (اسماعیلین خراسان کے ائمہ۔)
بن صباح کا گروہ ہے۔ ہم بیان کر آئے ہین کہ حسن بن صباح کو المستنصر باللہ نے
اپنا جانشین اور اپنے بعد کا امام نزار کو بتایا۔ سلسلۂ امامت مین مصر اور خراسان کے
اسماعیلین مین یہ اختلاف تہا۔ نزار کو اگرچہ سلطنت مصر وزیر افضل کی بیوفائی سے نہین ملی۔
اور اسماعیلین مصر یا اسماعیلیون کے اصلی گروہ کے نزدیک اس کا نام امامت کی
فہرست سے نکل گیا مگر ابن صباح خراسان اور الموت مین نزار ہی کو امام تسلیم کرتا رہا۔
اور اپنے آپ کو نائب امام یا امام کا نقیب و داعی ظاہر کرتا تہا۔ اور فدائیون کے ذریعہ
سے اسماعیلیت اور باطنیت کو ترقی دیتا تہا۔ نزار کے سلطنت سے محروم رہنے اور تخت
مصر کے ہاتہ سے جانے پر اُسے اس قدر غصہ آیا کہ انتقام کے درپے ہوا۔ چنانچہ دسوان

خلیفۂ فاطمی المنصور الملقب بہ آمر باحکام اللہ اسی انتقام مین باطنیین خراسان کے ایک فدائی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حسن بن صباح کے بعد اُس کا جانشین کیا بزرگ التموت کا

علی ذکرۃ السلام

حکمران اور باطنیون کا نقیب وداعی مقرر ہوا۔ اور اُس کے بعد اُس کا بیٹا محمد علی جانشین ہوا پھر حسن بن محمد جس نے علی ذکرۃ السلام کا لقب اختیار کر کے دعوے کیا کہ مین محمد بن کیا بزرگ کا بیٹا نہین بلکہ امام نزار بن مستنصر باللہ کا پوتا ہون۔ اور در اصل مین نقیب یا داعی نہین بلکہ خود امام زمانہ ہون۔ جس کی توجیہ یون کی کہ حسن بن صباح کے زمانے ہی مین امام نزار شہید کا ایک بیٹا التمونت مین آ کے سکونت پذیر ہو گیا تھا۔ جو سچا جانشین امامت اور امام عہد تھا۔ مگر امامت کے باطنی ہونے کے باعث مخفی تھا اور سوا اصلی نقیب و داعی حسن بن صباح کے اُسے اور کوئی نہین جانتا تھا۔ اتفاقاً جس روز محمد بن کیا بزرگ

اُس کا دعواے فاطمیت

کے گھر مین بچہ پیدا ہوا اُسی دن اس امام فاطمی مستور کے گھر مین بھی بچہ ہوا۔ وہ دونون بچے خفیہ طور پر بدل لیے گئے۔ اور مین جو امام فاطمی کا بیٹا اور نزار کا پوتا ہون محمد بن کیا بزرگ کا بیٹا مشہور کر کے اُس کے گھر مین پالا گیا۔ اس علی ذکرۃ السلام نے امامت کا دعوی کرتے ہی تکالیف شرعیہ اٹھا دیے۔ اور اپنے پیروون کے لیے صرف ایک تکلیف باقی رکھی جس سے اتباع امام مراد ہے۔ اور اسی وقت سے عام مسلمانون نے ان لوگون کو بہ عوض اسماعیلیہ یا باطنیہ کہنے کے ملاحدہ کے نام سے یاد کرنا شروع کیا۔ ان لوگون کی امامت التمونت مین مدت تک قائم رہی۔ اور اُس کی تباہی کے بعد بھی آذربائجان وغیرہ مین موجود رہی۔ چنانچہ اُس کا سلسلہ آج تک چلا آتا ہے۔ اسی سلسلہ کے موجودہ وارث

آغا خان آخری امام

و جانشین اور مظہر نبوت و امامت اور اس عہد کے امام واجب الاحترام ہز ہائینس آغا خان ہین جو اپنے فریق کے امام ہین۔ اس سلسلہ کے اڑتالیسوین امام اور عام مسلمانان ہند کے ایک بہت بڑے لیڈر محسن اور سٹیٹسمین ہین۔ اور ہم باوجودیکہ اُن کے پیرو نہین مگر اُن کو اپنا افتخار اور سرمایۂ ناز تصور کرتے ہین۔

اسماعیلیون کے دو گروہ

الحاصل اسماعیلیون کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک پُرانے اور اصلی مصر والے اسماعیلی جو نزار کو امام نہین مانتے۔ اسماعیلیین خراسان کے مخالف ہین اور المستنصر کے بعد المستعلی۔ الآمر باحکام اللہ۔ الحافظ لدین اللہ۔ الظافر باعداء اللہ۔ الفائز بنصر اللہ۔ اور العاضد لدین اللہ کو ائمۂ برحق و واجب التعظیم تسلیم کرتے ہین۔ اور یہی اصلی اسماعیلی ہین

دوسرا وہ فریق جو حسن بن صباح کی کوشش سے شروع ہوا۔ اور جو لوگ کہ المستنصر کے بعد نزار کو پھر علیٰ ذکرہ السلام کو اُس کے بعد تمام حکمرانان الموت کو اور اُن کے بعد دیگر مقتدا اُن کو جو وقتاً فوقتاً علی الترتیب امام ہوتے رہے امام واجب الاحترام تسلیم کرتے ہین۔ ہندوستان مین یہ دونون گروہ موجود ہین۔ اول الذکر یعنی مصر والے اصلی اسماعیلی بوہرے ہین۔ اور آخر الذکر یعنی حسن بن صباح والے خراسانی اسماعیلی جو نزار کو مانتے ہین اور جن کو لوگون نے ملاحدہ کا خطاب دیا تھا خوجے ہین۔

اکثر متاخر مورخین اور عوام اہل سنت اس غلطی مین پڑے ہوے ہین کہ اسماعیلیہ ملاحدہ اور قرامطہ سب ایک ہی عقیدہ کے لوگ تھے اور ایک ہی فرقہ کے لقب ہین۔ یعنی سب مترادف الفاظ ہین۔ حالانکہ یہ سب الگ الگ فرقہ ہین۔ اور گو اسماعیل بن جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے امام ماننے مین باہم متحد ہین مگر پورے سلسلۂ امامت کے نسبت بڑے بڑے اختلافات رکھتے ہین۔

اسماعیلیہ اور ملاحدہ کا فرق واضح طور پر ہم نے بتا دیا۔ اب ہم بعد والے باب مین قرامطہ کی طرف توجہ کرتے ہین۔ اور اُن کی پوری مفصل و مشرح تاریخ بتا دینے کے بعد سندھ کی طرف توجہ کرین گے۔

آٹھوان باب

قرامطہ

فرقۂ قرامطہ اگرچہ مسلمانون ہی کا ایک فرقہ خیال کیا جاتا ہے اور ہے مگر در اصل یہ لوگ کچھ ایسے عقاید رکھتے تھے اور اُن کے ہاتھون سے ایسے ایسے حیرت انگیز واقعات ظہور مین آئے کہ مشکل سے یہ لوگ اہل قبلہ مین داخل کئے جا سکتے ہین۔ عقائد اسلامیہ پر جس آزادی سے ان لوگون نے خط نسخ پھیرا اُس آزادی سے شاید کسی اور کو جراُت نہ ہوئی ہو گی مگر چالاکی یہ تھی کہ اُنھون نے ہمیشہ بنی فاطمہ کی طرفداری کی اور اپنے آپ کو فاطمیین مصر اور تمام سادات کا نقیب قرار دے دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام وہ لوگ جو بنی عباس کے خلاف تھے اور دعوی امامت کر رہے تھے سب کی مجموعی طاقت نے اس فرقہ کی پشت پناہی کی۔ اور آخر یہ ایسا چمکا کہ خلافت عباسیہ کو اس سے دنیا قرامطہ

لیکن دراصل یہ لوگ اسماعیلی نہ تھے صرف اسماعیلیون کی پولٹیکل قوت سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ اکثر لوگ غلطی سے اسماعیلیون کو قرامطہ کہہ دیا کرتے ہین حالانکہ قرامطہ کو جب موقع ملا تو اسماعیلی ائمہ و خلفا کے مقابلہ مین بھی صف آرا ہو گئے۔ اور دشمنی مین کوئی کسر اٹھا نہین رکھی۔

اس ہی گروہ کا بانی

قرامطہ کا ظہور سب سے پہلے یون ہوا کہ ایک گمنام شخص اطراف خجستان سے آیا اور عجب تقدس کے ساتھ مقام نہرین مین جو حوالی کوفہ مین ہے فروکش ہوا۔ اس نے یہان آکے بے انتہا زہد و اتقا ظاہر کیا۔ یہان تک کہ جو لوگ دیکھتے اُس کے معتقد ہو جاتے اپنے کسب ذاتی سے کھاتا تھا۔ اور کسی سے کچھ نہ لیتا تھا۔ اور اکل حلال کے ساتھ شب و روز نماز روزہ مین بسر کرتا تھا۔ جب کبھی کوئی ملنے کو جاتا تو وہ شخص سوا خدا اور رسول کے ذکر کے اور کوئی بات نہ کرتا اور مہذب طریقہ سے اُس پر اپنا زہد و اتقا اور نماز و روزہ بھی ظاہر کر دیتا۔ اکثر کہا کرتا کہ انسان اپنے فرائض سے ناواقف ہے اُس پر پچاس نمازین فرض ہین اور وہ غافل رہتا ہے۔

اس کی تقشف

یہ شخص اکثر ایک بنیے کی دکان پر جا کے مبیٹھا کرتا تھا۔ اور وہ بنیا اس کی نیک نفسی اور زہد و اتقا کا معتقد تھا۔ اتفاقاً کسی دولتمند شخص نے اُس بنیے سے آکے کہا ہمارا ایک باغ پھل لانے کو ہے۔ اور ہمین ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو اُس کی حفاظت کرے مگر خرابی یہ ہے کہ کوئی ایماندار آدمی نہین ملتا۔ جو مقرر کیا جائے گا ممکن نہین کہ فصل پر کسی قسم کا تغلب و تصرف نہ کرے۔ بنیے نے فوراً اس شخص کا پتا دیا۔ اور کہا آپ اُن سے کہئے اگر وہ منظور کر لین تو آپ کی خوش نصیبی ہے۔ اُن سے زیادہ متدین ایماندار اور متقی و پرہیزگار آدمی ملنا محال ہے۔ صاحب باغ اُس شخص کے پاس گیا اور کہا اگر آپ میرے باغ کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لے لین تو بڑی ہی عنایت ہو۔ اُس شخص نے فوراً منظور کر لیا۔ جا کے باغ مین مقیم ہوا اور ہر چیز کی نگہبانی کرنے لگا۔

اب یہ عابد و زاہد شخص اس باغ مین اطمینان سے رہتا۔ راتون کو نمازین پڑھتا۔ اور دن کو روزے رکھتا۔ کھانے کی یہ قطع تھی کہ روزانہ ایک رطل کھجورین لیکے قوت لایموت کرتا۔ اور اُن کی گٹھلیان احتیاط سے جمع کر کے بنیے کو دیدیتا۔ بنیا اُن گٹھلیون کو حفاظت سے رکھتا گیا یہان تک کہ آخر مین جب حساب ہوا تو اُن گٹھلیون کے مطابق

جتنی کھجورین ثابت ہوئین اُن مین سے گٹھلیون کی قیمت مجرا کرکے باغ کی پیداوار بنیے کی پاس فراہم کر دی۔ اس لئے کہ کل پیداوار جمع کرنے کا وہی ذمہ دار تھا۔ بنیے نے جب باغ کی تمام کھجورین جمع کرکے صاحب باغ کے پاس بھیجین تو اُن کے ساتھ وہ گٹھلیان بھی بھیجدین۔ باغ کا مالک ان گٹھلیون کو دیکھ کے بے سوچے سمجھے برہم ہوا۔ کہ یہ گٹھلیان کیسی۔ اور بے اختیار آکے بنیے کو پیٹنے لگا کہ یہ کھجورین کون کھا گیا۔ اور لطف یہ کہ میرے چڑھانے کے لئے تو نے یہ گٹھلیان میرے پاس بھیجدین۔ بنیے نے سمجھایا اور کہا آپ خفا نہ ہوجیے وہ بزرگ جو باغ کی نگہبانی کرتے تھے اُنھون نے اپنے حق المحنت مین جتنی کھجورین کھائین یہ اُنھین کی گٹھلیان ہین۔ اور آپ کے پاس اس لئے بھیجی گئین کہ آپ اندازہ کرلین کہ اُنھون نے زیادہ نہین کھایا۔ بلکہ اُنھون نے گٹھلیون کی قیمت مجرا کرلی ہے اس لئے کہ یہ آپ ہی کے پاس آگئین۔ یہ سن کے صاحب باغ نہایت متحیر ہوا اور اُس شخص کے اتقا و احتیاط پر تعجب کرنے لگا۔ اپنی غلط فہمی پر اُس نے بنیے سے بہت کچھ معذرت خواہی کی۔ غرض اس طریقہ سے اُس شخص نے اپنے تقدس و اتقا کا اثر سارے شہر پر اور کل اطراف وجوانب مین پھیلا دیا۔ اور ہر گھر اور ہر صحبت مین اُس کی خوبیون کا تذکرہ ہونے لگا۔

اس کا لقب قرمطی کیون قرار پایا

چندروز بعد وہ شخص بیمار ہوا۔ اُسوقت سر راہ سڑک پر آکے لیٹ گیا۔ اور کئی روز تک وہین پڑا رہا۔ بنیا جو اُس کی بزرگی کا معتقد تھا فوراً دوڑتا ہوا گیا اور ارادہ کیا کہ اُسے اپنے گھر پر اُٹھا لائے اور جہان تک ممکن ہو خدمت کرکے ثواب آخرت حاصل کرے وہ شخص اس قدر بیمار تھا کہ اپنے پاؤن سے کسی طرح نہ چل سکا تب بنیا ایک بیل والے کے پاس دوڑا گیا جس کا نام کرمیتہ تھا (اس لفظ کے معنے زبان نبطی مین لال آنکھون والے کے ہین) اس شخص کے پاس لدو بیل تھے جو کرایہ پر چلا کرتے تھے۔ بنیے نے کرمیتہ سے کہا کہ بھئی ذرا چل کے ایک صاحب کو جو سڑک پر پڑے ہوئے ہین میرے گھر پہونچا دو۔ کرمیتہ نے بیل لیجا کے اُس شخص کو سوار کرایا اور بنیے کے گھر پہونچا دیا۔ بنیے نے اپنے گھر لے جاکے ایسی خاطر تواضع کی اور اس توجہ اور سرگرمی سے علاج کیا کہ وہ شخص چندہی روز مین اچھا ہوکے پھر لوگون پر اپنے زہد اور اتقا کا جال ڈالنے لگا۔

اب اس شخص نے اپنی غرض کے ظاہر کرنے کا پورا موقع پایا۔ اس لئے کہ اسکی عبادت گذاری اور تقوے و طہارت کا لوگون پر اتنا اثر ہو چکا تھا کہ اُس کی ہر بات پر عوام فوراً ایمان لے آتے تھے اور کسی کو تکذیب کی جرأت نہ ہو سکتی تھی۔ ایسے وقت مین اس شخص نے کہا کہ مین ایک پوشیدہ امام کا نقیب ہون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد مین ہین۔ انہین کی طرف مین تم سب کو بلاتا ہون۔ اتنا سنتے ہی لوگ اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ اور اُس کے مریدون اور معتقدون کا گروہ روز افزون ترقی پانے لگا۔ اس شخص نے یہ قاعدہ رکھا تھا کہ جو ایمان لاتا اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کرتا اُس سے ایک دینار روزانہ لیتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ یہ امام وقت کے لئے ہے۔ اب اُس نے اپنے نئے فرقہ کے لئے نئے نئے عقائد اور اصول مرتب کرنا شروع کئے۔ اور اپنے معتقد علیہ مریدون مین سے بارہ آدمی منتخب کر کے اُن کو حواری کا خطاب دیا۔ اور کہا اب تم لوگ عیسیٰ کا مرتبہ رکھتے ہو جیسے عیسیٰ کے حواریون نے کیا تھا۔ تم دین کے مشنری ہو اور خلقت کو امام علیہ السلام کی طرف مدعو کرو۔ ان لوگون کی کوشش بہت جلد کامیاب ہوئی عام لوگ اُس کے مذہب مین داخل ہونے لگے۔ اور چند روز مین یہ کیفیت ہو گئی کہ سواد عراق کے اکثر لوگون سے تمام کاروبار چھوٹ گئے۔ اس لئے کہ ہر شخص مفروضہ پچاس نمازون کے ادا کرنے مین مشغول رہتا تھا۔ ان نمازون سے کسی کو اتنی فرصت ہی نہ ملتی تھی کہ دنیاوی کاروبار کو دیکھے۔ اس کا دعوےٰ

اتفاقاً اس علاقہ مین ہیصم نام ایک رئیس عراق کے جاگیردارون سے تھے اُس نے جو دیکھا کہ مزارعین اور کاشتکارون سے سب کام چھوٹ گئے تو لوگون سے اسکا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ ساری کارگذاری ایک نئے بزرگ کی ہے جنہون نے ایک نیا مذہب ایجاد کیا ہے اور کسی فاطمی امام کی طرف خلق اللہ کو مدعو کرتے ہین۔ یہ سن کے ہیصم کو بڑا غصہ آیا اُس نے اپنے آدمی بھیج کے اُن بزرگ کو جو اس مذہب کے بانی تھے پکڑوا بلوایا۔ اور یہ کہہ کے کہ اچھا رہ جاؤ صبح کو تم قتل کئے جاؤ گے اپنے مکان مین بند کر کے قفل چڑھوا دیا۔ اور قفل کی کنجی اپنے بچھونے کے نیچے رکھ کے عیش مین مشغول ہو گیا ہیصم کی ایک لونڈی تھی جس نے یہ حال دیکھا اُس کو خیال ہوا کہ یہ شخص بے جرم مارا جائے گا یا اس وجہ سے کہ اُس کے دل مین ہمدردی پیدا ہوئی تھی جب دیکھا کہ ہیصم شراب کے نشہ مین بدمست اس کی کرامت

اور غافل ہوگیا تب چپکے سے جا کے بچھونے کا کونا اُٹھا کنجی نکالی اور قفل کھول کے اُس شخص کو آزاد کر دیا۔ اور پھر دبے پاؤن جا کے کنجی بچھونے کے نیچے رکھ دی۔ مگر چونکہ آقا سے ڈرتی تھی کہ اگر یہ حال اُسکو معلوم ہوگیا تو مار ہی ڈالے گا اسوجہ سے کسی کے سامنے اس واقعہ کو نہین ظاہر کیا۔ ہیصم نے صبح اُٹھ کے قفل کھول کے دیکھا تو وہ شخص غائب تھا۔ ہیصم تو خاموش ہو رہا مگر لوگون مین یہ خبر مشہور ہوگئی کہ وہ شخص ہیصم کی قید سے غائب ہوگیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معتقدون کو اُس کی پاک باطنی کا اور یقین ہوگیا۔ اور اُس کی یہ غیبت ایک عظیم الشان کرامت تصور کی گئی۔ اور ہر جگہ اس واقعہ نے لوگون کے دل مین حسن عقیدت کا بیج بو دیا۔

اسکا لوگون کو بہکا کر غائب ہوجانا

چند روز بعد یہ شخص اپنے معتقدون کے ایک گروہ سے ملا اور کہا کسی مین اتنی قدرت کہان ہے کہ مجھے ضرر پہونچا سکے۔ دنیا مین تو کسی کی اتنی مجال نہین ہے۔ اُسکی زبان سے یہ کلمات سُن کے معتقدین اور بھی راسخ العقیدہ ہوگئے۔ وہ شخص مریدون سے یہ بیان کر کے دل مین ڈرا کہ ان لوگون سے ملنے کے بعد اب بھی اگر اسی علاقہ عراق مین رہونگا تو پکڑ لیا جاؤنگا اور جان کا اندیشہ ہے۔ اس خیال سے ان لوگون کو چھوڑ کے سرزمین شام مین ہو رہا۔ اس فرقہ کے پہلے بانی کی داستان یہین پر تمام ہوگئی اس لئے کہ شام جانے کے بعد پھر اُس کا پتہ نہین لگا کہ کہان گیا اور کیا ہوگیا۔ اس شخص کی چالاکی اور پیش بندی کا اندازہ کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ اتنے دنون تک حوالی کوفہ مین رہا اور اتنے ایک مرید اور معتقد پیدا کر لئے مگر اپنا نام آخر تک نہین ظاہر کیا۔ اور اسی مجبوری سے لوگ اُسے اُس کے بیل والے کرمیتہ کی طرف منسوب کر کے کرمیتی کہا کرتے تھے۔ یہی لفظ عوام کے کثرت استعمال سے بدل کر قرمطی ہوگیا۔ اور وہ قرمطی ہی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اور آخر مین اس فرقہ کے لوگ اسی کے نام کی نسبت سے قرمطی کے لفظ سے یاد کئے جانے لگے۔ جس کی جمع قرامطہ ہے۔

اُس کے عقاید

اس شخص کے عقائد عجیب و غریب تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے تناسخ کا مسئلہ اختیار کر لیا تھا۔ اور اس مسئلہ سے بہت فائدہ اُٹھاتے تھے۔ چنانچہ لوگون سے کہا کرتا تھا "مین ہی عیسی ہون۔ مین ہی کلمۃ اللہ ہون۔ مین ہی مہدی ہون۔ مین ہی

احمد بن محمد بن حنفیہ ہون - مین ہی جبریل ہون" دعوے کرتا تھا کہ مسیح جامۂ انسانیت مین
میرے پاس آئے اور کہا "تم ہی داعی ہو - تم ہی حجۃ ہو - تم ہی ناقۂ صالح ہو - تم ہی دابۃ
الارض ہو - تم ہی ذکریا ہو - تم ہی روح القدس ہو" اس شخص نے لوگون کو بتایا کہ "یون تو
بہت سی نمازین فرض ہین مگر اصل نماز چار رکعتین ہین - دو طلوع آفتاب سے پہلے اور
دو غروب کے بعد" اور ہر نماز کی اذان یون ہونی چاہیے "اللہ اکبر تین بار - اشہد ان
لا الہ الا اللہ دو بار - اشہد ان آدم رسول اللہ - اشہد ان نوحاً رسول اللہ - اشہد ان ابراہیم
رسول اللہ - اشہد ان موسی رسول اللہ - اشہد ان عیسی رسول اللہ - اشہد ان محمد رسول اللہ
اشہد ان احمد بن محمد بن الحنفیہ رسول اللہ ایک ایک بار"

اُس کی کتاب آسمانی اور سورۂ استفتاح

اس نے ایک کتاب بھی اپنے معتقدون اور حواریون کے ہاتھ مین دی
جس کی ابتدا بسم اللہ سے ہوتی تھی - خاصتہً اُس نے ایک سورۃ تصنیف کر کے اپنے
مریدون کو دی اور کہا یہ سورۂ استفتاح ہے - جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی تھی - نماز
کی ابتدا مین سب کے پہلے یہ سورۃ قرأت سے پڑھی جائے اس لئے کہ بے اس کے
پڑھے نماز نہین ہوتی وہ سورۃ یہ ہے :- "الحمد للہ بکلمتہ وتعالے باسمہ المتخذ لاولیائہ
باولیائہ قل ان الاہلۃ مواقیت للناس ظاہرہا لیعلم عدد السنین والحساب والشہور والایام
وباطنہا اولیائی الذین عرفوا عبادی سبیلی اتقونی یا اولی الالباب - وانا الذی لا اسئل
عما افعل وانا العلیم الحکیم وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی - فمن صبر علے بلائی ومحنتی
واختیاری القیتہ فی جنتی واخلدتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی اخلدتہ مہاناً
فی عذابی واتممت اجلی واظہرت امری علی السنۃ رسلی وانا الذی لم یعل علی جبار الا وضعتہ
ولا عزیز الا اذللتہ ولیس الذی اصر علی امرہ ودام علے جہالتہ وقالوا لن نبرح علیہ عاکفین

نماز و دیگر مسائل

وبہ موقنین اولئک ہم الکافرون" حکم تھا کہ قیام مین جب یہ سورۃ پڑھ چکے تو رکوع
مین جائے اور کہے "سبحان ربی رب العزۃ وتعالے عما یصف الظالمون" پھر
سجدے مین جائے اور کہے "اللہ اعلے اللہ اعظم اللہ اعظم" یہ بھی
تجویز تھی کہ قبلہ بیت المقدس کی طرف ہونا چاہیے - اور جمعہ نہین دوشنبہ
عید المسلمین قرار دیا جائے - اور اُس روز کوئی کام نہ کرنا چاہیئے - سال بھر
مین صرف دو روزے فرض تھے مہرجان کے دن اور نوروز کے دن -

بینند عبس کا ان دنون زیادہ رواج ہو گیا تھا حرام کی گئی تھی اور شراب عام طور پر حلال تھی جنابت کے لئے غسل کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی بس وضو کر لینا کافی تھا۔ جو لوگ اس مذہب کے تسلیم کرنے سے انکار کرین اُنہین سے جو لوگ لڑائی پر آمادہ ہون اُنکا قتل واجب تھا۔ اور جو نہ لڑین اُن سے جزیہ وصول کر لینا کافی تھا۔ جتنے جانور پنجہ اور دانت رکھتے ہون سب حرام تھے۔

اس کے ظہور کی تاریخ

اس پہلے قرمطی کا ظہور خلیفہ المعتضد کے عہد سنہ ۲۷۸ھ مین ہوا تھا۔ اور یہی پہلی تاریخ قرامطہ کے ظہور کی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگون کا مذہب برابر تغیر کھاتا رہا۔ یہی کہ اس فرقہ کا ہر عہد کا سرگروہ محض ایک امیر یا پیشوا کی حیثیت نہین رکھتا تھا بلکہ اُسی پوری طرح امام کا مرتبہ حاصل ہوتا تھا۔ اور مذہب مین جس قسم کے تغیرات چاہتا تھا پیدا کر دیتا تھا۔ لیکن ان لوگون نے سب کچھ کیا مگر یہ دعوے کبھی نہین چھوڑا کہ ہم امام وقت کے نقیب ہین۔ اور لوگون کو اُنہین کی طرف مدعو کرتے ہین۔

یہ پہلا بانی قرامطہ ایسا غائب ہوا کہ اگر اس فریق مین تازہ جوش پیدا کرنے کی دوبارہ کوشش نہ کی جاتی تو یقیناً مذہب قرامطہ بھی اُس کی غیبت کے ساتھ ہی تمام ہو جاتا۔

ابوسعید جنابی

لیکن اُس کے آٹھ برس بعد سنہ ۲۸۶ھ مین اُسی خلیفہ معتضد کا عہد تھا کہ بحرین مین ابوسعید جنابی نام ایک اور شخص پیدا ہوا جس نے مذہب قرامطہ مین پوری پولٹیکل قوت پیدا کر دی۔ یہ شخص اگرچہ آخر مین گروہ قرامطہ کا ایک زبردست ہیرو بن گیا مگر دراصل دعوت قرامطہ کی بنیاد اس نے نہین پڑی تھی۔ جس شخص نے پہلے قرمطی کی یاد اپ دوبارہ زندہ کی وہ یحییٰ بن مہدی نام ایک شخص تھا۔

یحییٰ بن مہدی

یہ شخص سنہ ۲۸۱ھ مین خدا جانے کہان سے آ کے بحرین کے شہر قطیف مین خاندان زیاد کے غلام علی بن معلے بن حمدان کے گھر پر فرو کش ہوا۔ اس شخص نے جب دیکھا کہ علی ایک متعصب اور غالی شیعہ ہے تو اُس سے کہا کہ مین صاحب الزمان امام مہدی کا قاصد ہون۔ اور ایک خط نکال کے دکھایا اور ظاہر کیا کہ یہ خط خاص امام علیہ السلام کا تمام محبان اہل بیت کے نام ہے مین صرف اس غرض سے بھیجا گیا ہون کہ شیعیان اہل بیت کو امام مہدی کی طرف مدعو کر دون۔ اور وجہ یہ ہے کہ اُن کے ظہور کا زمانہ آ گیا۔ علی بن معلے نے اتنا سنتے ہی قطیف کے تمام شیعون کو جمع کیا اور وہ خط جو امام صاحب الزمان کا خط بتایا جاتا تھا سب کو

پڑھ کے سنایا گیا۔ امام کا نام ایسا تھا کہ سب نے بلا تامل سر جھکا دیا۔ اُس کی درخواست منظور کی اور کہا "امام صاحب الزمان ظہور فرمائین ہم سب ساتھ دینے کو تیار ہین۔ جب قطیف کے تمام لوگ اُس خط کی تعمیل پر آمادہ ہو چکے تو بحرین کے تمام گاؤن مین عام مسلمانون کے پاس یہ پیام بھیجا گیا کہ صاحب الزمان کا قاصد آیا ہے اور سب سے خواہش کی جاتی ہے کہ اُس کی درخواست منظور فرمائین۔ بحرین بھر مین جہان یہ پیام گیا لوگون نے اطاعت کی اور یحیےٰ بن مہدی کی خواہشین پوری کین۔ بحرین کی اِنھین ایمان لانے والون مین ابوسعید جنابی بھی تھا۔ یہ ایک معمولی شخص تھا۔ اور لوگون کے وہان غلہ وغیرہ جو کچھ پیدا ہوتا تھا اُس کو بیچ دیا کرتا تھا۔ یحیےٰ اپنی غرض مین اس حد تک کامیاب ہو کے یکایک غائب ہو گیا۔

یحیےٰ بن مہدی چند روز غائب رہ کے پھر بحرین مین نمودار ہوا۔ اس مرتبہ بھی اُسکے ہاتھ مین ایک خط تھا جس کو پیش کر کے اُس نے کہا امام علیہ السلام نے یہ خط اپنے تمام شیعون کو دیا ہے۔ اس خط کا یہ مضمون تھا "مجھے اپنے قاصد یحیےٰ بن مہدی کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ تم سب میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو۔ اب ضرورت ہے کہ تم سب لوگ میرے اس نامہ بر کو فی کس ۶۲ دینار دیدو۔" لوگون نے بخوشی خاطر یہ مذکورہ ٹکس جمع کر کے یحیےٰ کے حوالہ کر دیا۔ اور یحیےٰ سب رقم لے کے چل دیا۔ نامۂ امام

تھوڑے دنون کے بعد یحیےٰ بن مہدی پھر ایک خط لئے ہوے نمودار ہوا۔ جس کے آنے پر اہل بحرین نہایت ہی خوش ہوئے۔ امام صاحب الزمان کا خط سر آنکھون پر رکھ کے پڑھا تو اُس مین لکھا تھا "تمہاری مرسلہ رقم مجھے ملی اب تم سے درخواست کی جاتی ہے کہ جتنے محبان اہل بیت اور شیعیان خاندان نبوت ہون اپنی جائداد کا پانچوان حصہ میرے اس قاصد کے سپرد کر دین۔" اس حکم کی بھی فوراً تعمیل کی گئی اور ایک معتد بہ رقم جو اسی حساب سے تمام شیعون نے نذر امام صاحب العصر کی تھی فراہم کر کے یحیےٰ کے ہاتھ مین دیدی گئی۔ اور یحیےٰ نے یہ روپیہ لے کے پھر اپنے مخفی گھر کی راہ لی۔ اب یحیےٰ مذکور نے اپنا یہ قاعدہ کر لیا کہ برابر امام علیہ السلام کے فرضی خطوط لے کے آتا تھا اور قبائل قیس مین جن سے بحرین آباد تھا پھیرے کرتا تھا۔ اور ہمیشہ رقمین وصول کر کے لے جاتا تھا۔

یحییٰ کا لوگون پر اثر

اب یحییٰ اس قدر سچا قاصد امام تصور کر لیا گیا کہ ہر جگہ سر آنکھون پر بٹھایا جاتا تھا۔ اُسے روپیہ دینے مین کسی کو عذر نہ ہوتا تھا۔ اور جائز و ناجائز ہر طرح اُس کی خاطر مدارات کی جاتی تھی۔ چنانچہ ابراہیم بن صائغ نام ایک شخص بہ چشم دید بیان کرتا ہے کہ مین ایک مرتبہ ابوسعید جنابی کے پاس تھا۔ اتفاقاً یحییٰ آگیا۔ بڑی تکلف سے اُس کی دعوت کی گئی اور بعد فراغت طعام ابوسعید اپنی بی بی سے یہ کہہ کے باہر نکل آیا کہ یحییٰ قاصد امام ہین ان کی ہر طرح دلدہی کرنا چاہیئے۔ اگر ان کا کچھ اور جی چاہے فرض کرو کہ تم سے مقاربت کرنا چاہین تو خبردار عذر نہ کرنا۔ اس لئے کہ ان کی خاطر داری ثواب ہے۔ بی بی کو یہ سمجھا کے یحییٰ کے پاس تنہا چھوڑ دیا۔ یہ ایک ایسا عبرتناک واقعہ تھا کہ اس کی خبر والی شہر کو پہونچ گئی۔ اُس نے دل مین یہ خیال کر کے کہ یحییٰ بن مہدی ایک فتنہ ہے اُسے گرفتار کر لیا۔ اور سر اور ڈاڑہی مونڈ کے چھوڑ دیا۔

سلطنت کی مخالفت

یحییٰ کی گرفتاری کا حال سنتے ہی ابوسعید جنابی ڈر گیا اور فوراً شہر چھوڑ کے اپنے وطن جنابا مین بھاگ گیا۔ اور یحییٰ بن مہدی نے جیسے ہی والی کے ہاتھ سے نجات پائی سعید معا قبائل بنی کلاب بن عقیل اور بنی خریش جا پہونچا۔ قاصد امام کی یہ گت دیکھ کے ان لوگون مین نہایت ہی برہمی پیدا ہوئی۔ اور سلطنت کی مخالفت کا مصمم ارادہ کر کے سب کے سب یحییٰ کے ساتھ ہو گئے۔ یہان خود ہی ایک پر جوش فوج تیار ہو چکی تھی کہ ابوسعید جنابی بھی آپہونچا اور لوگون مین اور زیادہ اشتعال پیدا کرنے لگا۔ الغرض اب ان لوگون نے اتنی قوت پیدا کر لی کہ والی بحرین کو بھی ان کا دبانا دشوار ہو گیا۔ اور یہ پہلا وقت ہے کہ قرامطہ نے سلطنت کے مقابلہ مین ہتھیار اُٹھانے کی جرارت کی۔ اب اس تمام فوج کی سرداری ابوسعید جنابی کے ہاتھ مین تھی۔

قرامطہ کا زور

ابوسعید نے ابتدائے ۲۸۶ھ مین ہتھیار اُٹھائے تھے اب ۲۸۷ھ مین اس کو یہانتک کامیابی ہو گئی کہ ہر طرف تاخت و تاراج شروع کر دیا۔ سارے بحرین مین ہلچل پڑ گئی۔ اور ہر گاؤن مین قرامطہ کا سکہ بیٹھ گیا۔ جنابی کی دھاک اس قدر بیٹھ گئی کہ وہ جسے اپنے خلاف پاتا لیے تامل قتل کر ڈالتا اور والی بحرین قطیف مین بیٹھے بیٹھے یہ تماشا دیکھتا تھا اور اُس کا کچھ نہ کر سکتا تھا۔ لیکن جنابی نے والی کو قطیف کی چار دیواری مین بھی اطمینان سے نہ بیٹھنے دیا اپنی بدویون کی پر جوش فوج لے کے بحرین کے خاص مستقر قطیف پر حملہ کیا اور شہر پر قبضہ

کر کے جن لوگون کو اپنی خلاف پایا بلا استثنا قتل کر ڈالا اور مشہور کر دیا کہ اب مین بصرہ پر حملہ کرون گا
اس خبر کے مشہور ہوتے ہی بصرے مین ہل چل پڑ گئی - اور یہ ڈر ہوا کہ اگر بصرے تک پہونچ گیا تو مرکز
خلافت دارالسلام بغداد سے بہت قریب ہو جائے گا - احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی نے جو اس زمانے مین
والی بصرہ تھا تمام حالات خلیفۂ معتضد کے دربار مین لکھے اور لوگون کی پریشانی ظاہر کی - اور صاف
صاف لکھ بھیجا کہ بصرہ معرض خطر مین ہے - معتضد باللہ نے حکم دیا کہ لوگون کے اطمینان کے لیے
بصرے کے گرد شہر پناہ بنائی جائے چنانچہ فوراً امداد لگا دی گئی جس مین چودہ ہزار دینار صرف ہوئے -

اب ابو سعید نے قطیف پر قابض ہو چکنے کے بعد اطراف ہجر مین لوٹ مار شروع کر دی ان کی سرکوبی کا انتظام
اور بعض گروہ قرامطہ حوالی بصرہ تک آ پہونچے تب والی بصرہ احمد واثقی نے گھبرا کے دارالخلافت
بغداد سے مدد طلب کی - معتضد نے فوراً کچھ کشتیان براہ دجلہ روانہ کر دین جن پر تین سو سپاہی
تھے - اس کے ساتھ ہی معتضد نے مناسب سمجھ کے عباس بن عمرو بن غنوی کو جو اس
عہد کے شجاعون مین تھا حکومت فارس سے علحدہ کر کے یمامہ اور بحرین پر روانہ کیا -
اور دو ہزار فوج اس کے ہمراہ کر کے حکم دیا کہ تم جا کے قرامطہ کا استیصال کرو - عباس بن
عمرو یہ حکم پاتے ہی فارس سے نکل کے داخل بصرہ ہوا اور اس کے ساتھ بہت سی فوج متطوعہ
اور سرکاری لشکر کے بہت سے لوگ جمع ہو گئے - اور ان سب لوگون کو ہمراہ لے کے وہ
ابو سعید جنابی کے مقابلہ کو چلا - شام کا وقت تھا کہ دونون لشکرون کا سامنا ہوا - دونون
سر لشکر اپنے سپاہیون کو لے کے بڑھے کہ معرکہ آرائی شروع کر دین - لڑائی شروع ہوئی ہی
تھی کہ رات ہو گئی اور تاریکی نے درمیان مین پڑ کے دونون حریفون کو روک دیا - رات کا
ہونا تھا کہ کچھ لوگ عباس کا ساتھ چھوڑ کے واپس چلے گئے جن مین تین سو جوان بنی ضبہ کے
اور بصرے کے متطوعہ (والنیٹر) تھے - لیکن عباس نے ان کی کچھ پروا نہ کی اور صبح ہوتے
ہی اس نے حریف پر حملہ کر دیا - بڑی سخت لڑائی ہوئی - ایک طرف خلافت کی حمایت اور
بہادری کے دعوے تھے اور دوسری طرف تازہ مذہبی جوش تھا - ناگہان عباس کی فوج میسرہ
کے سو آدمی لے کے احمد بن عیسیٰ کے غلام نجاح نے ابو سعید کی میمنہ فوج پر حملہ کیا - یہ
لوگ اس شدت سے ابو سعید جنابی کی فوج مین گھس پڑے کہ دم بھر مین سب کو کاٹ ڈالا
اسی وقت خود جنابی نے عباس اور اس کے ہمراہیون پر ایسا حملہ کیا کہ عباس کو مع اپنی لشکر
کے پسپا ہونا پڑا - اور اس گیر ودار مین کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ خود عباس جنابی کے ہاتھ مین گرفتار

قرامطہ کی کامیابیاں

ہوگیا۔ پھر کیا تھا۔ خلافت کی فوج بے اختیار بھاگی۔ آج کی لڑائی مین شام ہوگئی تھی ابوسعید نے سب قیدیون کو بجنسہ گرفتار رکھا اور صبح اُٹھتے ہی سب کو قتل کرا کے آگ مین جلوادیا۔ ایک صرف عباس تھا جسے جنابی نے زندہ قید رکھا۔ اب ابوسعید جنابی اس لڑائی مین فتح حاصل کرتے ہی شہر ہجر پر چڑھ دوڑا۔ وہان کس مین مزاحمت کی تاب تھی۔ فوراً شہر کے پھاٹک کھُل گئے۔ ابوسعید نے ہجر مین داخل ہوکے لوگون کو پناہ دی۔ ہجر مین داخل ہوکے عباس کے ہاتھ مین ایک ملفوف خط دیا اور کہا جاکے اپنے آقا (خلیفہ) کو یہ خط دو اور جو کچھ تم نے یہان دیکھا ہے اُس کا حال بیان کرو۔ عباس جب بغداد پہونچ کے المعتضد کے دربار مین گیا۔ معتضد نے حسب رسم زمانہ عباس کو خلعت سے تو سرفراز کردیا مگر اپنی ناراضی ظاہر کی۔ عباس نے جب خط دینے کا ارادہ کیا تو معتضد نے کہا خدا کی قسم اس خط مین کچھ نہ لکھا ہوگا۔ جنابی کا مقصد اس سادے بے لکھے ہوئے کاغذ سے یہ ہے کہ تم نے تو میرے پاس بہت سی فوج بھیجی تھی جس مین سے صرف ایک شخص تمہارے پاس زندہ واپس جاتا ہے۔ یہ کہہ کے اُس نے خط لے کے کھولا اور دیکھا تو واقعی سادہ کاغذ تھا۔

اہل بصرہ کی گھبراہٹ

اہل بصرہ کو جب اس شکست کی خبر ہوئی تو سارے شہر مین تہلکہ پڑگیا۔ اور سب نے ارادہ کیا کہ شہر چھوڑ کے کہین بھاگ جائین۔ والی بصرہ واثقی کو جب اہل شہر کا یہ ارادہ معلوم ہوا تو اُس نے سب کو سمجھا بجھا کے روکا اور کہا تم کو ڈرنے کی کوئی وجہ نہین۔ ابوسعید کی اتنی مجال نہین کہ بصرہ کا ارادہ کرسکے۔ قرامطہ کی دھاک اب اس قدر بیٹھ گئی تھی کہ بادی النظر مین بصرہ کا بچنا دشوار معلوم ہوتا تھا۔ لیکن معتضد کی طرف سے ایک غلام جس کا نام بدر تھا قرامطہ کے مقابلہ کو نکلا۔ بدر نے جاتے ہی قرامطہ پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ایک ہی حملہ مین تمام قرامطہ منتشر ہوگئے۔ اور ابوسعید جنابی کی ساری کامیابیان خاک مین مل گئین۔

قرامطہ کی فاش شکست

بدر قرامطہ سے اسقدر جلا ہوا تھا کہ عموماً ہر قرمطی کے قتل کرنے پر آمادہ ہوگیا لیکن جب یہ دیکھا کہ بحرین اور سواحل عراق کی تمام رعایا اس مذہب کو اختیار کرچکی ہے تو اس نے اپنا ہاتھ قتل سے روک لیا کہ اگر تمام قرمطی قتل ہوگئے تو ملک تباہ ہوجائے گا۔ نہ کاشتکار ہی باقی رہین گے اور نہ زمیندار۔ تاہم بدر نے قرامطہ کے کسی افسر کو زندہ نہین چھوڑا۔

ذکرویہ

اسی زمانہ کے قریب علاقہ سواد عراق مین ذکرویہ بن مہرویہ نام ایک نیا بانی قرامطہ ظاہر ہوا۔ سوا امیر المؤمنین القائم بالحق اپنا لقب مشہور کیا اور ہر طرف لوگون کو اپنے دام مین پھانسنے لگا

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوفہ کے اطراف مین پھر فساد برپا ہوگیا۔ والی کوفہ احمد بن محمد طائی کو جب خبر پہونچی کافی فوج لے کے حملہ آور ہوا۔ قرامطہ کو پہلی شکستون نے اس قدر ضعیف اور خائف کر دیا تھا کہ لڑائی کے شروع ہوتے ہی ان کو سخت شکست ہوئی۔ سب منتشر ہوگئے۔ خود ذکرویہ بھاگ کے ریگستان عرب مین ہو رہا۔ اب اُس کی یہ حالت تھی کہ برابر قبائل عرب کے پاس جاتا تھا اور پناہ مانگنے کے ساتھ انہین اپنی طرف مدعو کرتا تھا۔ لیکن اُس کی یہ صحرا نوردی بالکل بیکار ثابت ہوئی۔ اور کسی نے پناہ دینے کی حامی نہ بھری۔

اُس کا مامن

اب ذکرویہ بن مہرویہ نے اپنی کارروائی کا طرز بدل دیا۔ ایک لق و دق صحرا مین ایک تہ خانہ کھود کے بنایا۔ جس مین لوہے کا دروازہ قائم کیا۔ جو باہر سے بالکل ایک تنور کی وضع مین نظر آتا تھا۔ جب لوگ اس کا تجسس کرتے تو وہ کسی عورت کو بٹھلا دیتا۔ جو اُس تنور مین آگ سلگا دیتی اور خود کنارے بیٹھی رہتی۔ لوگون کو کبھی گمان بھی نہ ہوتا کہ اس جلتے ہوئے تنور کے اندر کوئی رہ سکتا ہے۔ خود ذکرویہ تارک الدنیا اہل ریاضت کی طرح اس تہ خانہ مین بیٹھ رہا اور اپنے تینون بیٹون یحییٰ حسین اور علی کو سامنے بلا کے نہایش کی کہ تم قبیلۂ کعب بن وبرہ مین جا کے اپنے آپ کو امام اسمٰعیل بن جعفر صادق کی نسل سے ظاہر کرو۔ اور اُن لوگون مین پناہ گزین ہو کے انہین اپنی طرف مدعو کرو۔ یہ تینون بیٹے باپ سے جدا ہو کے قبیلۂ کعب مین پہونچے مگر خلاف امید پھر ناکامیاب ہوئے۔ اور کسی قبیلہ مین اُن کو پناہ نہ ملتی تھی۔ آخر پھرتے پھرتے وہ قبیلۂ بنی علیص بن ضمضم مین وارد ہوئے۔ اس قبیلہ نے پناہ دی اور اُن کے نسبی دعوے کو تسلیم کر لیا۔ سب نے ۲۸۹ھ مین سرزمین سماوہ مین یحییٰ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُس کو یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن اسمٰعیل مان لیا۔ اگرچہ لوگون کو معلوم تھا کہ محمد بن اسمٰعیل کا کوئی بیٹا عبداللہ نام نہ تھا مگر یحییٰ کے دعوے کو سب نے آنکھین بند کر کے تسلیم کر لیا۔ یحییٰ نے قبیلے کے اپنی کنیت ابو القاسم رکھی اور اپنے آپ کو تمام معتقدین مین شیخ کے لقب سے مشہور کیا۔ چند روز کے تجربہ سے جب یحییٰ کو یقین ہوگیا کہ لوگون پر اُس کا اثر اچھی طرح پڑ گیا ہے تو اُس نے اپنا پہلا نام بدل ڈالا۔ اور سب سے کہا مین نے اپنا اصلی نام ضرورۃً مخفی رکھا تھا۔ در حقیقت مین محمد بن عبداللہ ہون۔ یہ تبدیلی اس ضرورت سے کی گئی کہ عام لوگون کے اعتقاد مین تھا کہ امام موعود کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ یحییٰ نے یہ نام اپنے لئے مخصوص کر کے کوشش کی کہ خود ہی امام آخر الزمان بن جائے۔ اس نام کے بدلنے کے ساتھ ہی اصلی

صاف ظاہر کردیا کہ مین ہی امام منتظر ہون ۔ جس اونٹ پر سوار ہو کے مین نکلون گا وہ کیسا کھڑا ہے ۔ اور جو میری اعانت و فرمان برداری کرے گا یقیناً فتحیاب و کامیاب ہوگا ۔ اس طرح سے لوگون مین ایک جوش پیدا کرکے وہ ہرطرف گرد و نواح مین لوٹ مار کرنے لگا ۔

اوسکی کامیابی

یحییٰ بن ذکرویہ کا گروہ جب بڑھا اور جابجا قبائل پر تباہت و تاراج کی آفت نازل ہوگئی تو لوگون مین اس کی شہرت ہوئی ۔ یہان تک کہ حکام دولت عباسیہ تک خبر پہونچی کہ قرامطہ کا ایک گروہ پھر مجتمع ہوا ہے اور قریب ہے کہ وہ لوگ از سر نو ابھر پڑین ۔ معتضد باللہ عباسی کا غلام شبل فوج لے کے بڑھا کہ اُن کو منتشر کر دے ۔ قرامطہ نے پورے جوش و خروش سے مقابلہ کرکے شبل کو شکست دے دی ۔ تب محمد بن احمد طائی نے حملہ کیا اور قرامطہ کو پوری شکست دے دی ۔ اس شکست مین محمد طائی نے قرامطہ کے ایک سرگروہ ابوالفوارس کو

ابوالفوارس قرمطی

گرفتار کرکے دارالخلافت مین بھیجدیا ۔ معتضد نے ابوالفوارس کو اپنے سامنے بلوایا اور کہا " مین سنتا ہون کہ تم لوگ کہتے ہو اللہ جل شانہ کی روح اور نیز اُسکے انبیا کی روحین تمہارے جسمون مین حلول کرکے تم کو لغزشون سے بچاتی ہین اور عمل نیک کی توفیق دیتی ہین کیا یہ صحیح ہے ؟" ابوالفوارس نے کہا " تم کو اس سے مطلب ہی کیا اگر انبیا کی روحین ہمارے جسمون مین حلول کرتی ہون تو تمہارا کوئی فائدہ نہین اور اگر شیطان کی روحین حلول کرتی ہون تو کوئی نقصان نہین ۔ پھر اس کے پوچھنے سے فائدہ ؟ پوچھنا ہے تو وہ بات پوچھو جو تمہارے مطلب کی ہو ۔" معتضد نے کہا " وہ میرے مطلب کی کونسی بات ہے ؟" ابوالفوارس " لو سنو ! رسول اللہ صلعم نے جب انتقال فرمایا تمہارے باوا عباس موجود تھے نہ اُنھون نے خلافت مانگی اور نہ کسی نے دی ۔ ایک شخص نے بھی اُن کے ہاتھ پر بیعت نہین کی ۔ پھر جب ابوبکر نے سفر آخرت کیا تو عمر کے لیئے وصیت کر دی ۔ حالانکہ جانتے تھے کہ عباس رسول اللہ صلعم کے چچا ہین اور زندہ موجود ہین ۔ یہ بھی ہو چکا اب عمر کے انتقال کا زمانہ آیا ۔ اُنھون نے کسی کے حق مین وصایت نہین کی ۔ امر خلافت کو صحابہ کے مشورہ پر معول چھوڑ گئے ۔ عباس کے لیئے وصیت نہ کرنا کیسا اُنھین اصحاب حل و عقد مین بھی شامل نہین کیا ۔ جب عباس ہر موقع پر غیر قابل خلافت مانے گئے تو تم کس منہ سے اور کس استحقاق سے مدعی خلافت ہو ۔ ظاہر ہے کہ عباس کے نہ مستحق ہونے پر قریب قریب کل صحابہ کا اجماع ہو گیا ۔" معتضد نے اس تقریر کا کچھ جواب نہین دیا بلکہ یون کہنا چاہیے کہ

نہین دے سکا مگر اُس نے حکم دیا کہ یہ شخص ہڈیان توڑ توڑ کے اور ہاتھ پاؤن کاٹ کاٹ کے مارا جائے۔ چنانچہ اسی طریقہ سے وہ قرمطی شخص قتل کیا گیا۔

قرامطہ کو اگرچہ علاقہ سواد مین سخت شکست ہوگئی مگر ان کی قوت بالکل ٹوٹ نہین گئی تھی۔ اس شکست کے بعد ہی یحییٰ پھر اپنی کامیابی کی تدابیر مین مصروف ہوا۔ اب اُسنے اپنے حملون کا نشانہ دمشق کو بنایا اس لیے کہ گذشتہ شکست سے اُسے اس بات کا یقین کامل ہوگیا کہ علاقہ سواد عراق اور کوفہ پر اب کامیابی کی امید نہین۔

قرامطہ دمشق مین

دمشق پر ان دنون ابن طولون حاکم مصر کا غلام طغج حکمران تھا۔ اُس نے جب قرامطہ کا یہ جوش وخروش دیکھا تو دل مین نہایت خائف ہوا۔ اور مصر سے کمک طلب کی۔ اس کمک کے آجانے پر طغج نے قرامطہ سے مقابلہ شروع کر دیا۔ متعدد لڑائیان ہوئین اور آخرکار قرامطہ کو پوری شکست ہوئی۔ خود یحییٰ جو امام موعود بن گیا تھا مارا گیا۔ اور اُس کے مرید جابجا منتشر ہوگئے۔

صاحب شامہ

مفرورین مین سے جو لوگ صاحب اثر تھے اُنھون نے باہم جمع ہوکے یحییٰ کے بھائی حسین کو اپنا مقتدا بنایا۔ اُس نے اپنا لقب احمد مقرر کیا۔ ابو العباس کنیت قرار دی۔ اور صحرائی عربون کو پھر اپنی طرف مدعو کرنے لگا۔ بہت سے قبائل وگروہ اُس کے گرد جمع ہوگئی اور یحییٰ سے بھی زیادہ شوکت وحشمت اُس کو حاصل ہوگئی۔ تب اُس نے معتقدون کو اپنے چہرے کا ایک شامہ (داغ) دکھلا کے کہا یہ علامت حق ہے جو خدا کی طرف سے مجھے مرحمت ہوئی ہے۔ اسی وقت سے یہ شخص "صاحب شامہ" کے نام سے مشہور ہوگیا۔ الغرض صاحب شامہ نے پوری قوت حاصل کر کے قرمطی سیلاب کو پھر دمشق کی طرف بڑھایا۔ اب کی اہل دمشق مین اتنی قوت نہ تھی کہ اپنی حفاظت وحمایت مین ذرا بھی ہاتھ پاؤن مار سکتے۔ آخر دمشقیون نے امان مانگی۔ اور ادائی خراج کے وعدے پر صلح کر لی۔

اُسکی کامیابی

تب صاحب شامہ دمشق چھوڑ کے شہر حمص کی دیوارون کی نیچے پہونچا۔ حمص کو اُس نے فوراً فتح کر لیا۔ اور وہان کے ممبرون پر اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور اسی وقت سے اُس نے اپنا نام "المہدی امیر المومنین" مقرر کیا۔ اسی زمانہ مین صاحب شامہ کا ایک چچازاد بھائی اُس سے آکے ملا تو اُس کو اُس نے اپنا جانشین مقرر کیا اور اُسے مدثر کا خطاب دیا اور کہا یہ وہ مدثر ہے جس کا ذکر قرآن پاک مین ہے۔ پھر اپنے ایک غلام کو "مطوق" کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اور اُس کے ذمہ یہ خدمت سپرد کی گئی کہ گرفتار شدہ مسلمانون کو قتل کرتا تھا۔

اور اہل اسلام کی جلاوطنی اس کے سپرد تھی۔ حمص کے بعد ابن شامہ شام کے بلاد حماہ اور معرۃ النعمان پر حملہ آور ہوا۔ ان شہروں میں اس کی فوج نے ایک خلقت عظیم کو قتل کیا جس میں مرد عورت بچہ سب شامل تھے۔ پھر اس نے شہر بعلبک پر حملہ کیا اور وہاں قریب قریب سب باشندوں کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد شہر سلمیہ پر پہونچا۔ یہاں کے لوگوں نے پہلے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ لیکن اپنی قوت کم دیکھکر آخر سب نے اطاعت کی درخواست کی۔ ابن شامہ نے اُن کی درخواست منظور کرکے شہر کے پھاٹک کھلوا لئے اور اندر داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور قیامت یہ کہ باوجودیکہ اپنے آپ کو بنی فاطمہ کا نقیب بتاتا تھا اور خود فاطمی ہونے کا مدعی تھا یہاں قتل عام میں بنی ہاشم ہی سے ابتدا کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ قرامطہ کو سلمیہ میں جب آدمی نہ ملے تو اُن کی بے روک تلواریں جانوروں پر جھک پڑیں اور بہت سے جانور بھی قتل کر ڈالے گئے۔ ان ناخدا ترس ظالموں نے مکتبوں اور مدرسوں میں گھس گھس کے معصوم بچوں تک کو قتل کر ڈالا۔ جب ابن شامہ نے دیکھا کہ سلمیہ میں اب کوئی متنفس نہیں نظر آتا۔ تو اُس نے حکم دیا کہ اطراف وجوانب میں جو گاؤں ہوں اُن میں بھی قتل عام کیا جائے۔ مشہور ہے کہ ابن شامہ کے فتنہ میں اکثر ہاشمیہ عورتیں قرمطیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو کے لشکریوں سے حاملہ ہوئیں جن کے بچوں کی نسبت یہ پتہ نہ چلتا تھا کہ کس کے نطفہ سے ہیں۔

جب یہ نوبت پہونچ گئی تو سرزمین شام میں ہر طرف ہاے ہاے مچ گئی۔ ہر گاؤں بلکہ ہر گھر سے آہ و واویلا کی آواز بلند ہوئی۔ یہ آواز جب دار الخلافہ بغداد تک پہونچی تو خلیفہ المکتفی باللہ سرگرمی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُس نے مستقل ارادہ کر لیا کہ جس طرح ہوسکے قرامطہ کا کام تمام کردے۔ اُس نے اپنی فوجوں کو بڑھ کے قرامطہ سے مقابلہ کیا اور اُن کو شکست دی۔ قرامطہ بھاگ کے حلب میں ہو رہے۔ المکتفی تو پہلی شکست دے کے رقہ میں واپس گیا۔ اور حاکم مصر ابن طولون کا غلام بدر فوج لے کے قرامطہ کی طرف روانہ ہوا۔ دوسری طرف سے خود مکتفی نے یحییٰ بن سلیمان کاتب کو روانہ کیا جس کے ساتھ بنی شیبان کا ایک بڑا گروہ تھا اور حسین بن حمدان تغلبی بھی موجود تھا۔ ان لوگون نے جا کے ۲۹۱ھ میں قرامطہ کو بڑی فاش شکست دے دی۔ اُن کا ایک بہت بڑا گروہ قتل ہو گیا۔ خود صاحب شامہ مع اپنے خلیفہ مدثر اور اپنے غلام مطوق کے پوشیدہ منہ چھپا کر

اس کے مظالم

ان کا استیصال

کوفہ کی طرف بھاگا۔ مقام رعبہ تک پہونچے تھے کہ لوگون نے ان کو پہچان لیا اور وہان کے عامل کو خبر کر دی اُس نے فوراً ماخوذ کرکے مکتفی کے دربار مین بھیج دیا۔ وہان مکتفی کے حکم سے پہلے صاحب شامہ کو دو سو کوڑے مارے گئے اور اُس کے بعد تینون تلوارون سے کاٹ ڈالے گئے۔

ذکرویہ کا

اب ذکرویہ کا تیسرا بیٹا علی رہ گیا وہ ابتداءً یحییٰ کے ہمراہ تھا۔ لیکن جب یحییٰ دمشق مین مارا گیا تو اُس نے صاحب شامہ کا ساتھ نہ دیا بلکہ بھاگ گئے بلاد سواحل فرات مین ہو رہا یہان بھی کچھ قرامطہ اُس کے ہمراہ ہوگئے اور موقع پاکے اُس نے طبریہ پر تاخت کی۔ اور اہل طبریہ کے لیے کوئی ظلم و جور نہین اُٹھا رکھا۔ پھر جب حسین بن حمدان قرامطہ کی تعاقب مین روانہ ہوا تو علی بن ذکرویہ نے بھاگ کے یمن مین پناہ لی۔ وہان بھی بہت سے داعیین قرامطہ اُس کے ہمراہ ہوگئے جن سے قوت حاصل کرکے وہ اکثر بلاد یمن پر متصرف ہوگیا۔ دیگر اطراف و جوانب مین جب اُس کی دھاک بیٹھ گئی تو یمن کے خاص مستقر شہر صنعاء کے طرف روانہ ہوا۔ جب اس کی خبر حاکم یمن ابن یعفر کو پہونچی تو صنعاء چھوڑ کے بھاگ گیا۔ علی نے صنعاء مین داخل ہوکے ہر طرح کی زیادتی اور خون ریزی وہان جایز کر دی۔ اُس کے چند روز بعد وہ اطراف یمن ہی مین مر گیا۔

جس زمانہ مین علی بن ذکرویہ یمن پر تصرف حاصل کر رہا تھا اُسی زمانہ مین دوسری طرف خود ذکرویہ نے جب دیکھا کہ اہل سماوہ مین سکوت پیدا ہوگیا اور افواج خلافت سے شکستین کھا کے اُنھون نے بالکل خموشی اختیار کر لی تو اپنے خاص مریدون مین سے عبداللہ بن سعید نام ایک شخص کو جو کہ ابو غانم کی کنیت سے مشہور تھا ۲۹۳ھ مین اپنا خط دے کے اُن کی پاس روانہ کیا۔ اس کے خط کا مضمون یہ تھا کہ "مجھے بذریعۂ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب شامہ اور اُس کا بھائی شیخ یحییٰ دونون آیا چاہتے ہین۔ اور دونون کے بعد خود امام علیہ السلام ظہور فرمائین گے جن کے برآمد ہوتے ہی ساری دنیا عدل و انصاف سے بھر جائے گی" یہ خط لے کے ابو غانم نے قبائل کلب مین دورہ کرنا شروع کیا۔ بہت سے لوگ اُس کے گرد جمع ہوگئے اور اُس نے اپنے زیر حکم کافی قوت پاکے بلاد شام کی طرف توجہ کی۔ وہان کے شہر بصری اور چند مقامات ذراعت کو تباہ و برباد کر دیا اور دمشق کے دیوارون کے نیچے جاکے مقیم ہوا۔ والی دمشق احمد بن کیقلغ مصر گیا ہوا تھا اُس کے نائبون نے قرامطہ سے

مقابلہ کیا۔ مگر ابو غانم کی فتح ہوئی۔ والی مصر کے نائب اور طرفداروں میں سے اکثر قتل ہوئے۔ اور قرامطہ دمشق پر تصرف حاصل کرکے اُردن کی طرف بڑھے۔ وہان کے عامل کو قتل کرکے شہر پر قبضہ کیا اور جاکے طبریہ کو لوٹ لیا۔ تب خلیفہ مکتفی باللہ نے حسین بن حمدان کو روانہ کیا کہ قرامطہ کی پھر سرکوبی کرے۔ حسین کی روانگی کی خبر سنتے ہی ابو غانم بھاگ کے سماوہ میں ہو رہا۔ حسین تعاقب کرتا ہوا سماوہ تک چلا گیا لیکن ابو غانم نے بھاگ کے یہ کارروائی کر دی تھی کہ سرزمین سماوہ کا سارا پانی خراب کر ڈالا تھا جس کی وجہ سے حسین کو عراق میں واپس آنا پڑا۔

ذکرویہ کا آخری خروج

اب ذکرویہ کے تمام بیٹوں کا خاتمہ ہو چکا اور وہ نہ بیرون بھی تمام ہو گئیں جو ذکرویہ اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے عمل میں لا سکتا تھا۔ مجبوراً سرگرداں قرامطہ اُس کے گرد جمع ہوئے اور اُسے اس تہ خانہ سے نکالا جس میں وہ بیس برس سے خلوت گزین تھا۔ تمام داعیین قرامطہ اس موقع پر جمع تھے۔ ذکرویہ بن مہرویہ نے اپنی صورت کسی کو نہیں دکھائی اور احمد بن قاسم کو اپنی طرف سے سب پر حکمران اور اپنا نائب مقرر کیا۔ ذکرویہ نے سب لوگوں کو تاکیدی حکم دیا کہ ابن قاسم کی پوری پوری اطاعت کریں اور کسی بات میں اُس سے انحراف نہ کیا جائے۔ اس طرح قرامطہ کا یہ نیا لشکر مرتب ہو کے چلا۔ خود ذکرویہ ہمراہ تھا مگر اُسی شان سے کہ کسی کو اپنی صورت نہ دکھاتا تھا اور احمد بن قاسم اُس کی طرف سے سب انتظامات کرتا تھا۔ جب یہ خبر مکتفی کو پہونچی تو اُس نے ان کے مقابلہ کے لئے فوج روانہ کی۔ علاقۂ سواد عراق میں مقابلہ ہوا۔ اور افواج خلافت کو شکست ہوئی۔ قرامطہ نے خلافت کے لشکر کا تمام ساز و سامان لوٹ لیا اور اس ارادہ سے واپس چلے کہ جو مسلمان حج کرنے کو جاتے ہوں اُن کی رہزنی کریں۔ اثنائے راہ میں سب لوگ علاقۂ صوان سے ہو کے گذرے اور شہر واقصہ کا محاصرہ کر لیا۔ واقصہ کے لوگوں نے شہر کے پھاٹک بند کر لئے تب قرامطہ نے گرد و نواح کے تمام کنوؤں پر قبضہ کر لیا تاکہ اہل شہر کو پانی نہ ملے۔

اُن کی سرکوبی کا انتظام

مکتفی کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُس نے محمد بن اسحٰق بن کنداج کو اِن کے مقابلہ کو روانہ کیا۔ لیکن یہ لشکر بے نیل مرام واپس آیا۔ اور قرامطہ نے حاجیوں کے

قافلہ پر حملہ کرکے اکثرون کو قتل کیا۔ اور تاجرون کا مال وغیرہ بھی لوٹ لیا۔ پچھلی طولون کا مال جسے لوگ مصر سے مکہ معظمہ لئے جاتے تھے قرامطہ کے ہاتھ مین پڑ گیا۔

اس کے بعد شہر حمص کے قریب باقی ماندہ حاجیون کو قرامطہ نے گھیر لیا۔ ادھر سے مکتفی نے دوسری فوج روانہ کی جس پر وصیف بن صوارتکین سردار تھا۔ اور بہت سے نامی گرامی افسر بھی موجود تھے یہ فوج نعمان کے راستہ سے روانہ ہوئی اور حمص کے قریب قرامطہ سے دوچار ہوئی۔ قرامطہ نے بھی بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ کامل دو روز تک معرکہ گیر ودار گرم رہا۔ دوسرے روز قرامطہ کو شکست ہوئی۔ اور ایسی سخت شکست کہ خود ذکرویہ کے سر پر ضرب آئی جس کی صدمہ سے وہ غش کھا کے گر پڑا اور فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے ساتھ اس کا خلیفہ احمد بن قاسم مع اپنے بیٹے کاتب اور بی بی کے بھی گرفتار ہوا۔ گرفتاری کے پانچوین دن ذکرویہ مرگیا۔ اُس کی لاش بغداد مین لاکے مصلوب کر دی گئی اور سر کاٹ کے خراسان بھیج دیا گیا۔ تاکہ اُن حاجیون کے متعلقین کو خوشی ہو جو لوٹے مارے گئے تھے۔ ذکرویہ کے باقی ماندہ ہمراہی بھاگ کے شام پہونچے وہان حسین بن حمدان موجود تھا اس نے قرامطہ کا قتل و قمع شروع کر دیا۔

اُن کی شکست

ذکرویہ کی موت

الغرض شام و عراق دونون جگہ ڈھونڈھ کے قرامطہ کی بیخ کنی کی جانے لگی۔ اور اس طریقہ سے ۲۹۴ھ[1] مین قرامطہ کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اس مرتبہ افواج خلافت نے قرامطہ کو قتل کرکے اُن کی اس قدر بے وقعتی کر دی اور بغاوت پسند قبائل عرب سے اُن کا اثر اس قدر مٹا دیا کہ ابن ذکرویہ اور اُس کے متعلقین کی گرفتاری کے بعد اُس کے دو تبع اور عزیز بدوی عربون مین گئے اُن مین سے ایک نے اپنا نام عیذاد اور دوسرے نے منتقم بتایا۔ یہ پچھلا شخص ذکرویہ کا سالا تھا۔ ان دونون نے بدوؤن کو اپنی مدد اور ابن ذکرویہ کے خون کا بدلہ لینے کی طرف مدعو کیا۔ لیکن بدوؤن مین عساکر خلافت کی اس درجہ دھاک بیٹھ گئی تھی کہ اُنھون نے بجائے

---

[1] حیرت کی بات ہے کہ اس واقعہ کو ابن اثیر نے ۲۹۴ھ مین بیان کیا ہے اور ابن خلدون ۳۹۴ھ مین کہتا ہے غالباً ابن خلدون مین کاتبون اور ناسخون کی غلطی سے اتنا بڑا اختلاف پیدا ہو گیا۔ ورنہ ایک صدی کا فرق اور اتنی بڑی عظیم الشان غلطی ابن خلدون کے ایسے محقق سے نہین ہو سکتی۔

اس کے کہ حذ او ر منتقم کو اپنے وہان پناہ دیتے اُلٹے اُن کے گرفتار کر لینے پر آمادہ ہو گئے۔

بحرین مین جنابی کا زور۔

لیکن بحرین اور اس کی اطراف جوانب مین ابھی تک قرامطہ کا اثر باقی تھا۔ جہان ابوسعید جنابی اس مذہب کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ چنانچہ ۲۹۹ھ مین ایک جمعہ کو چند قرملی شہر بصرہ کی پھاٹک پر آ گئے۔ لوگ معروف نماز تھے پھاٹک پر جو لوگ پہرہ دے رہے تھے اُن کو کچھ شبہ ہوا اُن مین سے دو نکل کے باہر گئے تو ایک کو قرامطہ نے قتل کر ڈالا۔ فوراً شہر مین غل مچ گیا کہ قرامطہ آ گئے۔ حاکم بصرہ محمد بن اسحٰق بن کنداجیق مقابلہ کو گیا تو کسی کا پتہ نہ تھا۔ سب لوگ اُن کے تعاقب مین روانہ ہوئے۔ اور تھوڑی دور جا کے انھین پا لیا۔ کُل تیس آدمی تھے جن مین سے بعض قتل کیے گئے اور بعض بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد محمد بن اسحٰق واپس آیا۔ اور بصرے کے پھاٹک بند کروا دیے گئے۔ کیونکہ سب کو خیال تھا کہ یہ تیس آدمی اُن کے مقدمۃ الجیش ہون گے۔ پورا لشکر پیچھے ہوگا۔ ساتھ ہی بغداد مین اطلاع کر کے کمک مانگی گئی۔ مگر بعد معلوم ہوا کہ قرامطہ کا کہین پتہ نہین۔ اور کمک طلب کرنے پر حاکم شہر کو ندامت ہوئی۔

اُس کے پاس مقتدر کی سفارت

مقتدر باللہ خلیفہ عباسی نے جب دیکھا کہ قرامطہ کا فتنہ کسی طرح فرو ہونے ہی کو نہین آتا تو ابوسعید جنابی کے پاس چند قاصدون کے ہاتھ ایک خط بھیجا۔ جس مین نہایت نرمی کے الفاظ استعمال کیے اور خواہش کی کہ جو مسلمان تمھاری قید مین ہون اُنھین چھوڑ دو۔ اور جن مسائل اعتقادی مین تمھین اختلاف ہے اُن مین مجھ سے آ کے مناظرہ کر لو۔ لیکن یہ قاصد بغداد سے روانہ ہو کے بصرے ہی تک پہونچے تھے کہ خبر آئی ابوسعید جنابی کی زندگی کا چراغ ہی گُل ہو گیا۔

اُس کا قتل

اُس کی موت کا یہ سبب ہوا کہ اُس کے پاس سسلی (صقلیہ) کا ایک خادم تھا۔ اُسے خدا جانے اپنے آقا سے کیون عداوت ہو گئی کہ ایک دن (۳۰۱ھ مین) جبکہ جنابی حمام مین تنہا غسل کر رہا تھا اُس صقلبی خادم نے اندر گھس کے اُسے قتل کر ڈالا۔ پھر باہر نکل کے ایک اور بڑے معزز اور صاحب اثر

قرمطی سے کہا کہ میرے آقا آپ کو حمام میں بلاتے ہیں۔ اور جیسے ہی وہ حمام میں گیا اُس کا کام بھی تمام کر دیا۔ پھر ایک دوسرے معزز قرمطی کو بلا کے قتل کیا۔ یونہیں اُس نے متواتر چار رؤسائے قرامطہ کو بلا کے قتل کیا۔ جب پانچویں کو بلایا تو اُسے کچھ شبہ ہوا۔ اُس نے حمام کے دروازے پر پہونچتے ہی اُس خادم کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور غل مچایا۔ لوگ شور سنتے ہی دوڑے۔ اور تھوڑی دیر میں شہرت ہو گئی کہ جنابی اور اُس کے چار ہمراہی صقلبی خادم کے ہاتھ سے مارے گئے۔ وہ خادم اس جرم کے پاداش میں فوراً قتل کر ڈالا گیا۔ اور جنابی کی جانشینی کا مسئلہ طے ہونے لگا۔

اُس کا جانشین ابو طاہر قرمطی

ابو سعید نے زندگی ہی میں اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا جانشین منتخب کر دیا تھا مگر اس میں باپ کی سی اولوالعزمی نہ تھی اپنے گروہ کی سربراہی نہ کر سکا تب لوگوں نے اُس کے چھوٹے بیٹے ابو طاہر سلیمان کو اپنا حاکم بنایا۔ جو شجاع اور مدبر اور آفت کا پتلا تھا۔ باپ کی جانشینی کے ساتھ ہی بلاد ہجر۔ احساء۔ قطیف۔ طائف اور بحرین کے تمام شہر اُس کے قبضہ میں آ گئے۔

بصرہ پر اس کی یورش

اس کے بعد دس گیارہ برس تک قرامطہ میں ایسی خاموشی رہی کہ لوگوں کے دل سے اُن کا اندیشہ جاتا رہا اور بالکل غافل ہو گئے۔ لیکن جنابی کا یہ خود سر بیٹا ابو طاہر قرمطی بیٹھنے والا نہ تھا سنہ ۳۱۱ھ میں ربیع الثانی کی ایک رات کو ستر دو سو قرامطیوں کے ساتھ ایک آفتِ ناگہانی کی طرح بصرے پر آ پہونچا۔ بالوں کی بنی ہوئی سیڑھیاں اُن کے پاس تھیں۔ جن کو شہر پناہ پر پھینکا اور فوراً چڑھ گئے۔ اندر گھس کے دربانوں کو قتل کیا اور پھاٹک کھول دئیے۔ اور شہر میں قتل عام شروع کر دیا۔ سبک سبکی حاکم بصرہ کا تمام رات بے خبر سوتا رہا۔ صبح کو اٹھا تو خبر ملی کہ رات کو قرامطہ شہر میں گھس آئے۔ فوراً سوار ہو کے اُن کے مقابلے کو گیا۔ مگر جاتے ہی مارا گیا۔ اب قرامطہ اہل شہر کو بلا استثنا و امتیاز قتل کرنے لگے۔ ادھر سے دالوں سے جب اور کوئی بات نہ بن پڑی تو بھاگ بھاگ کے ایک جگہ جمع ہو گئے اور مقابلہ شروع کر دیا اور بچ گئے۔ جان بر ہونے کی کوئی صورت نہ نظر آتی تھی

جان پر کھیل کے رہے۔ اور برابر دس روز تک اہل بصرہ اور قرامطہ مین مقابلہ ہوتا رہا۔ مگر انجام مین قرامطہ ہی کی فتح ہوئی۔ اور کثیر التعداد خلقت اُن کے ہاتھ سے قتل ہوئی۔ اس کے بعد ابو طاہر نے بصرے کو لوٹنا اور بصرے والون کے بی بی بچون کو پکڑ پکڑ کے لونڈی غلام بنانا شروع کیا۔ یہ لوگ سترہ دن تک بصرے مین رہے۔ اور روپیہ پیسہ دولت و ثروت جو کچھ ہاتھ آیا سب لوٹ کے چل دیے۔ بصرے کی اس تباہی کی خبر سنتے ہی المقتدر باللہ نے محمد بن عبد اللہ فارقی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر وہ جب تک پہونچے پہونچے ابو طاہر جا چکا تھا۔

ابو طاہر کی عمر ابھی صرف سترہ برس کی تھی۔ مگر اُس کے ظالمانہ کارنامون سے اسی عمر مین وہ جوش و خروش ظاہر ہوا کہ جنابی کا نام بھی اُس کے آگے مٹ گیا۔ بصرے کو لوٹتے ہی اُس نے دوسری قیامت یہ ڈھائی کہ حاجیون کا جو سب سے بڑا قافلہ بغداد و عراق سے ارض حجاز کو جا رہا تھا اُس پر یکایک جا پڑا۔ بڑے معزز لوگ جو اُس قافلہ مین تھے جن مین ابو الہیجا احمد بن کشمرد اور خلیفہ مقتدر کی مان کے چچا احمد بن بدر ایسے گرامی قدر اور بلند پایہ لوگ تھے سب اُس کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے۔ وہ قافلے کے کل اونٹ اور سارا مال و اسباب لوٹ کے عورتون کو اپنے ساتھ پکڑ لے گیا۔ اور مرد حاجیون کو مفلس و محتاج بے زاد و راحلہ ریگستان مین چھوڑ گیا جہان اُنھون نے بھوک پیاس سے دھوپ مین جھلس جھلس کے اور ایڑیان رگڑ رگڑ کے جانین دین۔ بغداد مین خبر ہوئی تو ہر گھر مین کہرام پڑ گیا۔ یہان لوگ ابن الفرات وزیر سے پہلے ہی سے ناراض ہو رہے تھے جس نے رعایائے بغداد پر جبر و ظلم کیا تھا۔ اور دربار کے زبردست اور ہر دلعزیز سپہ گر مونس کو باہر بھجوا دیا تھا۔ جن لوگون نے سفر حج مین قرامطہ کے ستم سے جان دی تھی اُن کی عورتین اُن لوگون کے گھرون مین جا کے نالہ و فریاد کرنے لگین جو ابن الفرات کے ستائے ہوئے تھے۔ اور سب نے کہنا شروع کیا کہ "ان دونون ظلمون کا اصلی سبب ابن الفرات ہی ہے"۔ آخر

قافلۂ حجاج پر حملہ

بغداد مین کہرام

مونس بغداد میں واپس بلایا گیا۔ اور مقتدر نے یاقوت نام ایک افسر کو روانہ کیا کہ کوفہ کو قرامطہ کی دست برد سے بچائے۔ مگر وہ راستہ ہی میں ٹھہر گیا۔ اور کوفہ تک جانے کی جرأت نہ ہوئی۔

ابوطاہر کی سفارت

اس اثنا میں ابو طاہر قرمطی نے یہ کیا کہ حاجیون کے قافلہ میں سے جن معززین بغداد کو پکڑ لایا تھا اُن کو چھوڑ دیا اور اُن کے ذریعہ سے خلیفۂ المقتدر کے پاس پیام بھیجا کہ بلاد بصرہ اور اہواز مجھے دے دیجئے اور جب اُس کی یہ درخواست قبول نہ کی گئی تو اپنے مستقر شہر ہجر سے چل کھڑا ہوا کہ پھر حاجیون کے قافلون پر حملہ کرے۔ کوفہ کی حکومت خلافت کی طرف سے جعفر بن ورقار شیبانی کے ہاتھ میں تھی۔ اور وہی مکہ کے راستہ کا محافظ تھا۔ حاجی لوگ جب بغداد سے چلے تو ابوطاہر کے اندیشہ سے جعفر بن ورقار ایک ہزار شیبانیون کو لے کے آگے آگے چلا اور دو اور شاہی سرداران افواج چھ ہزار کی جمعیت سے قافلہ حجاج کے ہمراہ ہوئے۔ ابو طاہر قرمطی تو تاک میں لگا ہی ہوا تھا جعفر بن ورقار پر حملہ آور ہوا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ دونون جانب کے بہادر لڑ ہی رہے تھے کہ داہنی جانب سے قرامطہ کی ایک اور جمعیت نمودار ہوئی۔ اور جعفر کے ہمراہی شکست کھا کے بھاگے۔ جعفر قافلہ والون سے مل کے اُنھیں کوفہ کی طرف پھیر لے گیا۔ قرامطہ نے کوفہ کے دروازے تک اُن کا تعاقب کیا۔ یہان پہونچ کے پھر لڑائی ہوئی۔ اور شاہی لشکر کو بھی قرامطہ سے شکست ہو گئی۔ بہت سے لوگ مارے گئے۔ بہت سے گرفتار ہو گئے جن میں کئی معزز سردار بھی تھے۔ جب سب لوگ کوفہ چھوڑ کے بھاگے تو ابو طاہر ۳۱۲ھ میں کوفہ میں گھسا۔ اور چھ دن تک یہین پڑا رہا۔ معمول تھا کہ رات کو ابو طاہر بیرون شہر میں اپنے لشکرگاہ میں سوتا۔ اور صبح ہوتے ہی کوفہ میں آ کے قتل و غارت شروع کر دیتا۔ الغرض جو کچھ ہاتھ آیا لوٹ کے ہجر لے گیا۔ اور شکست خوردہ لوگ خستہ و خراب بغداد میں پہونچے۔ اب مقتدر نے اُس عہد کے زبردست جرنیل مونس کو قرامطہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ لیکن قرامطہ اُس کے پہونچنے سے پہلے ہی

پھر حاجیون پر حملہ

عساکر خلافت کی شکست

بغداد مین تہلکہ

چلے گئے تھے۔ مونس نے یاقوت کو حاکم کوفہ بنایا۔ اور خود جا کے شہر واسط مین فروکش ہوا۔ اس سال قرامطہ کا فتنہ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ بغداد والے گھبرا اُٹھے تھے۔ اور دلون مین ایسی دہشت سما گئی تھی کہ لوگ بغداد کے مغربی حصہ کو چھوڑ چھوڑ کے مشرقی حصہ مین رہنے لگے۔ اس لئے کہ دریاے دجلہ کے درمیان مین حاجب ہونے سے امید تھی کہ قرامطہ کو اس پار پہونچنا دشوار ہوگا۔ ان دشمنان دین کے اندیشہ سے اس سال کسی کو حج کرنا نہین نصیب ہوا۔

حاجیون سے ٹیکس

دوسرے برس یعنی سنہ ۳۱۲ھ مین بھی قرامطہ نے حجاج کے قافلہ پر حملہ کیا۔ قافلہ کے ساتھ خلافت کی جانب سے جو لشکر تھا اُسے اب کی بھی شکست ہوئی۔ لیکن اس مرتبہ قرامطہ نے ایک ٹیکس حاجیون پر مقرر کر دیا کہ اگر وہ اداکر دین تو حج کو جائین مزاحمت نہ کی جائے گی سب نے بخوشئ خاطر ٹیکس ادا کر دیا۔ اور حج سے شرفیاب ہو کے واپس آئے۔ ان مسلسل کامیابیون نے ابو طاہر قرمطی کا حوصلہ اس قدر بڑھا دیا تھا کہ سنہ ۳۱۴ھ مین اُس نے ارادہ کیا کہ مکۂ معظمہ پر قبضہ کر لے۔ مکہ مین جیسے ہی اس خبر کی شہرت ہوئی لوگ بال بچون کو اور جو کچھ سرمایہ لے جا سکے لے کے طائف مین چلے گئے۔ مگر غنیمت یہ ہوا کہ ابو طاہر نے خالی مشہور کر دیا تھا۔ آیا نہین۔

مکہ مین دہشت

نوان باب

باقی حالات قرامطہ

اب قرامطہ کا بہت زور ہو گیا تھا۔ ایک طرف ارض حجاز پر ان لوگون کی دست برد اور قتل و غارت کا اثر پڑ رہا تھا۔ اور دوسری طرف عراق والے اُن کے نام سے کانپ رہے تھے۔ کوفہ و بصرہ کئی دفعہ لٹ چکے تھے اور پھر بھی لٹنے کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ خاص دار الخلافۃ بغداد مین لوگون کو چین سے نیند نہ آتی تھی۔ سنہ [illegible] مین بصرے سے خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ پر تاخت

کوفہ پر قرامطہ کا حملہ

کرنے والے ہین۔ کیونکہ اُن کا گروہ اسی طرف سے ہوکے گیا ہے۔ المقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو جو اُس دور کے زبردست شہسوارون مین تھا اور شہر واسط مین مقیم تھا حکم دیا کہ فوراً جا کے کوفہ کی حفاظت کرے اور قرامطہ کو اُن کی خودسری پر کافی سزا دے۔ اور اُس کے لشکر کے لئے کوفہ مین بہت سا غلہ اور سامان بطور رسد کے فراہم کر دیا گیا۔ ابن ابی الساج واسط سے روانہ ہوا۔ مگر اُس کے پہونچنے سے ایک دن پہلے ہی ابوطاہر قرمطی نے پہونچ کے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ اور جو کچھ رسد فراہم کی گئی تھی اپنے تصرف مین کر لی۔ دوسرے دن ابن ابی الساج پہونچا تو قرامطہ نے راستہ ہی مین روکا۔ اور کوفہ مین داخل ہونے سے مانع ہوئے۔ ابن ابی الساج نے ابوطاہر کے پاس پیام بھیجا کہ "یا تو امیر المومنین المقتدر کی اطاعت کرو۔ ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور نرسون اتوار کے دن میدان جنگ گرم ہوگا۔" جواب مین ابوطاہر نے کہلا بھیجا کہ "اطاعت تو ہم خدا کے سوا کسی کی کرتے ہی نہین۔ رہی لڑائی تو نرسون نہین پرسون ہفتہ ہی کو ہوگی۔" دوسرے دن ابن ابی الساج کے ہمراہی قرامطہ کو گالیان

ابن ابی الساج کی ناتجربہ کاری

دینے اور اُن پر پتھر پھینکنے لگے۔ اور خود ابن ابی الساج نے جب دیکھا کہ قرامطہ کا گروہ تھوڑا ہی سا ہے تو پہلے ہی سے اپنی فتح کا یقین کر لیا۔ اُس کی زبان سے یہ کلمات نکلے کہ "تھوڑی دیر مین یہ کتے میرے قبضہ مین ہون گے" اور لڑائی سے پہلے ہی مژدۂ فتح کا خط بغداد مین لکھ بھیجا۔ ساتھ ہی شاہی فوج مین طبل و قرنا بجنے لگے اور فتح کے نعرے بلند ہوئے۔ ابوطاہر نے یہ ہنگامہ سن کے اپنے کسی دوست سے پوچھا "یہ کیا ہے؟" اُس نے جواب دیا "بزدلی کا جوش ہے اور کچھ نہین۔" بولا "ہان ٹھیک کہتے ہو۔"

دوسرے دن لڑائی شروع ہوئی۔ اور صبح سے شام تک برابر یکسان حالت سے میدان جنگ گرم رہا۔ قرامطہ کا جوش و خروش بلا کا تھا۔ آخر وقت جب ابوطاہر نے دیکھا کہ کسی طرح لڑائی کا فیصلہ ہوتا ہی نہین تو اپنے چند منتخب شجاعون کو لے کے اس زور سے حملہ کیا کہ

عساکر خلافت کی شکست

ایک ہی حملہ مین عساکر خلافت کو بھیس ڈالا۔ اور جو سامنے آیا اُسے کاٹ کر ڈال دیا۔ اس حملہ کی تاب لانا مشکل تھا۔ ابن ابی الساج کے ہمراہی بدحواس ہوکے بھاگے اور خود ابن ابی الساج اور اُس کے بہت سی ساتھی قرامطہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے۔ مغرب کے وقت ابو طاہر ان سب قیدیون کو لے کے اپنے خیمہ مین گیا۔ اور اپنے ایک طبیب کو مقرر کیا کہ ابن ابی الساج کے زخمون کا علاج کرے۔

ابن ابی الساج کی گرفتاری

اس شکست کی خبر بغداد مین پہونچی تو لوگون کے حواس جاتے رہے۔ اس کے بعد شکست خوردہ لوگ بدحواس و پریشان حال ننگے سر ننگے پاؤن بغداد مین داخل ہوئے اور شہر والون نے اُن کی حالت دیکھی تو ارادہ کیا کہ گھر چھوڑ کے حلوان یا ہمدان چلے جائین۔ مگر ان کو اطمینان دلا کے مونس اپنی فوج لے کے چلا کہ کوفہ مین قرامطہ سے مقابلہ کرے۔ لیکن بغداد کے پھاٹک ہی پر تھا کہ خبر آئی قرامطہ کوفہ سے کوچ کر کے مقام عین التمر کو گئے ہین۔ یہ سن کے مونس نے بغداد سے پانچ سو شمیریہ (یہودیون) کو روانہ کیا کہ قرامطہ کو فرات کے پار نہ اُترنے دین۔ اور ایک لشکر انبار بھیجا کہ اُسے قرامطہ کی دست برد سے بچائے اور اُس جگہ بھی قرامطہ کو پار اُترنے کا موقع نہ دے۔

قرامطہ انبار مین

قرامطہ نے اب شہر انبار کا قصد کیا۔ انبار والون نے خبر سنتے ہی پُل توڑ دیا۔ قرامطہ نے فرات کے مغربی کنارے پر پہونچ کے پڑاؤ ڈال دیا اور ابو طاہر نے اپنے لوگون کو شہر حدیثہ مین بھیجا جو وہان سے کشتیان پکڑ لائے۔ اہل انبار کو خبر بھی نہ ہونے پائی۔ اور ان کشتیون پر بیٹھ کے تین سو قرمطی دریائے فرات کے اُس پار اُتر کے عساکر خلافت کے سامنے صف آرا ہوگئے۔ اس لڑائی مین بھی خلافت کی فوجون کو شکست ہوئی۔ بہت سے لوگ مارے گئے اور انبار پر قرامطہ کا قبضہ ہوگیا۔ جنھون نے فتحیاب ہوکے فرات پر پل بھی باندھ لیا۔ پل کی تیاری کے بعد ابو طاہر نے اپنے لشکر کو اُس پار ہی رہنے دیا۔

اور تنہا اِس پار آ کے اپنے اُن رفقا سے ملا جو انبار پر قابض تھے۔

بغداد مین جب یہ خبر پہونچی کہ ابو طاہر فرات کے اِس پار اُتر آیا تو زیادہ اندیشہ ہوا۔ اور کوشش کی گئی کہ ایک زبردست لشکر بھیج کے اُن کا سیلاب روکا جائے۔ چنانچہ نصر حاجب ایک جرار لشکر لے کے آیا۔ اور مونس کی فوج سے مل گیا۔ اور عساکر خلافت کی مجموعی تعداد کچھ اوپر چالیس ہزار ہوگئی۔ اور مسلح غلام اِن لوگون کے علاوہ تھے۔ جو اُن دنون سلطنت کی اسٹینڈنگ آرمی سمجھے جاتے تھے۔ ماسوی اِن کے اور بھی بہت سے لوگ تھے جو صرف لوٹ مار کے شوق مین آئے تھے۔

خلافت کی زبردست فوجین

مگر یہ سن کے حیرت ہوگی کہ اِن کے مقابلہ مین قرامطہ کے لشکر کی کل تعداد پندرہ سو جوانون کی تھی جن مین سے سات سو سوار تھے باقی پیدل بعض راویون نے ستائیس سو کی تعداد بھی بتائی ہے۔ مگر دونون مین سے چاہے جو ہو اس مین شک نہین کہ چالیس ہزار کے مقابل مین اِن کی کچھ ہستی نہین۔ مگر فرق یہ تھا کہ خلافت کے لشکر مین چاہے کیسے ہی نامی گرامی افسر اور بانکے ترچھے جوان ہون سب ناز پروردہ اور آرام طلب تھے اور قرامطہ جفاکش اور زمانہ کی تلخی و ترشی برداشت کرنے کے عادی۔ مقتدر نے جب قرامطہ کے لشکر کی یہ تعداد سنی تو جھنجھلا کے کہہ اُٹھا "خدا لعنت کرے ان ستائیس سو آدمیون پر کہ اُنھون نے اسّی ہزار سے زیادہ لشکر کو عاجز کر رکھا ہے" یہ اُس نے اُس وقت کہا ہے جب عساکر خلافت کی تعداد اسّی ہزار سے زیادہ ہوگئی تھی۔

قرامطہ کی تعداد

بہر حال مونس اور نصر حاجب اپنے لشکر دن کو لے کے نہر زبارا کے کنارے پہونچے جو بغداد سے دو فرسخ پر ہے۔ اِس نہر کے اسی پار ٹھہر گئے۔ اور اُس کا پل توڑ دیا کہ قرامطہ یہان تک پہونچ جائین تو نہر اُنھین روک سکے۔ ان کی روانگی کی خبر سُن کے ابو طاہر بھی یہان آپہونچا اور نہر زبارا کے اُس پار اُترا۔ قرامطہ کی فوج مین

ایک حبشی تھا وہ نہر کی حالت دریافت کرنے کے لیے آرہا تھا۔ اور ادھر سے اُس پر برابر تیر پڑ رہے تھے۔ مگر اُس نے کچھ پروا نہ کی نہر کے بلند ترین کنارے پر چڑھ کے اُس نے دیکھا کہ پل توڑ دیا گیا ہے تب اس کی خبر دینے کے لیے واپس گیا۔ مگر سر سے پاؤں تک تیروں کے پیوست ہونے سے اُس کی قطع سا ہی کی سی ہو گئی تھی۔ بغداد کے لشکر میں جیسے ہی خبر مشہور ہوئی کہ قرامطہ اُس پار آ گئے اور اُس حبشی کی لوگوں نے صورت دیکھی تو بہت سے لوگ ایسے دہل گئے کہ بے لڑے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک بڑی خلقت بغداد واپس چلی گئی۔

اہل بغداد کی بزدلی

ابو الہیجا بن حمدان نے جو عساکر خلافت کا ایک نامی گرامی افسر تھا اپنی فوج کی یہ حالت دیکھی تو مونس سے کہا "آپ کیا سمجھتے ہیں؟ خدا کی قسم اگر قرامطہ نہر کے اس پار اُتر آئے تو یہ سب بھاگ کھڑے ہوں گے اور وہ بڑھ کے بغداد پر قبضہ کر لیں گے"۔ مگر مونس نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ قرامطہ نے جب دیکھا کہ نہر پایاب نہیں۔ اور اُس کا پل ٹوٹ گیا ہے تو انبار میں واپس گئے۔ اور مونس نے اپنے دوست بلیق کو چھ ہزار سپاہیوں کے ساتھ فرات کے مغرب جانب بھیجا کہ قرامطہ کے لشکر گاہ پر حملہ کر کے اُسے لوٹیں اور ابن ابی الساج کو جو اُن کے ہاتھ میں قید ہے چھڑا لائیں۔ یہ لشکر مقام مقصود پر جا پہونچا اور بلیق نے قرامطہ پر حملہ کر دیا۔ ابو طاہر اُس وقت فرات کے اِس پار انبار میں تھا۔ یہ حالت دیکھتے ہی اُس نے ایک صیاد کو ایک ہزار اشرفیاں انعام دیں اور اُس کی کشتی پر بیٹھ کے تنہا پار اُترا۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی قرامطہ کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور سب نے بڑی جوانمردی سے لڑنا شروع کیا۔ اثنائے جنگ میں ابن ابی الساج جس خیمہ میں قید تھا اُس سے باہر نکلا۔ اُس کے ہمراہی بلیق کے جھنڈے کے نیچے لڑ رہے تھے۔ اُنھوں نے دور سے اُس کی صورت دیکھی تو پکار کے کہا "آپ کو ہم آزادی کی بشارت دیتے ہیں!" لیکن اُن کی امید کے

قرامطہ کی واپسی

قرامطہ کیمپ پر حملہ

اور اُس کی فتح

خلافت عساکر خلافت کو فاش شکست ہوئی۔ بلیق نے جب دیکھا کہ ساری فوج کے قدم اُکھڑ گئے تو خود بھی بھاگا۔

ابن ابو الساج کا قتل

ابو طاہر نے ابن ابو الساج کو خوش خوش خیمہ سے باہر نکلنے اور اپنے لوگون سے بشارت کے نعرے سنتے دیکھ لیا تھا۔ نہایت ہی برہم ہوا۔ اور فتح کے بعد اُس نے جو پہلا کام کیا یہ تھا کہ ابن ابی الساج اور تمام اسیران لشکر خلافت کو سامنے بلوا کے قتل کر ڈالا۔

بغداد کی حالت

ان دنون بغداد کی عجب حالت ہو رہی تھی۔ لوٹنے مارنے والے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے کہ لوگون کی گھبراہٹ سے فائدہ اُٹھائین۔ جن کی آفت دور کرنے کے لئے رات بھر فوجی پہرہ رہتا تھا۔ اور فوج گرد آوری کرتی رہتی تھی۔ عشا کے بعد جو کوئی اپنے مکان کے باہر پایا جاتا قتل کر ڈالا جاتا۔ لوگ اپنا مال و اسباب کشتیون پر لادو لاد کے واسط اور حلوان لئے جاتے تھے۔ غرض ایک قیامت بپا تھی۔

ہیت پر قرامطہ کی ناکامی

اب قرامطہ شہر ہیت کی طرف بڑھے۔ مقتدر نے سعید بن حمدان اور ہارون بن غریب کو تھوڑے لشکر کے ساتھ وہان پہلے ہی سے بھیج رکھا تھا۔ قرامطہ سے اور شاہی لشکر سے مقابلہ ہوا۔ اور قرامطہ نے شہر پناہ پر یورش شروع کی۔ مگر یہان اُن کے بہت سے آدمی کٹ گئے۔ اور شہر پر زور نہ چلا تب مجبوراً واپس چلے گئے۔ قرامطہ کی اس ناکامی کی خبر جب بغداد مین پہونچی ہے تب لوگون کو ذرا اطمینان ہوا ہے۔

قرامطہ والیہ مین

یہ تمام واقعات ۳۱۵ھ مین گذرے۔ ۳۱۶ھ مین ابو طاہر قرمطی انبار چھوڑ کے فرات مین براہ دریا سفر کر کے مقام والیہ مین پہونچا۔ اور جب مونس نے سنا کہ وہ انبار سے چلا گیا تو بغداد مین واپس آیا۔ قرامطہ نے والیہ مین جا کے دیکھا تو وہان کچھ نہ پایا۔ وہان کے بہت سے لوگون کو قتل کر کے آگے بڑھے۔

رحبہ مین

اور ۸ محرم کو شہر رحبہ مین پہونچے رحبہ والے لڑے اور مزاحمت کی مگر مقابلہ مین تاب نہ لا سکے۔ اور قرامطہ نے آبادی مین گھس کے قتل عام کیا۔ اس کی خبرین آئین تو اُن کی

رد کی مقام کے لئے پھر مونس شہر رقہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ وہ صفر کے مہینہ مین چلا اور موصل ہوتا ہوا رقہ پہونچا۔

الجزیرہ مین

ابو طاہر نے رحبہ سے اپنا لشکر روانہ کیا جس نے علاقہ الجزیرہ کے بدویون مین قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ اور اُنھین ایسا لوٹا مارا کہ ہر طرف اُس کی دھاک بیٹھ گئی۔ اور بدویون نے مجبور ہو کے اُس سے وعدہ کر لیا کہ ہم لوگ فی نفر ایک دینار کے حساب سے آپ کو جزیہ دیا کرین گے جو آپ کے پاس ہجر مین پہونچا کرے گا۔ اب ابو طاہر

رقہ مین

رحبہ سے کوچ کر کے رقہ مین آیا۔ اور اُس کے لوگون نے رقہ کی بیرونی آبادی مین تیس آدمیون کو قتل کیا۔ لیکن رقہ والون نے نکل کے بیرونی آبادی کی مدد کی۔ اور متواتر تین دن تک لڑائی ہوتی رہی جس مین

یہان اُن کی شکست

بہت سے قرامطہ مارے گئے۔ اور مجبوراً اُنھین آخر ربیع الثانی مین یہان سے واپس جانا پڑا۔ اس کے بعد قرامطہ نے اپنا ایک لشکر راس عین کفر توثا پر روانہ کیا۔ وہان والون نے اُن سے امان مانگی جنھین

سنجار مین

امان دے کے قرامطہ سنجار چلے گئے۔ اور وہان کے کوہستان مین جو آبادی ملی اُسے لوٹ لیا۔ اور سنجار پر حملہ آور ہوئے۔ سنجار والون نے بھی اُن سے امان مانگی۔ اور اُن پر بھی رحم کیا گیا۔

مونس موصل مین تھا کہ اُسے خبر ملی قرامطہ رقہ پر حملہ آور ہین۔ وہ فوراً کوچ کر کے جلدی جلدی سفر کرتا ہوا رقہ پہونچا تو معلوم ہوا کہ اہل رقہ نے خود ہی جان پر کھیل کے اُنھین واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ اب قرامطہ سب طرف لوٹ مار کے واپس جا رہے تھے۔ واپسی مین اُنھون نے ہیت پر حملہ کیا۔ مگر اہل ہیت نے اپنی شہر پناہ ایسی مضبوط بنا لی تھی کہ قرامطہ کا کچھ زور نہ چلا۔ مقابلہ کر کے ناکام کوفہ کی طرف واپس گئے۔ بغداد مین اس کی خبر آئی تو نصر ابن حاجب وغیرہ کوفہ کی حفاظت کو روانہ

قصر ہبیرہ مین

کئے گئے۔ قرامطہ کے سوارون نے کوفہ کے عوض مقام قصر ابن ہبیرہ پر حملہ کیا اور وہان کے بہت سے لوگون کو قتل کر ڈالا۔ نصر بن حاجب

راستہ ہی مین تھا کہ اُسے بڑی شدت سے بخار آگیا۔ مگر اس کی پروا نہ کی اور آگے بڑھا۔ لیکن جب ابوطاہر قرمطی کے لشکر کے قریب پہونچا تو اُس کی یہ حالت تھی کہ صاحب فراش تھا اور جگہ سے حرکت نہ کرسکتا تھا۔ مجبوراً اُس نے احمد بن کیغلغ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اس کے بعد ابن حاجب کی زبان بند ہو گئی۔ لوگون نے حالت غیر دیکھی تو بغداد واپس لے گئے مگر راستہ ہی مین اس کا انتقال ہوگیا۔ لیکن اب قرامطہ نے بھی کوئی حملہ نہین کیا۔ اپنے صحرائی راستہ سے واپس چلے گئے۔ اور لشکر جو ابن حاجب کے ساتھ اُن کے مقابلہ کو گیا ہوا تھا واپس آیا۔

قرامطہ کی واپسی

جن دنون قرامطہ انبار مین اُترے ہوئے تھے اور بغداد مین لوگون کو اُن کی دہشت سے راتون کو نیند نہ آتی تھی اُنھین دنون کا واقعہ ہے کہ ایک دن خلافت کے مدارالمہام اور وزیر اعظم علی بن عیسیٰ کے پاس ایک شخص نے آکے کہا "میرے پڑوس مین ایک شیرازی شخص رہتا ہے جو قرمطی ہے۔ وہ یہان کی خبرین لکھ لکھ کے ابوطاہر کے پاس بھیجا کرتا ہے"۔ ابوعیسیٰ نے اُس شخص کو پکڑوا بلایا اور اُس کا اظہار لیا تو اُس نے اعتراف کیا کہ "ہان مین قرمطی ہون۔ مین نے جب تک تحقیق نہین کرلیا کہ ابوطاہر حق پر ہے اُس کی رفاقت نہین اختیار کی۔ اور اس کا بھی مجھے یقین ہوگیا کہ تم اور تمھارا خلیفہ دونون کافر ہین۔ جس چیز کے لینے کا تمھین حق نہین لیا کرتے ہو۔ اور ضرور ہے کہ خدا کی زمین پر کوئی ایسا شخص ہو جو حجۃ اللہ ہو۔ اور ہمارے امام مہدی محمد بن فلان بن فلان بن محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادقؑ ہین جو ارض مغرب مین ہین۔ اور ہم لوگ اثنا عشری شیعون کے مثل نہین ہین جو اپنی جہالت سے کہتے ہین کہ اُن کے ایک امام ہین جن کا وہ انتظار کر رہے ہین۔ کوئی کہتا ہے کہ مین نے اُن امام کو دیکھا ہے کوئی کہتا ہے مین نے اُن کی گفتگو سنی ہے۔ اور پھر باہم ایک دوسرے کی تکذیب کیا کرتے ہین۔ ہمارے امام عالم آشکارا موجود ہین"۔ یہ بیان سُن کے وزیر علی بن عیسیٰ نے کہا "تم تو ہمارے

خاص بغداد مین ایک قرمطی

اُس کی آزاد و بیباکی

شہر اور لشکر مین رہ چکے ہو بتاؤ یہان کے لوگون مین سے کون کون تمھارا ہم عقیدہ ہے" اس کے جواب مین اُس نے کہا "ابھی عقل پر تم وزارت کرتے ہو؟ مجھ سے امید رکھتے ہو کہ مومنین کی ایک جماعت کو کافرون کے ہاتھ مین دے دون گا کہ اُنھین پکڑ کے قتل کرین یہ ممکن نہین؟" تب وزیر نے اُسے خوب پٹوایا۔ اور اُس کا کھانا پانی روک دیا۔ اُسی عذاب مین اُس نے گرفتاری کے تیسرے دن جان دی۔

عراق مین کثرت قرامطہ

اب ابو طاہر قرمطی تو چلا گیا مگر اُس نے ان مذکورہ حملون مین ایسا زور و شور ظاہر کیا اور اپنی ایسی زبردست قوت ثابت کر دی کہ ارض عراق مین جتنے قرمطی تھے اور خلافت کے خوف سے اپنے عقائد کو چھپاتے تھے کھل گئے۔ اور اپنے مذہب کو علانیہ ظاہر کرنے لگے چنانچہ حوالی واسط مین دس ہزار سے زیادہ قرامطہ پیدا ہو گئے جنھون نے حُریث مین مسعود نام ایک شخص کو اپنا سردار بنا لیا۔ علیٰ ہذا القیاس عین التمر اور اُس کے حوالی مین ایک دوسرا گروہ نمودار ہوا جنھون نے عیسی بن موسی نام ایک شخص کو اپنا امیر بنایا۔ اور یہ سب مہدی اسمٰعیلی کی پیروی کی طرف لوگون کو بلاتے تھے جس نے ارض افریقیہ مین چند ہی روز ہوئے ظہور کیا تھا۔ اور خلافت بنی فاطمہ مصر کی بنیاد ڈال دی تھی۔ گو ابھی تک مصر پر اُس کا تسلط نہین ہونے پایا تھا۔

اُن کی یورش

عیسی بن موسی نے اپنی جماعت کے ساتھ کوفہ پر چڑھائی کی۔ شہر کے باہر جا کے اُترا۔ سرکاری حکام کی حکومت اُٹھا دی۔ اور خراج وصول کر لیا۔ اسی طرح حریث بن مسعود نے اُس علاقہ کا رُخ کیا جو موفق کی جاگیر مین تھا۔ وہان اُس کے لئے ایک قصر بنوایا جس کا نام دار الہجرہ رکھا۔ اور کل اطراف و جوانب پر قابض و متصرف ہو گیا۔ مگر باوجود قابض ہو جانے کے ان لوگون کی یہ حالت تھی کہ چارون طرف جا جا کے لوٹتے قتل و قمع کرتے۔ اور رعایا کو پکڑ پکڑ کے لونڈی غلام بنا لیتے

اُن کی سرکو

واسط مین تو اس ہنگامہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی نفیس جو وہان اثر و قوت

رکھتے تھے مقابلہ کو اُٹھ کھڑے ہوئے اور عیسی بن موسیٰ کو شکست دے کے بھگا دیا۔ اب خلیفہ مقتدر نے حریث بن مسعود کے مقابلہ پر ہرون بن غریب کو اور عیسی بن موسیٰ کے مقابلہ پر صافی بصری کو روانہ کیا۔ مگر یہ قرامطہ ابو طاہر کے ہمراہی اور تلبیث کے جان باز بہادر نہ تھے دونوں نے عساکر خلافت سے سخت شکستین کھائین۔ بہت سے مارے گئے۔ بہت سے گرفتار ہوئے۔ اور باقی ماندہ نے بھاگ کے جانین بچائین۔ ان لڑائیون مین قرامطہ کے جھنڈے بھی چھین لیے گئے جو خلافت عباسیہ کے سیاہ جھنڈون کے خلاف سفید تھے۔ اور اُن پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی "وَنُرِيدُ اَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ" (ہم چاہتے ہین کہ جن لوگون کو لوگون نے دنیا مین ضعیف بنا دیا ہے ان پر احسان کرین انھین امام بنائین اور انھین کو وارث قرار دین۔) یہ جھنڈے سرنگون بغداد مین لائے گئے۔ اور علاقۂ سواد مین قرامطہ کی قوت ٹوٹ گئی۔

اس کے بعد ۳۱۷ھ آیا۔ اور اس سال ابو طاہر قرمطی نے اسلام کی جیسی توہین و بے حرمتی کی ہے نہ اِس سے پہلے ہوئی تھی۔ اور نہ آج تک اُس کے بعد ہوئی ہے۔ اور قرامطہ کی انھین کارروائیون سے شک ہوتا ہے کہ حقیقت مین یہ لوگ مسلمان بھی تھے یا نہین۔ اِس سال حجاج کے قافلہ کے ساتھ منصور خود گیا تھا۔ راستہ بھر تو یہ لوگ اطمینان سے چلے گئے۔ اور کسی بات کا اندیشہ نہ ہوا۔ مگر جب مکہ پہونچ گئے اور حج شروع ہو گیا تو یوم ترویہ کو یکایک ابو طاہر قرمطی ایک بلائے ناگہانی کی طرح آ پہونچا۔ اُس نے آتے ہی حاجیون کو لوٹ لیا۔ اور اُن کو بے روک ٹوک قتل کرنے لگا۔ یہان تک کہ حدود حرم اور خاص خانۂ کعبہ کے اندر گھس گھس کے قتل کیا۔ اس کے بعد خانہ کعبہ سے حجر اسود کو کھود کے اپنے شہر ہجر مین بھیج دیا۔ خانۂ کعبہ کی یہ توہین دیکھ کے امیر مکہ ابن محلب شرفائے حجاز کی ایک جماعت کو

کعبہ کی بے حرمتی

ساتھ ابو طاہر کے پاس آیا۔ اور کہا "ہم لوگون کا جو مال و اسباب آپ نے لیا ہے ہمین واپس دیجئے۔ اور جب ابو طاہر نے سماعت نہ کی تو ابن محلب نے لڑائی ٹھان دی۔ مگر یہ چند لوگ کیا کر سکتے تھے و سب کے سب قرامطہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اب ان لوگون پر غلبہ پا کے ابو طاہر نے حرم کعبہ کی بے حرمتی کرنے پر اور زیادہ کمر باندھی خانۂ کعبہ کا دروازہ اُکھڑوا لیا۔ اور ایک شخص کو سقف کعبہ پر چڑھایا کہ میزاب (پرنالے) کو بھی اُکھاڑ لائے مگر وہ شخص حسن اتفاق سے سقف کعبہ پر سے اس طرح گرا کہ اُسی وقت مر گیا۔ ابو طاہر نے مقتولین مکہ کی لاشین چاہِ زمزم مین پھنکوا دین۔ اور جب کنواں لبریز ہو گیا تو باقی کو بے غسل و کفن جس جگہ مارے گئے تھے وہین مسجد کعبہ کے اندر گڑوا دیا۔ اس کے بعد اُس نے غلاف کعبہ کو لوٹ کے اپنے لوگون مین بانٹ دیا۔ پھر اہل مکہ کے کل مکانات لوٹ لئے۔ اور اپنے وطن کی راہ لی۔

مہدی فاطمی کی برہمی

ان واقعات کی خبر جب ابو محمد عبید اللہ مہدی کو افریقہ مین پہونچی تو کانپ گیا۔ ان لوگون کے حرکات کو اس نے بہت بری نظر سے دیکھا۔ خط مین اُسے بہت کچھ لعنت ملامت کی۔ اور لکھا "تو نے اپنے افعال سے ہمارے شیعون اور ہماری دولت کے داعیون پر کفر و الحاد کا لفظ صادق کرا دیا۔ اور اگر تو اہل مکہ اور دیگر حاجیون کے مال و اسباب کو واپس نہ کر دے گا۔ حجر اسود کو پھر اُس کی جگہ پر نہ پہونچا دے گا۔ اور غلاف کعبہ کو پھر کعبہ پر نہ ڈال دے گا تو مین دنیا و آخرت مین تجھ سے بری ہون"

عبید اللہ مہدی کی اس لعنت ملامت کا ایسا اثر ہوا کہ اس کے بعد پانچ سال تک قرامطہ مین خاموشی رہی۔ اور ابو طاہر کی ذات سے کوئی ایسا ہنگامہ نہین ظاہر ہوا جو قابل ذکر ہو۔

خلافت عباسی کے انقلابات

اس مدت کے اندر سنہ ۳۲۰ھ مین خلیفۂ مقتدر عباسی قتل کیا گیا۔ اور القاہر باللہ نے سریر خلافت پر قدم رکھا۔ پھر ۳۲۲ھ مین القاہر تخت سے اُتار اگیا اور الراضی باللہ خلافت عباسیہ کا وارث ہوا۔ اس کے دربار مین

محمد بن یاقوت حاجب یا عرض بیگی کی معزز خدمت پر ممتاز تھا۔ اسی ابن یاقوت نے تقرر کے پہلے ہی سال ابو طاہر قرمطی کے پاس ایک ایلچی بھیجا۔ اور اس بات کا پیام دیا کہ "تم امیر المومنین الراضی باللہ کی اطاعت قبول کروگے تو جو ملک تمھارے قبضہ مین ہے وہ خلافت کی طرف سے بھی تمھارے قبضہ مین رکھا جائے گا۔ اور یہی نہین اس کے بعد اور جن شہرون کو تم چاہوگے وہ بھی تمھین دے دیئے جائین گے۔ اور تمھاری ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے گا۔ علاوہ برین تم سے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ حاجیون سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کروگے۔ اور حجر اسود کو مکہ مین پہونچا کے وہین نصب کردوگے جہان تھا"۔ اس کے جواب مین ابو طاہر نے لکھا کہ "اب مین حاجیون سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کرون گا۔ اور میری ہاتھ سے اب اُنھین کوئی ضرر نہ پہونچے گا"۔ مگر حجر اسود کے واپس بھیجنے سے انکار کیا۔ اس کے ساتھ یہ درخواست کی کہ بصرے سے میرے یہان رسد پہونچنے کا راستہ کھول دیا جائے تو مین قلمرو ہجر مین خلیفہ کا خطبہ جاری کردون گا۔ چنانچہ اس مراسلت کے باعث اس سال حاجیون نے بڑے اطمینان سے حج کیا۔ اور بغیر اس کے کہ قرامطہ کی طرف سے کوئی چھیڑ چھاڑ ہو یا اُن کا اندیشہ ہو حج کر کے اپنے گھرون کو واپس آ گئے۔

قرامطہ کی استمالت

اُن کا جواب

لیکن اس سال راضی کے خلیفہ ہونے اور اس معاہدہ کی تکمیل سے پہلے ایک اور واقعہ بھی پیش آیا تھا جس سے قرامطہ کو کسی حد تک نقصان پہونچا۔ وہ یہ کہ ابو طاہر کے کچھ رفقا کشتیون پر سوار ہو کے شہر توج کے اطراف مین پہونچے۔ اور کشتیان چھوڑ کے خشکی پر گئے۔ وہان کے حاکم کو اُن کی اس نقل و حرکت کی اطلاع مل گئی تھی جیسے ہی یہ لوگ کشتیون سے ذرا فاصلہ پر گئے اُس نے اپنے آدمی بھیج کے کشتیان جلوا دین۔ اور خود اُن پر بلائے ناگہانی کی طرح جا پڑا۔ قرامطہ مقابلہ کی تاب نہ لائے۔ بہت سے مارے گئے۔ اور بہت سے گرفتار کر کے بغداد مین لائے گئے جن مین قرامطہ کا بڑا مشہور داعی ابن عمر بھی تھا۔ مگر اُن دنون خلیفہ القاہر کے

[ن] کی ایک ناکامی

تخت سے اُتارنے کی ایسی سازشین ہو رہی تھین کہ بعض سازشون
کے طفیل مین ان قرمطی اسیرون کو آزادی مل گئی۔

ہجر کے قبلہ بنانے کی کوشش

قرامطہ نے لوٹ مار کی جو آفت مچا رکھی تھی وہ تو تھی ہی سب سے بڑی
خرابی یہ تھی کہ ابو طاہر چاہتا تھا جو دینی مرجعیت دنیائے اسلام مین مکہ کو حاصل
ہے اُس کے شہر ہجر کو حاصل ہو جائے۔ اور جو وقعت خانۂ کعبہ کو نصیب ہے
اُس کے بنائے ہوئے گھر دار الہجرۃ مین پیدا ہو جائے۔ اور اسی لئے
اُس نے حجر اسود کو کعبہ سے لا کے اپنے دار الہجرۃ مین رکھا۔ مگر اُس
مذہب پر غالب آنا آسان نہ تھا جو ساری دنیا مین خلوص و پاکبازی کے ساتھ
پھیلایا جا چکا تھا۔ چاہتا تھا کہ حجاج کے قافلے بجائے کعبہ کے اُس کے شہر
ہجر کی طرف روانہ ہون۔ مگر کسی نے رُخ نہ کیا۔ حجر اسود کے نہ ہونے پر بھی
اُسی طرح قافلہ ہائے حجاج مکہ کو جاتے رہے۔ چند روز تو معاہدے اور
عبید اللہ مہدی کے لکھنے کی وجہ سے رُکا رہا مگر آخر صبر نہ ہو سکا اور ۳۲۳ھ
کے خاتمہ پر عراق سے جانے والے حاجیون پر جا ہی پڑا۔ ذی قعدہ کی بارھوین

ہجر حاجیون پر حملہ

تاریخ تھی اور قافلہ حجاج شہر قادسیہ تک پہونچا تھا کہ ابو طاہر آ پہونچا۔ خلافت
کی طرف سے جو لوگ کہ قافلے کے ساتھ تھے وہ لڑنے کو تیار ہو گئے۔ اور
حاجیون نے بھی جان بچانے کے لئے اُن کی رفاقت کی۔ اور آخر کو جب
دیکھا کہ قرامطہ سے عہدہ برآ ہونا دشوار ہے تو قادسیہ مین بھاگ کے پناہ گزین
ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کے کوفہ مین جو سادات فاطمی و علوی آباد تھے اُن کی
ایک جماعت ابو طاہر کے پاس گئی۔ اور اُس سے درخواست کی کہ حاجیون سے
نہ بولو۔ ابو طاہر نے اُن کی سفارش مان لی۔ حجاج کے قتل سے ہاتھ روکا
مگر ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی کہ یہ لوگ بغداد کو واپس چلے جائین۔ ہم انھین
مکہ نہ جانے دین گے۔ مجبوراً بیچارے واپس آئے۔ اور اہل عراق مین
سے کسی کو اس سال حج کرنا نہ نصیب ہوا۔ حجاج کی واپسی کے بعد ابو طاہر
چند روز کوفہ مین مقیم رہا۔ اور پھر اپنے شہر کو واپس چلا گیا۔

اب ابو طاہر کا زور و شور سست پڑ گیا تھا۔ دو سال کی خموشی کے بعد

قرامطہ میں پھوٹ

یکایک اُن مین باہمی اختلاف پیدا ہوا۔ اور اُن کی حالت دگرگون ہونے لگی۔ اس اختلاف کی بنیاد یون پڑی کہ ابن سنبر نام اُن مین ایک شخص تھا جو ابو سعید قرمطی کے مخصوصین اور رازدارون مین تھا۔ قرامطہ ہی مین اس ابن سنبر کا ایک دشمن پیدا ہوا جس کا نام ابوحفص شریک تھا۔ اُس کا فتنہ دور کرنے کے لئے ابن سنبر نے ایک اصفہانی نشراد قرمطی سے کہا مین تمھین قرامطہ کا سردار بنا دون گا مگر شرط یہ ہے کہ تم میرے دشمن ابوحفص کو قتل کر ڈالو۔ اصفہانی نے یہ شرط قبول کر لی۔ اور اندر ہی اندر کھچڑی پک گئی۔ اس قرارداد کے بعد ابن سنبر نے ابوطاہر کی تمام راز کی باتین اس اصفہانی شخص پر ظاہر کر دین۔ اور جس امام کی طرف یہ لوگ لوگون کو بلاتے تھے اس کے علامات و آثار جو قرامطہ مین سمجھے جاتے تھے وہ بھی بتا دیئے۔ اُس اصفہانی نے اس راز سے واقف ہونے کے بعد کیا حرکت کی کہ خود ابوطاہر کے سامنے جا کے وہ نشانیان ظاہر کین۔ ابوطاہر نے دیکھتے ہی کہا "یہی شخص ہمارا امام ہے"! اور اس کے بعد سے تمام قرامطہ اس اصفہانی کے مطیع فرمان بن گئے۔ اور اُس پر ایمان لے آئے۔ اب اُس کی یہ حالت تھی کہ اگر کسی شخص کو حکم دیتا کہ اپنے سگے بھائی کو قتل کر ڈالے تو وہ بلا تامل قتل کر ڈالتا۔

اس کے چند روز بعد ابوطاہر کو خفیہ طور پر معلوم ہوا کہ یہ اصفہانی شخص چاہتا ہے کہ اُسے قتل کر کے حکومت و سلطنت مین تنہا رہ جائے اور کوئی دوسرا اُس کا شریک نہ باقی رہے۔ لہذا اب ابوطاہر نے یہ کہنا شروع کیا کہ "ہمین نے امام کے پہچاننے مین غلطی کی۔ یہ اصفہانی شخص امام نہین۔ اور عنقریب مین اُس کی حالت عالم آشکارا کر دون گا"۔ اصفہانی کا معمول تھا کہ جب کسی شخص سے اُسے نفرت ہوتی تو کہتا کہ "یہ مریض ہے" اور اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اس کی دینداری مین شک ہے۔ اور مریض بتا کے اُسے قتل کر ڈالتا۔ اب ابوطاہر کی سازش سے یہ ہوا کہ لوگون نے ایک شخص کا نام لے کے اصفہانی سے کہا "یہ شخص مریض ہے"۔ مگر جس

شخص کا نام لیا تھا اُس کے عوض اُس کی مان کو ایک لنگی مین لپیٹ کے سامنے لٹا دیا۔ اصفہانی نے معمول کے مطابق کہا ”یہ مریض اچھا نہ ہوگا۔ اسے قتل کر ڈالو۔“ یہ حکم سنتے ہی لوگون نے کہا ”تم جھوٹے ہو۔ یہ وہ شخص ہی نہین یہ تو اُس کی مان ہے۔“ اور یون اس کی طرف سے بدعقیدہ ہو کے سب نے فوراً اسے قتل کر ڈالا۔ اس شخص نے اس سے پہلے اپنے ادّعای امامت کے زمانے مین بہت سے قرامطہ کو قتل کرا دیا تھا۔ مگر اب آخر مین اُسی کی جان لی گئی۔ یہ ایک ایسا فتنہ تھا جس کی وجہ سے قرامطہ کو بہت دنون تک کسی شہر پر حملہ کرنے اور تاخت و تاراج کا موقع نہین ملا۔ اس لئے کہ خود اپنی آفت مین پھنسے ہوئے تھے۔

ابو طاہر کی موت

قرامطہ مین یہ ایسے اندرونی جھگڑے پیدا ہو گئے تھے کہ پھر ابو طاہر کو کسی شہر پر حملہ کرنا نہین نصیب ہوا یہان تک کہ ۳۳۲ھ کے ماہ مبارک رمضان مین وہ چیچک کے مرض مین مبتلا ہو کے مرگیا۔ اور اپنے تین بھائیون کو یادگار چھوڑ گیا۔ ان تین مین سے دو یعنی ابو القاسم سعید بن حسن جو بڑا تھا اور ابو العباس مفضل بن حسن تو ہم رائے اور ابو طاہر کے مذاق و خیال کے مطابق تھے۔ مگر تیسرا بھائی ان دونون سے الگ ہی الگ تھا۔ اور مے کشی اور رقص و سرود مین مشغول رہتا۔[۵]

حجر اسود پھر مکہ مین

ابو طاہر قرمطی کے مرنے کے سات برس بعد سنبر بن حسین قرمطی ۱۰ ذوالحجہ کو خاص یوم النحر یعنے عید الضحیٰ کے دن ۳۳۹ھ مین حجر اسود کو لے کے مکۂ معظمہ مین آیا۔ اور جہان وہ پہلے نصب تھا پھر نصب کر دیا گیا ہم بیان کر آئے ہین کہ عبید اللہ مہدی نے جسے ابو طاہر نے اپنا امام تسلیم کیا تھا اُسے مکہ پر ظلم و جور کرنے اور حرم کی بے حرمتی پر لعنت ملامت لکھی تھی۔ لکھا تھا کہ حجر اسود کو کعبہ مین واپس کرو ورنہ مین تم سے بری ہون۔ مگر قرامطہ نے اُس کے لکھنے کی پروانہ کی۔ پھر عبید اللہ مہدی کے بعد جب منصور بن القاسم بن المہدی امامت اسماعیلیہ کا وارث ہوا تو اُس نے ابو طاہر کی

[۵] یہان تک قرامطہ کے کل حالات ابن اثیر سے لئے گئے ہین ۱۲

کہا "امیر المومنین کی خدمت مین عرض کرنا کہ اگر یہ پیام پہلے آیا ہوتا تو مین فوراً سر اطاعت جھکا دیتا۔ مگر اب ممکن نہین" اور یہ کہہ کے مصر کی فوج کی میسرہ پر حملہ کیا۔ لوگون کو شکست دے دی۔ اور بہت سے بہادرون کو قتل کر ڈالا۔ العزیز یہ دیکھ کے ایسا جوش مین آیا کہ قلب فوج سے نکل کے اپنے میمنہ مین گیا۔ اور قرامطہ پر حملہ کا حکم دیا۔ اس شاہی للکار سے مصریون نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ قرامطہ کو شکست ہوگئی۔ ساتھ ہی افتگین کے ساتھیون
کے بھی قدم اکھڑ گئے۔ اور سب نے راہ فرار اختیار کی۔ اب مغربی جوانون قرامطہ کی شکست
نے مفرورین کو بے روک قتل کرنا شروع کیا۔ اور تقریباً بیس ہزار آدمی مار ڈالے گئے

فتح کے بعد العزیز بامسد خیمہ مین جا کے ٹھہرا۔ لوگ مفرور دشمنون کو
پکڑ پکڑ کے اس کے سامنے لاتے تھے اور وہ اس شخص کو جو کسی کو زندہ پکڑ لائے العزیز کا سلوک اسیرون کے ساتھ
خلعت دیتا تھا۔ ساتھ ہی اشتہار دے دیا کہ جو کوئی افتگین کو زندہ گرفتار کرے گا اسے ایک لاکھ دینار انعام مین ملین گے۔ ادھر افتگین پر اس شکست کے بعد یہ گزری کہ تشنگی سے بے تاب چلا جاتا تھا کہ مفرج بن دغفل طائی سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ اس سے پرانی دوستی تھی افتگین نے پانی مانگا۔ مفرج نے پانی پلایا اور اطمینان دلا کے اپنے گھر لے گیا۔ وہان اسے قدر و منزلت سے رکھا اور خود چپکے سے جا کے العزیز سے ملا۔ اور اسے اطلاع دی کہ افتگین گرفتار ہوگیا۔ العزیز نے فوراً ایک لاکھ دینار اس کے حوالے کر دیئے۔ اور چند آدمی ساتھ کئے کہ افتگین کو لے آئین۔ افتگین کو اپنی گرفتاری کا حال کھلا تو زندگی سے مایوس ہوگیا۔ اور گو یقین تھا کہ العزیز کے سامنے پہونچتے ہی قتل کیا جائے گا۔ مگر جبراً و قہراً آگیا۔ مگر جب وہان جا کے
العزیز کے برتاؤ کو دیکھا تو متحیر ہوگیا۔ کیونکہ نہایت تعظیم و تکریم سے ہاتھون افتگین سے العزیز کا سلوک
ہاتھ لیا گیا۔ اس کے لئے خیمے کھڑے کئے گئے۔ اور تمام خدام جو اس کے پاس تھے اسے دے دئے گئے۔ اور ایسے ایسے تحفے اور ہدیئے اسے عطا ہوئے کہ دنگ رہ گیا۔ پھر العزیز اسے اپنے ساتھ مصر لے گیا۔ اور اپنے مخصوص ترین عہدہ دارون مین شامل کیا۔

اور اُن سے خواہش کی کہ ہماری اطاعت کرو۔ چنانچہ اُن قبائل نے اُن کی اطاعت قبول کر لی۔ اور قسمین کھائین کہ ہم تمھارے ہمیشہ مطیع و منقاد رہین گے۔ ابوتغلب بن حمدان نے اسی سال قرامطۂ ہجر کے پاس بہت سے تحفے اور ہدیئے بھیجے جو پچاس ہزار درہم کی لاگت کے تھے۔

ابوطاہر کے بعد سے اس وقت تک اُس کے بھائی ہی قرامطہ کی سربراہی و سرداری کر رہے تھے۔ اس سال ابوطاہر کے بیٹے شاپور نے بھی ہاتھ پاؤن نکالے اور اپنے چچاؤن سے درخواست کی کہ حکومت اور فوج کی سرداری میرے ہاتھ مین دو۔ کیونکہ والد نے مجھی کو ولی عہد قرار دیا تھا۔ چچاؤن نے اس درخواست پر یہ عمل کیا کہ اُسے گرفتار کر لیا۔ اور کسی کو متعین کر دیا کہ قید خانہ مین اُسے مار ڈالے۔ وسط رمضان مین محبس سے اُس کا جنازہ نکلا۔ اور اِس کے ساتھ یہ ستم کہ تمام اعزّا کو حکم تھا کہ خبردار کوئی آنسو نہ بہائے۔ مرنے کے ایک ہفتہ بعد عزیزون کو رونے دھونے اور رسوم معمولی ادا کرنے کی اجازت دی گئی۔

شاپور ابن ابوطاہر

قرامطہ کی قوت تو اب گھٹ گئی تھی۔ مگر اُنھون نے پہلے سے کچھ ایسی دھاک بٹھا رکھی تھی کہ لوگون کو کسی نہ کسی حد تک اُن کا اثر ماننا ہی پڑتا تھا۔ اُن کے مقابلہ مین اب اسماعیلیہ مصر اور خلافت بنی فاطمہ کا زور بڑھتا جاتا تھا۔ وہان المعزلدین اللہ مسند خلافت پر جلوہ آرا تھا۔ اور شام کے تمام شہرون مین اُس کا خطبہ جاری تھا۔ مکۂ معظمہ مین البتہ ابھی تک المطیع للہ عباسی خلیفۂ بغداد کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مگر سنہ ۳۵۹ھ مین یہ نئی بدعت ہوئی کہ المطیع للہ کے خطبہ کے ساتھ مکہ مین قرامطۂ ہجر کا بھی خطبہ پڑھا گیا۔ اور مدینہ مین المعزلدین اللہ علوی کا۔

خلافت فاطمی کا مزاج۔

مکۂ معظمہ مین خطبہ پڑھے جانے ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرامطہ مین پھر گونہ قوت آ گئی تھی۔ چنانچہ دوسرے ہی برس سنہ ۳۶۰ھ مین قرامطہ کا زبردست لشکر ملک شام مین نمودار ہوا۔ اور چھوٹے پیمانے پر پھر اُسی پرانی ہیبت قرامطہ کی تصویر لوگون کی آنکھون کے سامنے پھر گئی۔ ارض شام ان

مکہ مین قرامطہ کا خطبہ

اسماعیلیہ و قرامطہ کا جھگڑا

دونون خلافت عباسیہ کے اثر سے نکل کے خلفائے بنی فاطمہ مغرب کے قبضہ مین آگئی تھی۔ چنانچہ گذرے ہی چار سال پہلے المعز لدین اللہ علوی کی جانب سے جعفر بن فلاح نامی ایک زبردست افسر فوج کے ساتھ شام پر حملہ آور ہو کے رملہ وغیرہ مختلف بلاد پر قابض ہو گیا تھا۔ یہ امر قرامطہ کو ناگوار گزرا۔ اگرچہ انھین خلفا کو بارہا اُنھون نے اپنا امام بتایا تھا۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ ملک پر قابض ہوئے جاتے ہین تو اُن کے دشمن ہو گئے اور لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ علی الخصوص اس وجہ سے کہ اس ملک سے اُنھین سالانہ تین لاکھ دینار خراج مل رہا تھا۔

اور لڑائی۔

الغرض حسین بن احمد بن بہرام قرمطی نے جو ان دنون قرامطہ پر حکمران تھا عزالدولہ بختیار کو جو عباسی دربار کے پالٹکس مین بہت کچھ درخور رکھتا تھا لکھا کہ ہم شام سے بنی فاطمہ کا اثر اٹھانے کو جاتے ہین تم اسلحہ وغیرہ سے ہماری مدد کرو۔ بختیار نے خیال کیا کہ یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیے۔ فوراً قرامطہ کی درخواست قبول کر لی۔ اور جب قرامطہ کا لشکر کوفہ مین پہونچا مطلوبہ سامان حرب پہونچا دیا گیا۔ اس طریقہ سے خوب مسلح ہو کے قرامطہ شام کی طرف چلے۔ جعفر بن فلاح کو خبر پہونچی تو اس نے حقارت سے کہا "اونھ میرا کیا کر لین گے۔" اس کے بعد وہ اطمینان سے غافل بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہان قرامطہ کے لشکر جرار نے پہونچ کے دمشق کے بیرونی شہر مین جعفر کو گھیر کے پکڑ لیا۔ پکڑتے ہی اُسے قتل کر ڈالا اور اُس کے مال و اسباب اور ساز و سامان کو اپنے قبضہ مین کر کے دمشق والون کو پناہ دے دی۔

مصر پر قرامطہ کی یورش

دمشق پر قبضہ کر کے قرامطہ رملہ کی طرف بڑھے۔ رملہ مین جو علوی سردار موجود تھے قرامطہ کی آمد سنتے ہی قلعۂ یافا مین جا کے پناہ گزین ہو گئے۔ قرامطہ نے جاتے ہی رملہ پر قبضہ کیا۔ کچھ فوج یافا کے محاصرے مین چھوڑ دی۔ اور جوش و خروش سے مصر کی طرف چلے۔ مصر کے لوگ بنی فاطمہ کی نئی سلطنت سے ناراض تھے ہی قرامطہ کا پہونچنا تھا کہ

عربون اور اخشید یون کا ایک بہت بڑا لشکر اُن کے ساتھ ہو گیا۔ اور سارے پیروان اخشید و کافور جو اپنی حکومت سے مایوس ہو چکے تھے سب قرامطہ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے۔ اِن لوگون نے مقام عین شمس مین جماؤ کیا۔ اُدھر سے علویون کا سپہ سالار جوہر اپنی فوج لے کے آیا اور میدان جنگ گرم ہونے لگے۔ کئی لڑائیان ہوئین۔ ہر مرتبہ قرامطہ ہی کی فتح ہوئی۔ اور آخر قرامطہ نے بڑی سختی سے جوہر اور اُس کی فوج والون کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن ایام محاصرہ مین ایک دن جوہر نے نکل کے قرامطہ کے میمنہ پر اس زور وشور سے حملہ کیا۔ مصری عرب وغیرہ جو اُس جانب سے شکست کھا کے بھاگے۔ تب جوہر قرامطہ کے وسط فوج پر جھک پڑا۔ اور انہین پسپا کر کے خیمہ وغیرہ لوٹ لئے۔ اس شکست نے قرامطہ کی قوت توڑ دی۔ اور وہ مصر سے واپس آ کے رملہ مین خیمہ زن ہوئے۔ یہان پہونچ کے اُنھون نے یافا کے محاصرے مین اور سختی کی۔ اور اُن کی رسد بالکل بند کر دی۔ جوہر نے محصورین یافا کی اعانت کے لئے بندرہ جہازون پر سوار کرا کے بہت سی فوج اور اُس کے ساتھ بہت سا غلہ روانہ کیا۔ تا کہ سمندر ہی کی طرف سے بندرگاہ یافا کو مدد پہونچا دی جائے۔ مگر قرامطہ کے پاس بھی جہاز موجود تھے اُنھون نے اپنے جہاز اُن جہازون کے مقابلہ مین بھیج دئیے جنھون نے راستہ ہی مین جوہر کے بھیجے ہوئے جہاز گھیر لئے اور سوا دو جہازون کے سب کو پکڑ لیا۔ وہ دو جہاز جو اُن کے ہاتھ سے بچے تھے وہ بھی واپس نہین جا سکے۔ کیونکہ وہ رومی جہازون کی گرفت مین آ گئے۔ مگر ہمین اس کے بعد پتہ نہین چلتا کہ یافا کے اس محاصرے کا کیا حشر ہوا۔ غالباً قرامطہ کو واپس آنا پڑا ہوگا۔

لیکن اس کے دو برس بعد المعز لدین اللہ نے ارض مغرب سے سفر کر کے خاص مصر کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا۔ اس وقت تک اُن خلفا کا مرکز حکومت مغرب اقصیٰ یعنے افریقہ کے بلاد تھے۔ اور اُن کے افسران فوج مصر و شام مین اُن کا سکہ بٹھا رہے تھے۔ اب خود المعز نے یہان آ کے سکونت اختیار کی تو خلافت بنی فاطمہ کا زور اور بڑھ گیا۔ مگر قرامطہ اس کے

لڑائیان

قرامطہ کی شکست

مصر دارالخلافہ بنی فاطمہ

متحمل نہ ہو سکتے تھے۔ چنانچہ معز کے ورود کے دوسرے ہی برس یعنے

پھر قرامطہ مصر پر

۳۶۳ھ میں حسین بن احمد بن بہرام ایک زبردست لشکر لے کے شہر احساء سے روانہ ہوا۔ اور برابر بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ خاص مصر پر پہونچ کے خود المعز کو محصور کر لیا۔

المعز نے لشکر قرامطہ کی آمد سنی تو حسین بن احمد قرمطی کو ایک خط بھیجا

المعز کا پیام

جس میں اپنی اور اپنے خاندان کی فضیلتیں ظاہر کیں اور لکھا کہ "ہماری تمھاری دونوں کی دعوت ایک ہی ہے۔ اور تم لوگ تو ہمارے اور ہمارے آباو اجداد ہی کے داعی رہے ہو۔ پھر اس لڑائی سے کیا حاصل" اس کے ساتھ اُسے بہت کچھ پند و نصیحت کی تھی۔ اور اس ارادہ سے روکا تھا۔ اس کے جواب میں حسین بن احمد کا جو خط آیا اُس کے الفاظ یہ تھے "آپ کا خط آیا جس میں بڑھ بڑھ کے باتیں تو بہت بنائی گئی ہیں مگر مطلب کی باتیں بہت کم ہیں۔ ہم خود ہی آکے اس کا جواب دیں گے۔ والسلام"

قرامطہ کی قوت

اب قرامطہ کا لشکر مصر پہونچ کے اُسی پرانی جگہ یعنے عین شمس میں اُترا۔ قرامطہ کے غولوں نے اطراف و جوانب میں جا جا کے لوٹ مار شروع کر دی۔ اور خود المعز کے لشکر سے بھی چھڑ گئی۔ حسب سابق پھر بدویوں اور مختلف عرب ساکنان مصر کی جماعتیں آ آکے قرامطہ کے ساتھ شریک ہونے لگیں۔ خصوصاً عربوں کی ایک جماعت کثیر آکے قرامطہ میں مل گئی جن میں شام کا امیر عرب حسان بن جراح طائی بھی تھا۔

المعز نے جب دیکھا کہ میرے خلاف ایک حشر برپا ہو گیا ہے تو بہت گھبرایا اس کے دل پر ان لوگوں کی اس قدر ہیبت بیٹھ گئی تھی کہ مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آخر اپنے وزرا و امرا سے مشورہ کیا کہ اب میں کیا کروں کوئی بات بنائے نہیں بنتی۔ صاحب الرائے لوگوں نے کہا ان سے لڑ کے عہدہ برآ ہونا دشوار

المعز کی سازش

ہے۔ اس آفت کے دور کرنے کی بہترین تدبیر یہ ہے کہ سازشیں کر کے ان کی جماعت میں پھوٹ ڈالی جائے اور یہ جادو ابن جراح پر چلایا جائے گا۔ یہ تدبیر المعز کو پسند آئی۔ اور اُس نے ابن جراح کو لکھ بھیجا کہ "تمھارا اور ان

قرامطہ کا کون ساتھ ؟ اگر تم میرا ساتھ دو تو میں تم کو ایک لاکھ دینار دوں گا۔
ابن الجراح فقرے میں آگیا۔ اور قسم کھائی کہ رقم موعودہ جب پہونچ لے گی
تو میں شکست کھا کے بھاگ کھڑا ہوں گا۔ اب اُس کے دینے کے لئے دینار
جمع کئے گئے۔ جب المعز کے سامنے آئے تو اُس نے کہا یہ تو بہت رقم ہے
پھر یہ کیا کہ پیتل کے بہت سے دینار بنوا کے اُن پر سونے کا ملمع کرا دیا۔ ایسی
کھوٹے دینار تو نیچے رکھے اور اوپر تھوڑے سے کھرے خالص سونے کے
دینار رکھ دئے اور اس وضع سے رقم ابن جراح کے پاس بھیج دی گئی۔
ابن جراح دیکھتے ہی مارے خوشی کے پھولا نہ سمایا اور کہلا بھیجا کہ "آپ
اپنے لشکر کے ساتھ فلاں تاریخ نکل کے حملہ کیجئے میں اور میرا لشکر فلاں جانب
ہو گا۔ ہم فوراً شکست کھا کے بھاگیں گے" معز نے ایسا ہی کیا۔ اور اُس کی
حملے کے ساتھ ہی ابن الجراح بھاگا۔ لیکن قرمطی نے اُس کے بھاگنے کو
حیرت سے دیکھا۔ مگر جوشِ شجاعت سے ذرا پروانہ کی۔ میدان میں قدم جما دیا
اور اپنے بہادروں کو اور زیادہ للکار کے لڑانے لگا۔ مگر شامی عربوں کے
بھاگنے سے المعز کی فوج کا حوصلہ اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اُنھوں نے قرامطہ
پر حملے کے بعد حملہ شروع کر دیا۔ ایک حملہ بے نتیجہ رہتا تو زور و شور سے دوسرا
حملہ کرتے۔ آخر قرامطہ کے بھی قدم اُکھڑ گئے۔ وہ شکست کھا کے بھاگے۔ قرامطہ کی شکست
اور تعاقب کرنے والوں نے اُنھیں قتل و اسیر کرنا شروع کیا۔ قرامطہ لشکرگاہ
میں جتنے لوگ ملے سب گرفتار کر لئے گئے۔ جن کی تعداد (۱۵۰۰) تھی۔ گرفتاری
کے بعد اُن سب کی گردنیں ماری گئیں۔ اُس کے بعد المعز نے اپنے ایک
سپہ سالار ابو محمد بن ابراہیم بن جعفر کو دس ہزار کی جمعیت سے قرامطہ کے
پیچھے روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں ملیں بلا تامل قتل کئے جائیں۔ مگر وہ میدان
چھوڑ کے بھاگے تو پھر کہیں نہ ٹھہرے سیدھے اپنے شہر احسا میں واپس
آئے۔ اور کہا کہ اس کا بدلہ پھر لیا جائے گا۔

دمشق پر المعز کا قبضہ
پھر جب المعز کو معلوم ہوا کہ حسین قرمطی ارض شام سے بھی بھاگ گیا
تو اپنے ایک دوسرے سپہ گر ظالم بن موہوب عقیلی کو والی دمشق بنا کے

روانہ کیا۔ دمشق میں اس وقت تک قرامطہ کی حکومت تھی۔ اور ابو الہیجار اور اُس کا بیٹا حسین قرمطی لکے لوگوں میں تھے دمشق پر قبضہ کئے ہوئے تھے۔ اور اُن کے ہمراہ اور بہت سے قرامطہ بھی موجود تھے۔ ظالم نے پہونچتے ہی ان سب کو گرفتار کرلیا۔ اُن کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ مگر اس بات کا دھڑکا لگا ہوا تھا کہ حسین قرمطی آجائے گا تو کیا ہوگا کہ سپہ سالار ابو محمود بن ابراہیم آگیا جس نے خبر دی کہ قرامطہ بھاگ کے احسا پہونچ گئے اور ایسی شکستہ حالی سے گئے ہیں کہ ایک مدت تک اُنھیں اس طرف رخ کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ یہ مژدہ سن کے ظالم اطمینان سے حکومت کرنے لگا۔ اور جتنے قرامطہ کو گرفتار کیا تھا سب مصر میں المعز کے پاس بھیج دیئے گئے اُنھیں میں ایک مشہور قرمطی نابلسی بھی تھا۔ جس کا قول تھا کہ "اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو اُن میں سے نو تیر مغربیوں (اسماعیلیوں) پر پھینکوں گا اور ایک رومیوں پر۔" المعز نے اُس سے کہا "واقعی تمھارا یہی قول ہے؟" اُس نے کہا "بے شک" المعز نے برانگیختہ ہوکے اُس کی کھال کھنچوالی۔ پھر اُس میں بھس بھروادیا۔ اور وہ بھس بھرا پتلا مصلوب کیا گیا۔

اہل دمشق پر ظلم

قرامطہ کے نکلنے کے بعد ظالم نے دمشق کی حکومت ایسی بُری طرح سے شروع کی اور اہل شام پر ایسے مظالم کئے کہ ہر طرف ناراضی پھیل گئی اسی زمانے میں ربیع الثانی ۳۶۵ھ میں مصر کا سریر آرائے امامت بدل گیا۔ المعز لدین اللہ نے انتقال کیا۔ اور العزیز باللہ نے عنان امامت و خلافت اپنے ہاتھ میں لی۔

العزیز باللہ

اتفاقاً اسی زمانے میں ارض عراق کا ایک معزز اور بہادر ترک جس کا نام الفتگین تھا وہاں کے صاحب اثر حکمران بختیار سے شکست کھاکے اپنے چند وابستگان دامن کے ساتھ ارض شام میں وارد ہوکے شہر حمص میں فروکش ہوگیا تھا۔ ظالم نے اُس کے مطیع کرنے کی کوشش کی تو اُس نے پروا نہ کی اور بڑھ کے خاص دمشق پر بھی قبضہ کرلیا۔ ظالم نے دوبارہ اُسے مغلوب کرنا چاہا۔ مگر اب بھی زور نہ چلا۔ تب خلافت اسماعیلیہ کی طرف کے سپہ سالار اعظم جوہر اُس کے مقابلہ کو آیا۔ اور دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ الفتگین کے پاس

الفتگین

دمشق پر اُس کا قبضہ

اطراف وجوانب کے تمام عرب جمع ہو گئے تھے اُنھون نے کہا "مغرب والون نے ہمین سخت پریشان کر رکھا ہے۔ ہم آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہین۔ آپ جیسے بہنے مقابلہ کر کے ملک کو اُن کے ظلم وجور سے بچائیے۔ اور اگر ضرورت ہو تو اپنا کوئی قاصد احسا رہین بھیج کے حسین بن احمد قرمطی اور اُس کے قرامطہ کو اپنی مدد کے لئے بلا لیجیے۔ وہ فوراً بڑی مستعدی سے آپ کی مدد کرین گے۔" الفتگین نے اس مشورہ پر عمل کر کے قرامطہ سے مراسلت کی۔ اور حسین بن احمد قرمطی زبردست لشکر کے ساتھ اُس کی مدد کو آپہونچا۔ سپہ سالار علویین جوہر نے قرامطہ کے آنے کی خبر سنی تو ڈرا کہ ایسا نہ ہو مین دونون جانب سے دو زبردست دشمنون مین گھر جاؤن۔ فوراً محاصرہ چھوڑ کے واپس گیا اور شہر رملہ مین قیام کیا۔ اور اپنے سامان اور رسد وغیرہ کو عسقلان کے قلعہ مین پہونچا دیا۔ اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ مضبوط مقام تھا۔

الفتگین کو قرامطہ کی کمک

اب حسین بن احمد قرمطی اور الفتگین بچاس ہزار بہادرون کی قوت سے جوہر کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے۔ اس حرکہ مین خاص بات یہ تھی کہ جیسا شریف النفس بہادر جوہر علویین کی فوج کا سردار تھا ویسا ہی سچا با اصول اور نیک نفس بہادر الفتگین بھی تھا جو اُس کے مقابلہ پر تھا۔ اہل شام کا یہ لشکر شہر رملہ کی آبادی سے تین فرسخ پر نہر طواحین کے کنارے اُترا۔ رملہ مین اسی ندی کا پانی پیا جاتا تھا۔ قرامطہ اور الفتگین اُس کے گھاٹ پر قابض ہو گئے تو جوہر کو بڑی مشکلون کا سامنا ہوا۔ چند روز تک تو اُس نے چھوٹے چھوٹے تالابون سے کام چلایا۔ مگر جب دیکھا کہ پانی کا قحط ہوا چاہتا ہے تو رملہ سے ہٹ کے عسقلان مین ہو رہا۔ اس کے پیچھے پیچھے الفتگین اور قرامطہ بھی عسقلان جا پہونچے۔ جوہر سے اپنی فوج کی کمی کے باعث اس کے سوا اور کوئی بات نہ بن پڑی کہ عسقلان مین قلعہ بند ہو کے بیٹھ رہا۔ اور اہل شام و قرامطہ نے چارون طرف سے محاصرہ کر لیا۔ اس محاصرہ نے طول کھینچا۔ اور محصورین کے پاس کھانے کو کچھ نہین باقی رہا۔ یہان تک کہ لوگ مُردار

رملہ میدان جنگ

اسماعیلی عسقلان مین

عسقلان کا محاصرہ اور قحط

کھانے لگے۔ اور پانچ رطل روٹی کی قیمت ایک اشرفی کو پہونچ گئی۔ اس پر خرابی یہ ہوئی کہ جاڑون کا موسم تھا اس لیئے براہ دریا مصر سے رسد لانے کا بھی انتظام نہ ہو سکتا تھا۔

جوہر نے ارادہ کیا کہ پہلے کی طرح اب کے بھی دشمنون مین پھوٹ ڈال کے کامیابی حاصل کرے۔ اور افتگین سے مراسلت شروع کی کہ تم قرامطہ کا کیا ساتھ دیتے ہو۔ ہمارے امیر المومنین کی اطاعت کرو گے تو اس قدر دولت تمھاری نذر کی جائے گی۔ مگر افتگین ابن الجراح نہ تھا۔ اُس نے ہر خط کا حال حسین بن احمد قرمطی سے بیان کر دیا۔ اور حسین بن احمد نے ہمیشہ یہ رائے دی کہ اگر یہ لوگ تمھارے قابو سے نکل گئے تو نہایت ہی بُرا سلوک کرین گے ان کے وعدون کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ اس مراسلت کا بھی کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ اور جوہر اور اُس کے ساتھیون کو موت کے سوا اور کسی انجام کی امید نہ باقی رہی۔ تب جوہر نے افتگین کو لکھا۔ ”اچھا تم نہین مانتے تو فلان مقام پر فلان وقت مجھ سے آکے ملو۔“ اس کو افتگین نے منظور کیا۔ وقت موعودہ

افتگین کی شریف النفسی

پر گیا۔ اور دونون سردار گھوڑون پر سوار قلعہ کے باہر ایک دوسرے سے ملے۔ جوہر نے کہا ”ہم تم دونون مسلمان ہین۔ اور اس فتنہ نے خونریزی کا بازار گرم کر رکھا ہے جس کا مواخذہ ہمارے سرون پر ہے۔ مین نے صلح و اتفاق کی کوشش مین کوئی بھی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا۔ اور آپ سے ہر طرح کے وعدے کیئے مگر آپ کسی بات کو نہین منظور کرتے۔ اب مین پھر کہتا ہون کہ ذرا سوچیئے اور اس امر مین پھر غور کیجیئے۔ شاید آپ کے دل مین صلاحیت آجائے۔“ افتگین نے جواب دیا ”مین خدا کی قسم راضی ہون۔ اور آپ کے عہد و پیمان پر وثوق رکھتا ہون۔ اور یہ بھی تسلیم کرتا ہون کہ آپ کی رائے صحیح ہے۔ لیکن اس کو کیا کرون کہ قرمطی نہین راضی ہوتا جسے آپ ہی کی بدولت مجھے اپنی مدد پر بلانا پڑا۔ اور اُس سے مین بیوفائی کرنا نہین چاہتا۔“ جوہر نے کہا ”یہ صورت ہے تو مین بھی اب آپ کی امانت داری پر بھروسا کر کے اپنا سچا سچا حال بیان کیئے دیتا ہون۔ اصل یہ ہے کہ اب ہم پر دنیا تنگ ہو گئی

ہے۔ تمام سپاہی فاقوں مر رہے ہیں۔ اور کسی میں لڑنے کی طاقت نہیں۔
آپ مجھ پر اور میرے ساتھی مسلمانوں پر اتنا احسان کیجئے کہ ہم سب اپنی
جانیں بچا کے یہاں سے چلے جائیں۔ اور اپنے آقا کے دربار میں پہونچ کے
آپ کے شکرگزار ہوں۔ اور آپ کا یہ احسان قیامت تک باقی رہے "
یہ حالات سن کے الفتگین کا دل پسیج گیا۔ اُس نے جوہر کی درخواست قبول
کی۔ اور حلف اُٹھائی کہ "آپ سے بدعہدی نہ کروں گا" اس کے بعد جوہر سے
رخصت ہو کے سیدھا حسین بن احمد قرمطی کے پاس گیا اور اُس سے ساری
کیفیت اور اپنے وعدے کا حال بیان کر دیا۔ حسین بن احمد نے کہا "تم نے
بڑی غلطی کی۔ جوہر بہادر بھی ہے صاحب رائے بھی ہے اور مکار بھی ہے
یہاں سے جاتے ہی ایسا زبردست لشکر لے کے آئے گا جس کے مقابلہ
کی ہم میں قوت نہ ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے عہد سے پھر جاؤ" الفتگین
بولا "یہ نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم میں اُس سے دغابازی نہ کروں گا۔"
اور اس کے ساتھ ہی جوہر اور اُس کی فوج کو واپس جانے کی اجازت دیدی۔

اُس کا شہر بغداد بربادؤ

جوہر مصر میں واپس گیا

جوہر نے مصر میں واپس جا کے العزیز باللہ کی خدمت میں تمام حالات
عرض کئے۔ اور کہا "اگر آپ ان کی مقابلہ کو تشریف لے چلنا چاہتے ہوں تو جلد ہی
کیجیئے۔ ورنہ وہ لوگ مملکت مصر کی سرحد میں داخل ہو جائیں گے" العزیز
فوراً لشکر جمع کر کے مقابلہ کو چلا۔ اور جوہر اُس کے مقدمۃ الجیش کا سردار
تھا۔ اُس کی روانگی کی خبر سن کے الفتگین اور قرامطہ پھر رملہ میں واپس آئے۔
اور ارادہ کیا کہ وہیں میدان جنگ گرم کریں گے۔ آخر العزیز بھی آ پہونچا۔
محرم ۳۶۸ھ میں دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئے۔
اور لڑائی شروع ہو گئی۔ پہلے ہی معرکہ آرائی میں الفتگین کی شجاعت و
جوانمردی کو دیکھ کے العزیز متحیر ہو گیا۔ اور عین لڑائی کے وقت اُسے
پیام دیا کہ "اگر تم میرے پاس چلے آؤ تو تمہیں ملکوں اور صوبوں کا والی
اور اپنے لشکر کا سپہ سالار بناؤں گا" یہ پیام سنتے ہی الفتگین نے دونوں لشکروں
کی صفوں کے درمیان گھوڑے سے اُتر کے زمین چومی۔ اور پیام لانے والے

العزیز کی لشکرکشی

الفتگین کی قدردانی

کہا "امیر المومنین کی خدمت مین عرض کرنا کہ اگر یہ پیام پہلے آیا ہوتا تو مین فوراً سر اطاعت جھکا دیتا۔ مگر اب ممکن نہین" اور یہ کہہ کے مصر کی فوج کی میسرہ پر حملہ کیا۔ لوگون کو شکست دے دی۔ اور بہت سے بہادرون کو قتل کر ڈالا۔ العزیز یہ دیکھ کے ایسا جوش مین آیا کہ قلب فوج سے نکل کے اپنے میمنہ مین گیا۔ اور قرامطہ پر حملہ کا حکم دیا۔ اس شاہی للکار سے مصریون نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ قرامطہ کو شکست ہو گئی۔ ساتھ ہی افتگین کے ساتھیون کے بھی قدم اُکھڑ گئے۔ اور سب نے راہ فرار اختیار کی۔ اب مغربی جوانون نے مفرورین کو بے روک قتل کرنا شروع کیا۔ اور تقریباً بیس ہزار آدمی مار ڈالے گئے۔

قرامطہ کی شکست

فتح کے بعد العزیز باصد خیمہ مین جا کے ٹھہرا۔ لوگ مفرور دشمنون کو پکڑ پکڑ کے اُس کے سامنے لاتے تھے اور وہ اُس شخص کو جو کسی کو زندہ پکڑ لائے خلعت دیتا تھا۔ ساتھ ہی اشتہار دے دیا کہ جو کوئی افتگین کو زندہ گرفتار کریگا اُسے ایک لاکھ دینار انعام مین ملین گے۔ اِدھر افتگین پر اس شکست کے بعد یہ گزری کہ تشنگی سے بے تاب چلا جاتا تھا کہ مفرج بن دغفل طائی سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ اُس سے پرانی دوستی تھی افتگین نے پانی مانگا۔ مفرج نے پانی پلایا اور اطمینان دلا کے اپنے گھر لے گیا۔ وہان اُسے قدر و منزلت سے رکھا اور خود چپکے سے جا کے العزیز سے ملا۔ اور اُسے اطلاع دی کہ افتگین گرفتار ہو گیا۔ العزیز نے فوراً ایک لاکھ دینار اُس کے حوالے کر دیئے۔ اور چند آدمی ساتھ کئے کہ افتگین کو لے آئین۔ افتگین کو اپنی گرفتاری کا حال کھلا تو زندگی سے مایوس ہو گیا۔ اور گو یقین تھا کہ العزیز کے سامنے پہنچتے ہی قتل کیا جائے گا۔ مگر جبراً و قہراً آ گیا۔ مگر جب وہان جا کے العزیز کے برتاؤ کو دیکھا تو متحیر ہو گیا۔ کیونکہ نہایت تعظیم و تکریم سے ہاتھون ہاتھ لیا گیا۔ اس کے لئے خیمے کھڑے کئے گئے۔ اور تمام خدام جو اُس کے پاس تھے اُسے دیئے گئے۔ اور ایسے ایسے تحفے اور ہدیئے اُسے عطا ہوئے کہ دنگ رہ گیا۔ پھر العزیز اُسے اپنے ساتھ مصر لے گیا۔ اور اپنے مخصوص ترین عہدہ دارون مین شامل کیا۔

العزیز کا سلوک اسیرون کے ساتھ

افتگین سے العزیز کا سلوک

حسن قرمطی بعد شکست

حسن بن احمد قرمطی کا یہ حال ہوا کہ شکست کھا کے بھاگتا ہوا طبریہ تک پہونچا تھا کہ العزیز کا قاصد ملا جس نے پیام دیا کہ ”امیر المومنین بلاتے ہین - اگر آپ چلین گے تو آپ کی افتگین سے زیادہ عزت و حرمت اور قدر و منزلت ہو گی“ مگر اُس نے نہ مانا۔ اور اپنے شہر مین واپس چلا گیا۔ اُس کے آنے سی مایوس ہو کے العزیز نے بیس ہزار دینار اُس کے پاس بھیج دئے۔ اور کہلا بھیجا کہ یہ رقم تم کو ہر سال پہونچا کرے گی۔ چنانچہ اُس وقت سے قرامطہ کو بلا زحمت بیس ہزار دینار کی رقم ہر سال گھر بیٹھے ملنے لگی۔

افتگین کی وفات

مصر مین العزیز نے افتگین کو خاص اپنے قصر کے پاس جگہ دی۔ اور اُس کی عزت بڑھائی۔ جس سے افتگین کی یہ حالت ہو گئی کہ وزیر سلطنت یعقوب بن کلس کا ادب بھی چھوڑ دیا۔ وزیر کو اُس کا یہ رنگ دیکھ کے اُس سے عداوت ہو گئی۔ اور افتگین کے ایک نوکر سے سازش کر کے اُسے زہر دلوا دیا۔ العزیز کو اُس کے مرنے کا بے انتہا صدمہ ہوا۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ یہ وزیر کا کام تھا تو برہم ہو کے اُسے قید کر دیا۔ اور اُس سے پانچ لاکھ درہم جرمانہ وصول کیا۔ مگر سلطنت مین اور کوئی قابل آدمی نظر نہ آیا۔ اور انتظام سلطنت بگڑتا دکھائی دیا تو کچھ اوپر چالیس دن تک قید رکھنے کے بعد اُس کا قصور معاف کیا۔ اور رہائی کے ساتھ ہی پھر اُسے خلعت وزارت عطا ہوا۔

دسوان باب

باقی حالات قرامطہ

قرامطہ کا دور

اب قرامطہ کی قوت بالکل ٹوٹ گئی تھی۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ ۳۶۶ھ مین ابو یعقوب یوسف بن حسن جنابی نے تراسی برس کی عمر پا کے اور بہت دنون حکومت کر کے دنیا کو رخصت کیا۔ اور اُس کے بعد اُن مین بجائے اس کے کہ کوئی ایک شخص حاکم بنایا جائے ایک قسم کی جمہوریت شروع ہوئی۔ یعنی حکمرانی کے لئے فرقہ مین سے ۶ معزز آدمی منتخب کئے گئے

اُن کی پارلیمنٹ
جو ایک پارلیمنٹ کی وضع سے باہمی مشارکت و مشاورت سے حکومت کرتی۔ اور اُن لوگون کا نام سادہ (ساداٹ) قرار پایا۔

بارہ برس تک ان لوگون نے خموشی سے حکمرانی کی۔ دنیا کو یہ بھی نہ معلوم ہونے پاتا تھا کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہین اور کس مشغلہ مین ہین۔ مگر بڑا ہی ساکھ کچھ ایسی قائم ہو گئی تھی کہ خلافت عباسیہ اور بغداد کا دربار اُن کے نام سے کانپتا تھا۔ چنانچہ اُن کا ایک نائب (رزیڈنٹ) خاص بغداد مین رہا کرتا تھا جو صاحب اثر وزرا کی طرح تمام معاملات مین دخل دیتا بلکہ حکومت کرتا تھا۔

بغداد کے اندرونی جھگڑے
بغداد مین ان دنون ایک نئی قسم کا پارٹی فیلنگ قائم ہو گیا تھا اور شازشون کا بازار گرم تھا۔ عضد الدولہ جس کے ہاتھ خلافت کی کل تھی اُس نے وفات پائی تھی۔ اور اُس کا بیٹا شرف الدولہ باپ کا جانشین ہوا تھا۔ شرف الدولہ کی مخالفت پر صمصام الدولہ نام ایک دوسرا رئیس اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اکثر معززین کو اپنا طرفدار بنا کے وہی صاحب اختیار ہو گیا۔ عوام مین سے اکثر لوگ شرف الدولہ ہی کو پسند کرتے تھے۔ اس لئے کہ اُس کے باپ عضد الدولہ نے اپنی سخاوتون اور مہربانیون سے بہتون پر اپنے حقوق قائم کر دئے تھی۔ عوام بغداد ہی نہین قرامطہ بھی اُسی کو پسند کرتے تھے۔ اس لئے کہ عضد الدولہ نے اُنھین بھی مختلف شہرون کی حکومت دے دی تھی۔

صمصام الدولہ اور قرامطہ
صمصام الدولہ نے زور پکڑنے کے بعد جب قرامطہ کو اپنے خلاف پایا تو اُن کے رزیڈنٹ ابوبکر بن شاہویہ کو بغداد مین قید کر لیا۔ اس کی خبر سنتے ہی قرامطہ مین تازہ جوش پیدا ہوا اُن کے دو سردار اسحق اور جعفر جو "سادہ" مین سے تھے لشکر لے کے ۳۷۵ھ مین چڑھ آئے۔ اور

کوفہ مین قرامطہ
کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ نے ایلچی بھیج کے پوچھا کہ "تم لوگ کیون آئے ہو؟" جواب ملا" اس لئے کہ ہمارا رزیڈنٹ گرفتار کر لیا گیا"۔ اور اس جواب کے ساتھ ہی قرامطہ کا ایک سپہ سالار ابوقیس حسن بن منذر سبقت کر کے مقام جامعین تک آپہونچا۔ قرامطہ کی اس یورش نے

اہل عراق کو بدحواس کر دیا تھا۔ اور تمام اہل بغداد کانپ رہے تھے، مگر صمصام الدولہ بہادر آدمی تھا۔ بالکل نہین دبا۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ عربون کی ایک زبردست جماعت کو مقابلہ کے لئے روانہ کر دیا۔ جو لوگ فرات سے اُتر کے اُن کے سامنے صف آرا ہو گئے۔

اُن کی شکست

اُسی مقام جامعین مین مقابلہ ہوا۔ اور قرامطہ کو شکست ہوئی۔ میدان چھوڑ کے بدحواس بھاگے۔ اور ابوقیس اور بہت سے قرامطہ فتحیابون کے ہاتھ مین اسیر ہو گئے۔ قرامطہ کو اس شکست کی خبر ہوئی تو دوبارہ بڑی زبردست قوت سے آگے بڑھے۔ اور اُسی میدان جامعین مین پھر عرصۂ رزم گرم ہوا۔ اور اگرچہ قرامطہ جان توڑ کے لڑے مگر پھر شکست کھائی

دوسری شکست

اور بہت ہی بُری شکست۔ سپہ سالار میدان مین مارا گیا۔ ہزارہا قتل ہوئے اور کثیر التعداد جماعت صمصام الدولہ کے سامنے اسیر کر کے کھڑی کر دی گئی۔ اس دوسری شکست کی خبر کوفہ مین پہونچی تو باقی ماندہ قرامطہ شہر چھوڑ کے بھاگے۔ اگرچہ قادسیہ کے کھنڈرون تک اُن کا تعاقب کیا گیا۔ مگر ہاتھ نہ آئے۔ اور جان بچا کے اپنے دار الہجرۃ مین پہونچ گئے۔ قرامطہ

پامالی

کو یہ ایسی شکست ہوئی تھی کہ پھر اس کے بعد اُن کو کبھی فتح نہ نصیب ہوئی اور ہمیشہ کے لئے اُن کا نام تاریخ کے صفحات سے نکل گیا۔

اگر اُنھین اپنے وطن مین چند روز چین سے بیٹھنے کا موقع ملتا تو شاید پنپ جاتے مگر اُن کی بدقسمتی سے قبیلۂ بنی منتفق مین اصفر نام ایک شخص پیدا ہوا جس نے عربون کا ایک بڑا گروہ جمع کر کے قرامطہ پر اُن کے خاص

استیصال

گھر مین حملہ کیا۔ اور وہ اتنے کمزور تھے کہ اپنا گھر بھی نہ بچا سکے۔ شکست کھائی۔ مارے گئے۔ اسیر ہوئے۔ اور بقیۃ السیف نے احسا کے قلعہ مین چھپ کے جان بچائی۔ اصفر نے احسا کو گھیر کے پڑے رہنے مین طول امل دیکھا اُسے چھوڑ کے خاص شہر قطیف پر حملہ کیا جو قرامطہ کا گہوارہ تھا۔ یہان کسی مین مزاحمت کی تاب نہ تھی۔ اصفر نے اُن کے مال اسباب۔ لونڈی غلام اور مویشیون وغیرہ مین سے جو کچھ پایا اپنے قبضہ مین کیا۔ اور چلتا بنا۔[5]

[5] ابن اثیر

اور اسی واقعہ پر قرامطہ کی تاریخ کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر سندھ اور ہندوستان

ہندوستان مین قرامطہ

مین ہم اس کے بعد بھی قرامطہ کا نام سنتے ہین۔ کیونکہ محقق مورخین متفق اللفظ ہین کہ محمود غزنوی نے جو ۳۸۷ھ مین تخت نشین ہوا تھا ملتان اور منصورہ کو قرامطہ اور ملاحدہ کے ہاتھ سے چھین کے اپنے قبضہ مین کیا۔ اور یہی لوگ تھے جنھون نے ملتان کے بت خانہ کو منہدم کیا۔ اور اس کی مورت کو توڑ ڈالا جو مسلمان حکمرانان ملتان کے لئے کسی زمانے مین ذریعۂ آمدنی بھی تھا۔ اور ذریعۂ حفاظت بھی۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین۔ محمود کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ پھر ان لوگون کا زور ہوگیا تھا۔ کیونکہ کچھ کم دو صدی بعد ۵۷۱ھ مین جب سلطان محمد غوری نے

محمد غوری کا حملہ قرامطہ پر

ملتان پر قبضہ کیا تو اس وقت بھی یہ شہر قرامطہ ہی کے قبضہ مین نظر آیا تھا۔ یہی نہین اس کے بعد ۶۳۴ھ مین ہم دیکھتے ہین کہ ہندوستان کے اسلامی دار السلطنت خاص شہر دہلی مین قرامطہ کا زور ہوگیا تھا۔ اور یہان تک نوبت

قرامطہ دہلی مین

پہونچی کہ اُنھون نے مسلمانون کی جامع مسجد پر یورش کی اور بہت سے مسلمانون کو مسجد کے اندر گھس کے مار ڈالا۔ جس کے پاداش مین وہ بڑی بے رحمی سے قتل کئے گئے۔ اور کوشش کی گئی کہ اُن کا نام و نشان بھی مٹا دیا جائے گا۔[ھ]

یہ قرامطہ تھے یا اسماعیلی

لیکن تحقیق طلب یہ ہے کہ ہندوستان کے یہ قرامطہ حقیقت مین قرامطہ تھے یا اسماعیلی تھے۔ یا باطنی تھے۔ اُن مسلمان مصنفین نے جو ملل و نحل اور مذاہب سے بحث کرتے ہین اپنی کتابون مین ان تین فرقون کا امتیاز بے شک بتا دیا ہے مگر مورخین اسلام اکثر غلطی کر جاتے ہین۔ اور جا بجا ایسا نظر آتا ہے کہ ان تینون فرقون کو قرامطہ ہی کے نام سے یاد کرتے ہین۔

قرامطہ داعی اسماعیلیت

قرامطہ کے فرقہ کی یہ حالت ہے کہ ابتدائے شروع تو یون ہوا کہ ایک امام غائب کی طرف بلانے کا نام لے کے عباسی حکومت کی بیخ کنی کی کوشش کی گئی اور خود ہی جیسے مسائل جی مین آئے تصنیف کر لئے گئے۔ پچاس نمازین فرض کر دی گئین۔ اور ظاہری زہد و اتقا مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھا گیا۔ پھر جب

ھ ایلیٹ جلد ۲۔ صفحہ ۴۷۰ و ۵۵۵

سنا گیا کہ عبید اللہ مہدی نے افریقہ مین دعوائے امامت کیا دی ــ تو انہین کو اپنا امام بتادیا گیا ــ اور اثنا عشری شیعون پر حملہ کیا گیا کہ وہ ایک غائب امام کے منتظر بیٹھے ہین جو کسی طرح انہین چکتے ــ ہمارے امام کو دیکھو کہ وہ دنیا کے سامنے موجود ہین ــ

مگر یہ بھی صرف دکھانے اور لوگون کو فریب دینے کے لئے تھا ــ اس لئے کہ جب مہدی نے کعبہ مین لوٹ کھسوٹ کرنے پر ناراضی ظاہر کي اور لکھا کہ حجر اسود کو لاکے پھر کعبہ مین نصب کردو تو ذرا بھي پروا نہ کي گئي ــ اور اس کے چند روز بعد جب دعوت فاطمي کا اوازہ مصر و شام مین بلند ہوا تو صاف الگ ہو گئے ــ انہین سے مخالفت کي جن کو اپنا امام بتایا تھا ــ اور انہین کے سامنے فوجین لے کے ہم مذہبون کے قتل کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے ــ وہ بھي عجیب وقت تھا کہ اسماعیلیون کا امام العزیز باللہ انہین اپني طرف بلا رہا ہے کہ مین تمہارا امام ہون میری اطاعت کرو ، اور وہ سماعت نہین کرتے ــ بلکہ اپنے نام کا خطبہ الگ پڑھواتے ہین ــ مدینہ مین العزیز کا خطبہ پڑھا جاتا ہے ــ اور مکہ مین ہجر کے قرامطہ کا ــ اور مغلوب ہونے کے بعد بھي نچلے بیٹھے تو کب جب العزیز نے ایک سالانہ رقم مقرر کردی ــ

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرامطہ کو اسماعیلیین مصر سے کوئی علاقہ نہ تھا ۔ لیکن اس مین شک نہین کہ قرامطہ کے زور و شور اور ان کي لوٹ مار سے اسماعیلیت کو بہت بڑی مدد ملي ۔ ایسي مدد کو خاص عراق و بغداد مین اگر خود اسماعیلیون کي حکومت قائم ہو جاتي تو بھي اتني مدد ان کے مذہب کو نہ مل سکتي ۔ وہ مدد یون ملي کہ جتنے لوگ قرامطہ کے اثر سے قرمطي بنے اور ان کے گروہ مین شامل ہوے تھے وہ سب قرامطہ کي حکومت کا زور ٹوٹنے کے بعد آپ ھي آپ اور خود رو طریقہ سے اسماعیلي بن گئے اور چونکہ قرامطہ چند روز مین اسماعیلي بن گئے تھے اسي سبب سے مورخین کو دھوکا ہوگیا ۔ اور وہ انھین اسماعیلیت کے زمانے مین بھي قرامطہ ھي کے لقب سے یاد کرتے رہے ۔

سندہ مین یہ مذہب مصر سے نہین ایا ۔ اور نہ مصر کو یہان سے کوئي تھا ۔ یہان جتنے لوگ ائے بحرین عمان ۔ حضرموت اور یمن سے ائے ۔ وھي ابتداء اپنے ساتھہ زیدیت کو لائے ۔ جو کہ دنیا مین بہ ظاہر اسباب شیعیت کا پہلا فارم تھا ۔ پھر یہي لوگ اس کے بعد قرمطیت کو لائے ۔ اور چونکہ خلافت بغداد کي زد سے بچنے کے لئے ان دنون سندہ سے بہتر کوئي حصہ زمین نہین ہوسکتا تھا

اسلئے قرامطہ نے اسي کو اپنا مامن بنایا — روز بروز یہان کي آمد و رفت بڑھائي — سجری تجارت مین زیادہ حصہ لیا — اور هند و سندہ کے سواحل مین بود و باش اختیار کرتے گئے — یہان تک کہ ان کا مذهب یہان کا عام مذهب بن گیا — اورآخر خلافت کے جوے سے آزاد هونے کے بعد وهي یہان کے حکمران بھي بن گئے —

لیکن جب یہان کي حکومت ملي تو بحرین اور سواحل عرب کي حکومت هاتھہ سے نکل گئي — اور جب قرمطیت اپنے خاص وطن یعني مشرقي سواحل عرب مین کمزور هوئي تو وہ تمام قرامطہ جو هندوستان کے سواحل مین تھے بغیر کسي کي هدایت کے ایک ادهي تحریک پر خود بخود اسماعیلي بن گئے — سب نے اسماعیلي امامت کو تسلیم کر لیا — اور خود اپني خوشي سے خلافت فاطمي مصر کے آگے سر اطاعت جھکا دیا — اسي کا نتیجہ تھا کہ جب علامہ بشاری نے یہان آکے دیکھا تو یہان بني فاطمہ مصر کا اثر تھا — انھین کا مذهب رائج تھا — انھین کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا — اور انھین کا سکہ ملتان وغیرہ مین چل رہا تھا —

اس کے بعد جب نئے غزنوی اورغوری فاتح مغربي پہاڑون کے درون سے نکل کے آئے اور یہان ان لوگون کي حکومت دیکھي تو انھین ملاحدہ خیال کیا — اسلئے کہ وہ خراسان کي

طرف سے آئے تھے ــ اور حراسان مینْ جس اسماعیلیت کو دیکھنے آئے تھے وہ حسن بن صباح اور اس کے جانشینون کي بگاڑی ہوئي اسماعیلیت تھي ــ جس کا لقب علي ذکرة السلامْ کي خود رائیون کي وجہ سے مسلمانون مین الحاد مشہور ہو گیا تھا ــ اور جو ملاحظہ کے نام سے یاد کئے جاتے تھے اس دھوکے مین آکے انھون نے اسماعیلیین سندہ کو بھي ملاحدہ کھنا شروع کردیا ــ اسي غلط فہمي کا نتیجہ ہے کہ فرشتہ اور تمام فارسي مورحین اور ان سے نقل کرنے والے عربي اهل تاریح بھي ان لوگون

اور ہمارے انفنسٹن صاحب تو اسي ملاحدہ کے لفظ سے یہ سمجھ مراد ہین ــ کیونکہ اکثر مسلمان غیر مذ ھب والون یا بے دینون کو ملد ے ہین ــ اور اسي غلطي مین پڑ کے یہ رائے قائم کردی کہ محمد بن قاسم ملک سندہ پر پھر ہندون کا قبضہ ہو گیا تھا ــ اور مسلمان اس سرزمین سے مار کے نکال دئے گئے ــ حالانکہ فرشتہ کي مراد ملا حدہ سے حراسان کے اسماعیلي اور باطني لوگ تھے ــ جن کے فدائیون کي چھریون نے ایک مدت تک دنیا مین بے امني قائم رکھي ــ اور جنھون نے صلیبي مجاہدون کے ساتھہ عجیب عجیب پولٹیکل کھیل کھیلے تھے ــ

ملاحظہ (خراسان کے باطني) بھي ھندوستان مين مين آئے ــ مگر ان کے آنے کا زمانہ بہت آخر ھے اور آغاخان کے مورث اعلي (پہلے آغاخان) سے پیشتر ھمین اس گروہ کے ھندوستان مین آنے کا پتہ نہین لگتا ــ اور آغاخان نے بھي یہان آکے اپني دعوت کا سلسلہ قائم کیا تو ھندوؤن کو اپني طرف بلایا ــ اور نو مسلمون کي ایک کثیرالتعداد جماعت اپنے گرد جمع کر لي ــ اصلي اسماعیلي جو اس عہد کے اسماعیلیون کي یادگار مین بوھرے ھین ــ بزرگ بن شہریار نا خدا نے اگرچہ ان کو اپني کتاب عجائب الھند مین ایک مقام پر مہیب و ظالم دریائي لوٹیرے بتایا ھے مگر سچ یہ ھے کہ ان مین زیادہ تر عربي النسل اور اگلے فاتحین عرب اور محمد بن قاسم کے جھنڈے کے نیچے لہو بہانے والون کي یادگارین ھین ــ

اسماعیلیون نے سندہ مین کیسي حکومت کي اس کا بالکل پتہ نہین لگتا ــ اگرچہ ھم سیاحون سے سنتے ھین کہ ان مین علم و فضل کا بہت چرچا تھا ــ اور بڑے بڑے علما و فضلا ملتان و منصورہ مین جمع تھے ــ مگر افسوس ان مین ھمین کوئي مورخ نہین نظر آتا ــ اور نہ کسي اور فن کے کسي مصنف کي کوئي کتاب دنیا مین موجود ھے کہ کچھ بھي پتہ لگایا جاسکے ــ

اتنا ضرور پتہ چلتا ھے کہ عربي تاجر چونکہ ھندو راجون اور غیر مذھب حکمرانون عادی

هو گئے تھے اور سندھ سے سیلون تک انھون نے
پیدا کرلي تھي بلکه اکثر ساحلي شہرون مین جا
جا کے بس گئے اسماعیلیون نے اسلامي
قلمرو کے باھر بھي اپنے لئے بہت سي
لي تھین —
تھا که جب محمود نے ملتان پر حمله کیا تو
اس کے پھونچنے سے پہلے ھي ابوالفتح حاکم ملتان نے جو
اسماعیلي تھا مال و دولت اعزا و اقارب اور بہت سے رفقا کو
لے کے جنوبي ھندوستان کي راہ لي — اور وھي بظن غالب
اسماعیلیین کي اس آبادی کا باني ھوا جسے آج ھم گجرات
وغیرہ مین پھیلا ھوا پاتے ھین — اور غیر مذھب والون کے
دامن مین چھپ کے جان بچانے ھي کي برکت تھي که اسماعیلیین
کا فرقه ھندوستان مین اھل سنت کي بڑی بڑی زبردست
سلطنتون کے قائم ھونے کے بعد بھي باقي رھا اور فنا نه ھونے
پایا حالانکه یہي مذھب خاص اپنے مرکز اور اپنے دارالخلافت
قاھرہ مین خلافت بني فاطمه کے زوال کے بعد چند روز بھي
زندہ نه رہ سکا —
اب ھم قرامطه اور اسماعیلیین کے حالات کے ساتھه
ھي اپني تاریخ سندھ کي دوسری جلد کو ختم کرتے ھین —
اور آئندہ کسي اطمینان کے وقت مین اس تاریخ کے باقي ماندہ

حصه کو علیحده جلدون مین شایع کرینگے — کیونکه دلگداز
کے ساتھه اشاعت تاریخ کا سلسله اس سال سے ختم کیا جاتا
هے — لیکن ناظرین سے رحصت هونے سے پهلے ان کي حدمات
مین هم اتنا اور عرض کردینا چاهتے هین که تاریح سنده کا
جو حصه شایع هو چکا نهایت اهم تها — اور باقي مانده حصه
اتنا اهم نهین — کیونکه جو حالات آپ کو گذشته جلدون مین
نظر آئے اور کسي کتاب مین نه نظر آئینگے — یه وه حصه تها
جو متاخر مورحین کي لاعلمي سے فنا هو گیا تها — اور جس کي
تالیف اور ترتیب مین همین بے انتها مشکلون سے سامنا کرنا
پڑا — اور جو حصه همین اب شایع کرنا هے اور جو بعد کي
جلدون مین ملے گا وه وه هے جو هندوستان کي اکثر تاریخون
مین مل جائے گا — والسلام

